25

المسائل و خلاصۃ

منتخبہ مولانا عبدالقادر صاحب

اس کتاب میں روزمرہ کی زندگی کے تمام ضروری مسائل درج ہیں،
جن کا انتخاب فقہ کی مشہور و مستند کتب شرح وقایہ، ہدایہ، کنز، درمختار،
جامع الرموز، فتاویٰ عالمگیری و قاضی خاں وغیرہ سے کیا گیا ہے؛

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل
پاکستان چوک کر

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

خلاصۃ المسائل

منتخبہ:- مولانا عبدالقادر صاحب از شرح وقایہ - ہدایہ - کنز
در مختار - جامع الرموز، فتاوٰی عالمگیری - و قاضی خان وغیرہ

ناشر ایچ-ایم سعید کمپنی
ادب منزل، پاکستان چوک کراچی

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No. 075067
MAILSI

مطبوعہ
ایجوکیشنل پریس، کراچی

تاریخ طبع
مارچ سنہ ۱۹۶۹ء

مطابق
ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۸ھ

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

قیمت ۱۲ روپے

[redacted]

مشرقی پاکستان آفس

قرآن منزل
بابو بازار ——— ڈھاکہ

Masood Faisal Jhandir Library

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
دیباچہ	۵	باب العدۃ	۴۹
نکاح کا بیان	۷	ثبوت نسب کا بیان	۵۲
محرمات کا بیان	۱۰	حضانت کا بیان	۵۴
ولی اور کفو کا بیان	۱۵	باب النفقات	۵۵
مہر کا بیان	۲۰	کتاب الایمان	۵۹
قسم کا بیان	۲۳	لقطہ کا بیان	۶۳
رضاعت کا بیان	۲۴	مفقود الخبر کا بیان	۶۵
طلاق کا بیان	۲۷	شرکت کا بیان	۶۹
کنایات کا بیان	۳۲	شرکت فاسد کا بیان	۷۲
تفویض طلاق کا بیان	۳۵	کتاب الوقف	۷۳
اختیار دینا طلاق لینے کا زوجہ کو	۳۶	مسجد کے وقف کا بیان	۷۴
بیمار کی طلاق	۳۷	قبرستان کا بیان	۷۶
تعلیق طلاق	۳۸	کتاب البیوع	۷۷
طلاق رجعی	۴۰	خیار شرط کا بیان	۸۰
ایلاء کا بیان	۴۲	خیار رؤیت کا بیان	۸۲
باب الخلع	۴۳	خیار عیب کا بیان	۸۴
کتاب الظہار	۴۴	بیع فاسد کا بیان	۸۶
ظہار کے کفارے کا بیان	۴۶	بیع کے مکروہات کا بیان	۹۰
باب العنین	۴۸	اقالہ کا بیان	۹۱

مضامین	صفحہ
بیع تولیہ اور مرابحہ کا بیان	۹۲
ربٰو کا بیان	۹۳
بیع فضولی کا بیان	۹۶
بیع سلم کا بیان	//
بیع صرف کا بیان	۱۰۰
بیع کے مختلف مسئلوں کا بیان	۱۰۲
حق شفعہ کا بیان	۱۰۳
کتاب الہبۃ	۱۰۶
اجارہ کا بیان	۱۰۹
اجارۂ فاسد کا بیان	۱۱۲
نوکر کا بیان	۱۱۴
کتاب العاریۃ	۱۱۵
امانت کا بیان	۱۱۷
کتاب الغصب	۱۱۹
کتاب الرہن	۱۲۲
کس کس چیز کو رہن رکھنا درست ہے	۱۲۴
کتاب المزارعۃ	۱۲۹
کتاب المضاربۃ	۱۳۴
ذبح کا بیان	۱۳۸
کس کس جانور کا کھانا درست ہے اور کس کا کھانا درست نہیں۔	۱۴۳

مضامین	صفحہ
کتاب الاضحیۃ	۱۴۹
شکار کا بیان	۱۵۴
تیر کے شکار کا بیان	۱۵۸
کتاب الکراہیۃ	۱۶۲
کھانے پینے کے مکروہات کا بیان۔	//
لباس کے مکروہات کا بیان	۱۶۴
کس کو دیکھنا اور کس کو چھونا درست ہے۔	۱۶۷
کس چیز کو بیچنا درست ہے اور کس چیز کو نہیں۔	۱۷۰
مسائل متفرقہ	۱۷۲
کن چیزونکا پینا درست ہے اور کن چیزونکا نہیں	۱۷۶
کتاب الوصیّت	۱۷۸
وصیّت ثلث کا بیان	۱۸۰
کتاب الخنثیٰ	۱۸۱
فصل خنثیٰ مشکل میں	۱۸۲
مسائل شتّیٰ	۱۸۴
خاتمۃ الطبع	//
تمّت	

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ علی ما اولنا من النعم وفتح علینا ابواب الحکم وکشف عنا حجاب الظلم احمدہ حمدا کثیرا الذی فضلنا علی سائر الامم والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ونبینا محمد الذی لولاہ ما خلق اللوح والقلم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ من ائمۃ الدین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ علیہم اکمل التحیۃ والسلام:۔

بعد حمد اور نعت کے کمترین خاک پائے مسلمانان عبد القادر مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب احقر خدمت سے استادان مدرسہ کلکتہ اور مدرسہ محسنیہ کے فراغت کر کے ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی ہجری میں اپنے وطن مالوف کو آیا تو اکثر احباب نے احقر کو اس بات کی تکلیف دینی چاہی کہ ایک کتاب زبانِ اُردو میں کہ جس میں مسائل نکاح اور طلاق اور حضانت اور رضاعت و کاروبار وغیرہ کے مسائل ہوں تصنیف کرے۔ کیونکہ علمائے سلف نے معاملات کے مسائل میں کوئی کتاب زبان اردو میں ایسی تصنیف نہیں کی جس سے عوام کو فائدہ تامہ ہو اس سبب سے اکثر عوام حرام کو حلال سمجھتے ہیں اور حلال کو حرام جانتے ہیں۔ چونکہ احقر اس قابل نہیں کہ کوئی کتاب تصنیف کرے اور مصنفوں کے زمرے میں اپنے نام کو داخل کرے۔ اس واسطے بار بار اس بات سے درگذر ہوا۔ لیکن اِن دنوں میں عجیب ایک واقعہ نظر میں آیا کہ ایک شخص نے باعث نہ جاننے مسئلے کے اپنی دادی سے نکاح کر لیا کہ جس سے نکاح کرنا شرع میں صراحتہً حرام آیا ہے۔ اور ایک نے اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے ولایۃً نکاح قبول کرنے میں بسبب نادانی کے اپنے ہی واسطے قبول کر لیا۔ ایسا ہی ہزاروں مسئلے میں حلال کو حرام کرتے ہیں اور حرام کو حلال اس واسطے اس بندہ قلیل البضاعۃ نے اس امر کو واجب الاتیان جان کے حسب استعداد کے چند مسائل ضروری معاملات کے شرح وقایہ اور ہدایہ

اور دُرِّمختار اور کنز اور عینی اور فتاویٰ عالمگیری اور جامع الرموز اور فتاوی قاضیخاں وغیرہ معتبر کتابوں سے نکال کر ان کو اُردو میں ترجمہ کر کے ایک رسالہ تالیف کیا اور اس رسالے کا نام خلاصۃ المسائل رکھا۔ اور جتنے مسائل احقر نے اس رسالے میں لکھے اکثر متون کے مسائل جو مشہور اور معتمد علیہا ہیں اور شروح کے ان مسئلوں کو لکھا جو مفتیٰ بہا اور مرجح ہیں اور اکثر مسئلوں میں اماموں کے اختلاف کو ترک کیا اس جگہ فقط مسئلہ مفتیٰ بہ کو لکھا۔ اور جس مسئلے میں ترجیح کی کوئی علامت معلوم نہ ہوئی وہاں اختلاف ائمہ کو ذکر کیا اور دلائل کو اکثر جگہ میں چھوڑ دیا۔ کیونکہ عوام کے عمل کے واسطے دلائل کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ اور خواص کے واسطے عربی کتابوں میں دلائل موجود ہیں اگر حاجت ہوگی وہاں دیکھ لینگے۔ اور جو مسئلہ دیار بنگالہ کے لوگوں کے کاروبار میں نہیں آیا ہے اس کو بہت جگہ میں چھوڑ اگیا۔ اور چونکہ احقر اہل زبان نہیں ہے علاوہ اس کے اُردو کے قواعد سے بھی علیٰ وجہ الکمال آگاہ نہیں اس واسطے اکثر مقام میں تانیث اور تذکیر کا لحاظ کم ہوا۔ آپ صاحبان ناظرین سے یہ امید ہے کہ اگر بمقتضائے خطائے بشری یا باعث عدم فہم یا سہو کاتب سے کہیں غلطی واقع ہوئی ہو اس کو قلم مرحمت سے درست فرمائیں اور زبان طعن اور تشنیع کی دراز نہ کریں کیونکہ انسان کو وہ طاقت کہاں جو خطا سے بچ سکے۔ اور جو صاحبان اس رسالے سے کچھ فائدہ حاصل کریں اُن سے یہ آرزو رکھتا ہے کہ اس کمترین سراپا عصیاں کو دعائے خیر سے یاد فرماویں۔ آمین یا رب العالمین۔

کتابُ النکاح

جاننا چاہیئے کہ نکاح کرنا وقت روک سکنے شہوت کے سُنّت مؤکدہ ہے اور جب شہوت غالب ہو اس طرح پر کہ زنا میں گرفتار ہونے کا خوف ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔ اور اگر بی بی کی خوراک و پوشاک دینے سے عاجز ہو تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔ یہ کفایہ اور عینی اور جامع الرموز میں ہے اور نکاح میں ۲ دو رکن اور دس شرطیں ہیں۔ رکن نکاح اس کو کہتے ہیں کہ اس کے نہ ہونے سے نکاح قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور رکن نکاح کے اندر ہوتا ہے۔ اور شرطِ نکاح اس کو کہتے ہیں کہ اس کے نہ ہونے سے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اور شرط نکاح کے باہر ہوتی ہے۔ پس رکن نکاح کا ایجاب اور قبول ہے۔ اور عقد کرنے میں پہلے قول کو ایجاب کہتے ہیں خواہ مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے۔ اور پچھلے قول کو قبول کہتے ہیں۔ خواہ مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی جانب سے۔ اور شرطیں نکاح کی یہ ہیں:۔

پہلی شرط یہ کہ عاقدین عاقل اور بالغ اور حُر ہوں کیونکہ بدوں عقل اور بلوغ کے ایجاب اور قبول نکاح کا صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اور حُر ہونا اس واسطے کہ باندی اور غلام کو بدوں اذن مولیٰ کے نکاح کرنے کا اختیار نہیں:۔

دوسری شرط یہ کہ محل قابل ہو یعنی ایک جانب عورت ہو تاکہ بہ سبب نکاح کے اس سے جماع کرنا حلال ہو سکے۔

تیسری شرط یہ کہ دولہا اور دولہن ایجاب اور قبول کو سُنیں یعنی جب مرد ایجاب کرے تو عورت اس کے ایجاب کو سُنے اور اگر عورت

ایجاب کرے تو مرد اس کے ایجاب کو سُنے۔ ایسا ہی جب مرد قبول کرے تو عورت اس کے قبول کو سُنے۔ اور اگر عورت قبول کرے تو مرد اُس کے قبول کو سُنے۔ یہ اس صورت میں ہے جب عاقدین از خود ایجاب اور قبول کریں اور اگر وکیل یا ولی کے ذریعے سے ہو تو عاقدین کا سُننا ضروری نہیں۔

چوتھی شرط یہ کہ دو مرد گواہ ہوں کہ وہ دونوں حُرہوں غلام نہ ہوں اور عاقل ہوں دیوانہ اور مجنوں نہ ہوں اور بالغ اور مسلمان ہوں نابالغ اور کافر نہ ہوں اور اگر وہ دونوں گواہ فاسق یا بسبب گالی دینے[۱] کسی کے درہ مارے ہوئے ہوں یا کہ دونوں اندھے ہوں یا دولہا دلہن کے آگے کی طرف کے لڑکے[۲] ہوں تو ان گواہوں کے روبرو نکاح کرنا درست ہے۔

پانچویں شرط یہ کہ راضی ہونا عورت کا اگر عورت بالغہ ہو یا باکرہ ہو یا ثیبہ۔ ثیبہ اس عورت کو کہتے ہیں کہ نکاح کے ساتھ اس کے شوہر نے اس سے جماع کیا ہو۔ اور باکرہ اس عورت کو کہتے ہیں کہ نکاح کے ساتھ اس کے شوہر نے اس سے جماع نہ کیا ہو۔

چھٹی شرط یہ کہ ایجاب اور قبول کا ایک ہی مجلس میں ہونا۔

ساتویں شرط یہ کہ ایجاب و قبول میں اختلاف نہ ہونا یعنی اگر عورت کہے کہ میں نکاح کرتی ہوں تم سے ایک ہزار کے بدلے۔ پس اگر مرد کہے کہ میں نے تم کو ایک ہزار روپیہ کے عوض میں اپنے نکاح میں قبول کیا تو درست ہوگا۔ اور اگر مرد کہے کہ میں نے نکاح کو قبول کیا اور مہر کو قبول نہ کیا تو اس صورت میں نکاح درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ قبول ایجاب کے الٹا ہے۔ اور اگر نکاح کو قبول کرے اور مہر سے چپ رہے یعنی مہر کو قبول کیا نہ کیا کچھ نہ کہے تو نکاح درست ہوگا۔

---

[۱] یعنی تہمت زنا کرنے سے۔ مصحح [۲] یعنی دلہن کے پہلے شوہر سے یا دولہا کی پہلی زوجہ سے لڑکے ہوں۔

آٹھویں شرط یہ کہ سُننا گواہوں کا عاقدین کے ایجاب اور قبول کو یعنی جب عاقدین ایجاب اور قبول کریں تو دونوں گواہ کا ایک ساتھ سُننا اور اگر جدا جدا سنیں تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔

نویں شرط یہ کہ نسبت کرے نکاح کو عورت کے کل عضو کی طرف یعنی دولہا کہے کہ میں نے تم کو نکاح کیا یا نسبت کرے نکاح کو طرف ان عضووں کے جو کل سے مراد لیا جاتا ہے۔ جیسے سر یا گردن یعنی مرد کہے میں نے تمہارے سر یا گردن کو نکاح کیا۔

دسویں شرط یہ کہ گواہوں کو معلوم ہو کہ دولہا دلہن کون ہے اور کون کسکو نکاح کرتا ہے۔ یہ فتاوائے عالمگیری اور کنز اور عینی میں ہے۔

مسئلہ ایک مرد اور دو عورت گواہ کے سامنے نکاح کرنا درست ہے۔ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں ہے۔ اور نکاح صحیح ہوتا ہے الفاظ عربی سے یعنی ایجاب اور قبول اگر عربی الفاظ سے ہو جیسا تَزَوَّجتُ اور قَبِلْتُ۔ اور الفاظ فارسی سے جیسا بہ نکاح دادم بتو نفس خود را دلہن کہے قبول کردم۔ ایسا ہی ہندی اور بنگلہ وغیرہ الفاظ سے بھی درست ہوتا ہے۔ اگرچہ عاقدین اس کے معنی نہ سمجھتے ہوں۔ یہ مضمون جامع الرموز اور شرح وقایہ کا ہے۔

مسئلہ نکاح درست ہوتا ہے لفظ تزویج اور نکاح اور ہبہ اور تملیک اور صدقہ اور بیع اور شرا سے یعنی اگر دلہن کہے میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا یا کہے میں نے اپنے نفس کو تجھ کو ہبہ کر دیا یا ملک کر دیا یا صدقہ کیا یا بیچا تو ان سب صورتوں میں اگر دولہا کہے میں نے قبول کیا تو نکاح درست ہوگا۔ اور اجارہ اور عاریت اور وصیت اور خلع اور اباحت اور رہن سے نکاح درست نہیں ہوتا ہے۔ یہ شرح وقایہ اور جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ اگر اپنی چھوٹی لڑکی کے نکاح دلانے کے واسطے کسی کو وکیل مقرر کرے پس اس صورت میں وکیل اگر ایک گواہ اور اس لڑکی کے باپ کے سامنے

نکاح کردے تو نکاح درست ہوگا کیونکہ اس صورت میں عبارت وکیل کی باپ کی طرف منتقل ہوگی۔ پس گویا باپ عاقد ہوا اور وکیل مع اس گواہ کے دو گواہ ہوئے اور دو گواہ کے سامنے نکاح درست ہے۔

مسئلہ جب دولہا دُلہن دونوں نابالغ ہوں یا ایک بالغ اور دوسرا نابالغ یا دونوں مجنون یا ایک مجنون ہو تو ان سب صورتوں میں نکاح بدوں ولی کے درست نہیں ہوگا۔ یہ شرح وقایہ اور ہدایہ میں ہے۔ اور ولی کا بیان آگے آویگا۔ انشاء اللہ

بابُ المحرّمات

جس کو نکاح کرنا شرع میں حرام ہے وہ ۲ طرح پر ہے مؤبدہ اور غیر مؤبدہ۔ مؤبدہ وہ ہے کہ جس کو نکاح کرنا بسبب نسب یا رضاعت یا نکاح کے حرام ہو پس جس کو بسبب نسب کے نکاح کرنا حرام ہے وہ یہ ہیں۔ اپنی ماں اور دادی اور نانی جہاں تک اوپر جاوے۔ اور اپنی بیٹی اور بیٹی کی بیٹی جہاں تک نیچے جاوے۔ اور اپنے بیٹے کی بیٹی اور بہن خواہ عینی ہو یا علاتی یا اخیافی۔ عینی وہ جو ماں اور باپ ایک ہوں۔ اور علاتی وہ جو ماں علیحدہ اور باپ ایک ہو۔ اور اخیافی وہ جو باپ علیحدہ اور ماں ایک ہو۔ اور اپنے بھائی اور ان کی بیٹیاں جہاں تک نیچے جاویں۔ اور اپنی پھوپھی اور خالہ اور پھوپھی اور خالہ باپ دادے کی۔ اور پھوپھی عینی ہو یا علاتی ان سبھوں کے ساتھ نکاح کرنا کسی وقت میں حلال نہیں۔ اور رضاعت یعنی دُودھ پینے کے سبب سے بھی دودھ پینے والے کے حق میں اوپر جتنی عورتیں مذکور ہوتیں ان کو نکاح کرنا حرام ہے۔ لیکن دودھ پینے والے کے بھائی کے حق میں اُن سبھوں کو نکاح کرنا حرام نہیں ہے۔ اور رضاعت کا بیان شرح وار کتاب الرضاعۃ میں آویگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہ فتاوےٰ قاضیخاں میں ہے۔ اور جن عورتوں کا نکاح بسبب نکاح یا زنا کے حرام ہے وہ یہ ہیں۔ اپنا باپ اور دادا یا نانا اوپر جہاں تک جاوے ان سبھوں نے جس عورت کو نکاح کیا اور اس عورت سے جماع کیا ہو یا نہیں بہرحال

اس کو نکاح کرنا درست نہیں اور جس عورت کو اپنے بیٹے یا بیٹے کے بیٹے یا بیٹی کے بیٹے نے نکاح کیا اور جماع کیا ہو یا نہیں اُس کو بھی نکاح کرنا درست نہیں۔ اور جس عورت کو نکاح کیا ہے اس سے جماع کیا ہو یا نہیں اس کی ماں اور دادی نزدیک کی ہو یا دُور کی اس کو نکاح کرنا درست نہیں۔ اور جس عورت کو نکاح کیا ہے اس عورت کی بیٹی اور بیٹا اور بیٹا بیٹی کی اولاد جہاں تک نیچے جاوے۔ اگر اس عورت سے جماع کیا ہو تو ان سبھوں کا نکاح کرنا درست نہیں۔ اور جنہوں کو بسبب وطی کے نکاح کرنا حرام ہے خواہ وہ وطی حرام ہو یا حلال وہ یہ ہیں۔ باپ یا دادا جہاں تک اُوپر جاوے۔ اور جس لونڈی سے ان سبھوں نے جماع کیا ہے اس سے جماع کرنا درست نہیں۔ اسی طرح بیٹا یا بیٹے کا بیٹا جہاں تک نیچے ہو۔ اور جس لونڈی سے جماع کیا ہو اُس سے جماع کرنا درست نہیں۔ اور جس لونڈی سے جماع کیا ہے اس کی ماں اور دادی جہاں تک اوپر جاوے۔ اور اس کی بیٹی اور بیٹے کی بیٹیوں سے بھی جماع کرنا درست نہیں۔ یہ فتاویٰ قاضیخاں اور ہدایہ اور جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ چچیری اور پھوپھیری اور خلیری بہنوں کو نکاح کرنا درست ہے۔ یہ طحطاوی اور شرح وقایہ میں ہے۔

مسئلہ جس عورت سے زنا کیا ہے اس کی بیٹی اور بیٹے کی بیٹی اور اس کی ماں کو نکاح کرنا درست نہیں۔ یہ جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ جس مرد نے عورت کو شہوت سے چھوا ہو یا عورت نے مرد کو شہوت سے چھوا ہو تو اس مرد کے حق میں اس عورت کی ماں اور بیٹی کو نکاح کرنا درست نہیں یہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں ہے۔ پس شہوت عورت کی اس قدر ہونا چاہیئے کہ مرد کو چھونے یا اُس کے ذکر کی طرف دیکھنے سے شہوت پیدا ہووے یا شہوت بڑھ جاوے اور دل میں لذّت معلوم ہووے اور مرد میں اس قدر ہونا چاہیئے کہ عورت کو چھونے یا اس کی فرج کی طرف نظر کرنے سے آلہ تناسل کھڑا ہو جاوے یا انتشار زیادہ ہووے یہ جوان میں ہے۔ اور بڈھے میں صرف اس کا دل اس عورت کیطرف

رغبت سے مائل ہونے سے حُرمت ثابت ہوتی ہے۔ پس اگر مرد کو عورت کے چھونے یا عورت کو مرد کے چھونے سے شہوت جاتی رہے یا انزال ہو جاوے تو حُرمت ثابت نہیں ہوگی۔ یہ جامع الرموز اور شرح وقایہ اور چلپی میں ہے۔

مسئلہ جس عورت کی شرمگاہ کے اندر شہوت سے نظر کیا تو اس کی ماں اور بیٹی کو نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ مُردے اور نابالغ لڑکی جو شہوت والی نہیں اس کی شرمگاہ کے اندر نظر کرنے سے اس کی ماں اور بیٹی کو نکاح کرنا حرام نہیں ہے۔ یہ درمختار اور جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ نو برس سے کم عمر میں عورت شہوت والی نہیں ہوتی ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ یہ شرح وقایہ میں ہے۔

اور غیر موبّدہ وہ ہے کہ جس کو نکاح کرنا کبھی حرام ہوتا ہے اور کبھی حلال۔ وہ یہ ہے۔ دو بہن کو اکٹھا نکاح کرنا درست نہیں۔ ایسا ہی ایک کی عدّت میں دوسری کو نکاح میں لانا درست نہیں اگرچہ عدّت طلاق ثلٰث کی بھی ہو۔ مگر ایک کے مرنے سے اس کی بہن کو نکاح کرنا درست ہے اگرچہ ایک دن بعد بھی ہو۔ یہ جامع میں ہے۔

مسئلہ اکٹھا ان دو عورت کو نکاح کرنا درست نہیں کہ اگر جانبین سے ایک کو مرد خیال کیا جاوے اور دوسری کو عورت تو جس کو مرد خیال کیا جاوے اس کے حق میں اس عورت کو نکاح کرنا حرام ہوتا ہے جیسا پھوپھی اور بھتیجی تو اس صورت میں اگر پھوپھی کو مرد فرض کیا جاوے تو اس عورت کی چچا ہوگی اور چچا کو اپنی بھتیجی سے نکاح کرنا درست نہیں۔ اور اگر بھتیجی کو مرد خیال کیا جاوے تو اس عورت کا بھتیجا ہوگا اور بھتیجے کو اپنی پھوپھی سے نکاح کرنا درست نہیں۔ پس اس طرح کی دو عورت کو اکٹھا نکاح میں لانا درست نہیں۔ ایسا ہی خالہ اور بھانجی کو بھی اکٹھا نکاح میں لانا درست نہیں۔

مسئلہ ایک عورت اور اس عورت کے آگے کے شوہر کی لڑکی جو اس کے پیٹ سے نہیں ہے ان دونوں عورتوں کو نکاح کرنا درست ہے۔ یہ ہدایہ میں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی دو عورتوں کو کہ وہ دونوں آپس میں بہن ہیں اکٹھا ایک ہی عقد سے نکاح کرے تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا اور اگر دو عقد سے نکاح کرے تو جس کو آگے نکاح کیا ہے اس کا نکاح درست ہوگا اور پیچھے والی کا نکاح باطل ہوگا۔ یہ فتاویٰ قاضیخاں میں ہے۔

مسئلہ حُر کے واسطے چار عورت حرہ کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا درست ہے۔ ایسا ہی چار لونڈی کو بھی ایک ساتھ نکاح کرنا درست ہے اور چار سے زیادہ ایک ساتھ[1] نکاح کرنا درست نہیں حُرہ ہو یا لونڈی۔ اور غلام کو دو عورت سے زیادہ اکٹھا نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ اگر کوئی حُر پانچ عورت کو پانچ عقد سے یا چار کو ایک عقد سے اور پانچویں کو ایک عقد سے نکاح کرے تو چار کا نکاح درست ہوگا اور پانچویں کا نکاح درست نہیں ہوگا۔ اور اگر پانچوں عورت کو ایک ہی عقد سے نکاح کرے تو سب کا نکاح فاسد ہوگا۔ یہ فتاویٰ قاضیخاں اور کنز میں ہے۔

مسئلہ کتابیہ یعنی یہودیہ اور نصرانیہ جس نے اسلام نہیں قبول کیا ہے اس کو نکاح کرنا درست ہے۔ ایسا ہی صابیہ جو مومنہ ہے اُس کو نکاح کرنا درست ہے اور صابیہ وہ قوم ہیں جو یہودی اور نصرانی سے نکل کر فرشتوں اور ستاروں کی پرستش کرتی ہیں۔ پس اس صورت میں اگر صابیہ مومنہ ہے اور کتاب کا اقرار کرتی ہو تو اس کو نکاح کرنا درست ہے اور اگر کتاب اور نبی کا انکار کرے اور ستاروں اور فرشتوں کی پرستش کرے تو اس کو نکاح کرنا درست نہیں۔ یہ کفایہ اور شرح وقایہ میں ہے۔

---

[1] یعنی جمع کرنا چار سے زیادہ کا۔ ۱۲

مسئلہ جو عورت بُت یا آفتاب یا ستارہ یا آگ کی پرستش کرتی ہو اُس کو نکاح کرنا درست نہیں۔ یہ ہدایہ اور طحطاوی میں ہے۔

مسئلہ لونڈی مسلمہ اور کتابیہ کو نکاح کرنا درست ہے اگرچہ حُرّہ کے نکاح کرنے پر قادر ہو۔ ایسا ہی لونڈی پر حُرّہ کو بھی نکاح کرنا درست ہے۔ یہ شرح وقایہ میں ہے۔

مسئلہ احرام کی حالت میں نکاح درست ہے۔

مسئلہ جو عورت زنا کے سبب سے حاملہ ہوئی اس کو نکاح کرنا درست ہے۔ لیکن اس سے جماع کرنا درست نہیں۔ جب تک حمل نہ جنے اور جس کے زنا سے حاملہ ہوئی ہے وہ اگر نکاح کرے تو حمل کی حالت میں بھی اُس سے جماع کرنا درست ہے۔

مسئلہ جو عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوئی ہے جب تک حمل نہ جنے اس سے دوسرے کو نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ جس عورت سے زنا کیا ہے اس کو نکاح کرنا اور اس سے جماع کرنا درست ہے۔ اور شوہر کو استبرا کرنا کچھ ضرور نہیں اور نکاح کر کے ایک حیض تک جماع کرنے میں توقف کرنے کو استبرا کہتے ہیں۔ یہ جامع الرموز اور عینی میں ہے۔

مسئلہ اگر چار بی بی سے ایک کو طلاق دیوے جب تک اس کی عدّت نہ گزرے تب تک دوسری کو اس کی جگہ پر نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ لونڈی کو حُرّہ پر نکاح کرنا درست نہیں ایسا ہی حرہ کی عدّت میں بھی لونڈی کو نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ نکاح موقّت اور متعہ درست نہیں۔ متعہ وہ جو مرد عورت کو کہے کہ میں تم سے اتنے مال کے عوض اتنے دِن فائدہ لوں گا۔ اور موقّت وہ ہے کہ نکاح کرنے والا کہے کہ میں نے تم کو نکاح کیا اتنے دِن کے واسطے۔ مثلاً دس دن یا ایک مہینہ یا ایک برس کے واسطے۔ تو اس طرح کا نکاح کرنا شرع میں درست نہیں۔

یہ ہدایہ میں ہے۔

بابٌ فی الاَولیاء والاکفاء

یہ باب ولیوں اور کفوؤں کے بیان میں ہے۔ نابالغ اور مجنون اور لونڈی اور غلام کا نکاح بدوں ولی کے درست نہیں ہے۔ اور ولی تین قسم پر ہے۔

پہلی قسم ولی عصبہ ہے وہ چار قسم پر منحصر ہے۔ پہلا بیٹا اور بیٹے کا بیٹا جہاں تک نیچے جاوے۔ دوسرا باپ اور باپ کا باپ جہاں تک اُوپر جاوے۔ تیسرا بھائی اور بھائی کے بیٹے جہاں تک نیچے جاوے۔ چوتھا چچا اور چچا کے بیٹے جہاں تک نیچے جاوے۔

دوسری قسم ولی کا مولائے عتاقہ ہے۔ یعنی جس نے باندی اور غلام کو آزاد کیا ہے اسی کو مولائے عتاقہ کہتے ہیں۔ پس جس نے باندی یا غلام کو آزاد کیا ہے اس کو نکاح ولانے کا وہی آزاد کرنے والا ہے بعد مولائے عتاقہ کے مولائے عتاقہ کا عصبہ ولی ہوگا۔ اس قسم کا ولی خاص باندی اور غلام کے واسطے ہوتا ہے۔

تیسری قسم ولی ذوی الارحام ہے۔ اور ذوی الارحام اس یگانے کو کہتے ہیں کہ عصبہ اور ذوی الفروض نہ ہو۔ یعنی قرآن اور حدیث میں اور اجماع امت نے بھی اس کے حق میں مال سے اس کے واسطے کچھ حصہ مقرر نہ کیا ہو

اور ذوی الارحام چار قسم پر ہیں۔ پہلی قسم بیٹی اور بیٹے کی بیٹی کی اولاد مرد ہو یا عورت۔ دوسری قسم ماں کا باپ اور ماں کے باپ کا باپ جہاں تک اُوپر جاوے۔ اور ماں کے باپ کی ماں اور ماں کے باپ کی ماں کی ماں جہاں تک اُوپر جاوے۔

تیسری قسم بہن کی اولاد جہاں تک نیچے جاوے۔ اور عینی اور علاتی بھائی کی بیٹیاں اور اخیافی بھائی کے بیٹے سب جہاں تک نیچے جاوے۔ چوتھی قسم پھوپھی اور اخیافی چچا اور ماموں اور خالہ یہ سب سراجیہ اور شریفیہ میں ہے۔

مسئلہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کا ولی پہلے باپ یعنی باپ رہتے دوسرا کوئی

وارث نہیں ہو سکے گا۔ بعد اس کے دادا اوپر جہاں تک جاوے۔ اگر باپ دادا نہ رہے تو عینی بھائی۔ بعد اس کے علاتی بھائی اور اگر عینی و علاتی بھائی نہ رہے تو عینی بھائی کے بیٹے جہاں تک نیچے جاویں۔ اور اگر وے سب نہ رہیں تو علاتی بھائی کے بیٹے جہاں تک نیچے جاویں۔ اور اگر وے بھی نہ رہیں تو عینی چچا بعد اس کے علاتی چچا۔ اور اگر عینی اور علاتی چچا نہ رہیں تو عینی چچا کے بیٹے۔ اور اگر وے بھی نہ رہیں تو علاتی چچا کے بیٹے۔ اور اگر وے بھی نہ رہیں تو باپ کے عینی چچا۔ اور اگر وے بھی نہ رہیں تو باپ کے علاتی چچا۔ اگر باپ کے عینی اور علاتی چچا نہ رہیں تو اس کے بیٹے۔ سب اوپر کی ترتیب کے موافق یعنی عینی رہتے علاتی ولی نہیں ہو سکے گا۔ اور اوپر کا درجے والا رہتے نیچے کا درجے والا ولی نہیں ہو سکے گا۔ یہ مضمون فتاوی قاضی خاں کا ہے۔

مسئلہ جو عورت دیوانی ہو اگر اس کا لڑکا بالغ ہے تو وہ لڑکا ولی ہو کے اس کا نکاح کر سکے گا۔ اور اگر باپ اور بیٹا دونوں موجود رہیں تو نزدیک ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف رح کے اس کے نکاح کر دینے میں بیٹا اس کا باپ سے مستحق زیادہ ہے اور نزدیک محمد رح کے باپ مستحق زیادہ ہے۔

مسئلہ اگر ولی عصبہ نہ رہے تو ماں سب ولی پر مقدم ہے یعنی ماں رہتے دوسرا کوئی ولی نہیں ہو سکے گا۔ بعد اس کے بیٹی بعد اس کے بیٹے کی بیٹی بعد اس کے بیٹی کی بیٹی بعد اس کے بیٹے کے بیٹے کی بیٹی۔ بعد اس کے بیٹی کی بیٹی کی بیٹی۔ بعد اس کے عینی بہن بعد اس کے علاتی بہن بعد اس کے اخیافی بہن بعد اس کے عینی اور علاتی اور اخیافی بہن کی اولاد سب۔ بعد اس کے پھوپھی اور ماموں اور خالہ سب۔ بعد اس کے پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی اولاد سب ولی ہو سکتی ہے۔ یہ فتاوی قاضی خاں وغیرہ میں ہے۔

مسئلہ جو حرّہ بالغہ اور عاقلہ ہے باکرہ ہو یا ثیبہ بغیر رضا ولی کے غیر کفو میں جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ اور کفو کے معنی برابر ہونا حسب وغیرہ میں۔ اور کفو کی تفصیل آگے آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن غیر کفو میں نکاح کرنے سے ولی کو اختیار

ہے چاہے اس نکاح کو جائز رکھے یا حاکم کے پاس پیش کرے تاکہ حاکم اس نکاح کو فسخ کر ڈالے۔ اور روایت کی حسن نے ابی حنیفہ سے کہ غیر کفو میں نکاح درست نہیں ہوتا ہے اور فتویٰ اسی پر ہے۔ یہ شرح وقایہ اور درمختار میں ہے۔

مسئلہ عورت باکرہ بالغہ اگر راضی نہ ہو تو ولی نکاح جبراً نہیں کر سکے گا۔

مسئلہ اگر عورت باکرہ بالغہ سے ولی اذن نکاح کا طلب کرے اور وہ چُپ رہے یا آہستہ سے ہنسے یا رو دے تو اسی سے اذن اس کا ثابت ہوگا۔ اور اگر اذن چاہنے سے آواز سے رو دے تو اذن نہ ہوگا۔ ایسا ہی اگر ولی عورت باکرہ سے بلا طلب اذن کے نکاح اس کا کر دیوے بعد اس کے نکاح کی خبر اور شوہر کا نام سُن کے وہ عورت چُپ رہے تو یہ اذن ہے اور اگر ولی کے سوا دوسرا کوئی اذن طلب کرے تو مُنہ سے صراحۃً کہنا ضرور ہے صرف چُپ رہنے یا ہنسنے یا رونے سے اجازت نہ ہوگی۔ ایسا ہی ثیبہ سے اذن طلب کرتے وقت بھی منہ سے کہنا ضرور ہے۔ یہ شرح وقایہ اور کنز میں ہے۔

فائدہ باکرہ اس عورت کو کہتے ہیں جو نکاح کے ساتھ اس کے شوہر نے اس سے جماع نہ کیا ہو۔ اور ثیبہ اس کو کہتے ہیں کہ اس کے شوہر نے نکاح کے ساتھ اس سے جماع کیا ہو۔ یہ صحاح میں ہے۔

مسئلہ بسبب کودنے یا حیض ہونے یا زخم ہونے یا بہت دن تک نکاح نہ ہونے یا زنا کرنے سے اگر بکارت زائل ہو جاوے تو وہ عورت باکرہ رہے گی۔ یعنی باکرہ کا حکم اُس پر ثابت رہے گا۔

مسئلہ اگر مرد اور عورت اختلاف کریں چُپ رہنے میں یعنی مرد کہتا ہے کہ جب تجھ سے نکاح کا اذن طلب کیا یا تجھ کو نکاح کی خبر پہنچی تب تو راضی ہو کے چپ ہو رہی۔ اور عورت کہتی ہے چونکہ میں راضی نہ تھی اس سبب سے چُپ رہی تو اس صورت میں عورت کی بات مقبول ہوگی۔ مگر جب شوہر اس کی رضا پر کچھ دلیل قائم کر سکے تو شوہر

کی بات مقبول ہوسکتی ہے۔ یہ جامع الرموز اور کنز میں ہے۔

مسئلہ اگر نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح باپ یا دادا نے کردیا ہو تو نکاح لازم ہو گیا۔ خواہ لڑکی باکرہ ہو یا ثیبہ۔ پھر ان نابالغوں کو بالغ ہوتے ہی نکاح توڑنے کا اختیار نہیں رہے گا۔ اور اگر باپ یا دادا کے سوائے دوسرے کسی ولی نے نکاح کردیا تو جب وہ سب بالغ ہوں اور خبر نکاح کی سنیں تو سنتے ہی اسی مجلس میں اسی وقت حاکم کے حکم سے نکاح کو توڑ سکتے ہیں۔ اور اگر نکاح کی خبر سن کے کچھ توقف کریں یعنی تھوڑا زمانہ چپ رہیں تو اختیار نکاح توڑنے کا باقی نہیں رہے گا۔ یہ جامع الرموز اور شرح وقایہ میں ہے۔

مسئلہ اختیار لڑکے کا جب بالغ ہو اور ثیب کا بدوں رضا کے باطل نہیں ہوتا ہے اور وہ رضا خواہ صراحۃً ہو جیسا کہ کہے میں راضی ہوا۔ یا کہ وہ رضا دلالۃً ہو جیسا کہ بوسہ لیوے یا چھووے یا کہ لڑکا مہر ادا کردیوے یا عورت اپنے مہر کو قبول کرلیوے۔ پس اگر اس طرح کی رضا پائی جاوے تو اختیار باطل ہوگا۔ اور بغیر اس کے باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کے اگر ولی عصبہ اور ولی ذوی الارحام نہ رہیں تو بادشاہ اور حاکم اور قاضی اس کے ولی ہو کے نکاح کرسکتے ہیں۔ مگر ان کے نکاح کردینے سے نابالغ کو بالغ ہوتے ہی اختیار نکاح توڑنے کا باقی رہے گا۔ اور فتویٰ اسی پر ہے۔ یہ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے۔

مسئلہ ذوی الارحام سے جو ولی کہ قریب ہے وہ اگر سفر کی مدت سے دور پر ہو اور شوہر بھی اس کے آنے یا اس سے اجازت لانے کی انتظاری نہ کرے تو جو ولی ذوی الارحام سے بعید ہے وہ بدوں اجازت ولی اقرب کے نکاح کرسکتا ہے۔

مسئلہ عجم میں کفو ہونے کے واسطے پانچ بات کا لحاظ ہوتا ہے۔ پہلے اسلام کا لحاظ ہوتا ہے مثلاً ایک شخص کے باپ اور دادا فقط مسلمان ہیں پس وہ کفو اس کا ہے کہ جس کے باپ اور دادا اور پردادا وغیرہ بھی مسلمان ہوں اور جس کا باپ صرف مسلمان ہے وہ اس شخص کا کفو نہیں ہوسکتا ہے کہ جس کے باپ اور دادا بھی مسلمان ہوں اور جو شخص خود مسلمان ہو وہ کفو نہیں بن سکتا اس شخص کا کہ جس کا باپ مسلمان ہووے۔

دوسرے حریت کا لحاظ ہوتا ہے۔ یعنی غلام حُر کا کفو نہیں ہو سکتا ہے۔ تیسرے لحاظ دینداری کا چاہیئے۔ پس فاسق نیک کار کی لڑکی کا کفو نہیں ہو سکتا ہے۔ چوتھے مال کا لحاظ ہوتا ہے یعنی جو شخص کہ مہر معجل اور خوراک و پوشاک ادا کرنے پر عاجز ہو تو وہ فقیر کی لڑکی کا بھی کفو نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اگر مہر معجل اور خوراک و پوشاک دینے پر قادر ہو تو وہ شخص عورت مالدار کا کفو ہو سکتا ہے۔ پانچویں لحاظ پیشے کا پس جولاہا اور حجام اور جاروب کش اور لوہار عطار اور بزاز اور صراف کی لڑکی کا کفو نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ ہدایہ اور جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ اگر عورت بالغہ مہر مثل سے کم میں بغیر رضا اپنے ولی کے کسی سے نکاح کرے تو ولی کو اختیار ہے کہ قاضی کے آگے پیش کرے تاکہ شوہر مہر کو پورا کر دیوے۔ یا حاکم فسخ نکاح کا حکم دیوے۔ یہ جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ ایک شخص نکاح کے دونوں طرف کا ولی ہو سکتا ہے جیساکہ چچا اپنی نابالغہ بھتیجی کا نکاح اپنے نابالغ لڑکے سے کر سکتا ہے۔ ایسا ہی اپنی نابالغہ لڑکی کو اپنے نابالغ بھتیجے سے نکاح کر سکتا ہے

مسئلہ ایک شخص دولہا دلہن دونوں کی طرف سے وکیل ہو کے نکاح کر سکتا ہے اگر دونوں بالغ ہوں۔

مسئلہ چچیرا بھائی جو بالغ ہے اپنی نابالغہ چچیری بہن کو بہ ولایت اپنے نکاح میں لا سکتا ہے۔ اور ایسے ہی وہ وکیل بھی اس عورت کو اپنے نکاح میں لا سکتا ہے جو کہ اسی عورت کا نکاح کسی سے کرنے کے واسطے وکیل مقرر ہوا ہو۔

مسئلہ دو فضولی ایک مرد کی طرف کا اور ایک عورت کی طرف کا اگر یہ دونوں کسی عورت کو کسی مرد سے نکاح کر دیں تو اس صورت میں اگر دولہا دلہن اس نکاح کو جائز رکھیں تو نکاح جائز ہوگا۔ اور اگر جائز نہ رکھیں تو نکاح جائز نہ ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص دولہا دلہن دونوں کی طرف کا فضولی ہو کے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔ اور فضولی اس کو کہتے ہیں کہ ولی اور وکیل کے سوائے غیر کوئی اجنبی

آدمی کسی عورت کو کسی مرد سے بدون حکم کے نکاح کر دے۔ یہ کنز اور شرح وقایہ میں ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے دوسرے کسی کی نابالغ لڑکی سے نکاح کی درخواست کی اور آپس میں دونوں راضی بھی ہوئے مگر نکاح کے وقت لڑکی کے باپ نے لڑکے کے باپ کو خطاب کر کے ایجاب اس طرح پر کیا کہ میری لڑکی فلانی بانو کو اتنے مہر مثلاً ہزار یا دو ہزار روپیہ کے عوض میں میں نے تمہارے نکاح میں دیا۔ اور لڑکے کے باپ نے کہا میں نے قبول کیا تو اس صورت میں وہ نکاح لڑکے کے باپ سے ہو جائے گا۔ اور لڑکے کا نکاح نہ ہوگا۔ کیونکہ لڑکے کے باپ نے نکاح کو اپنی ہی طرف نسبت کیا اگرچہ درخواست لڑکے کے واسطے کی تھی۔ سوائے اس کے عاقدین میں سے کسی نے نکاح کو لڑکے کی طرف نسبت نہیں کیا یعنی لڑکی کے باپ نے بھی نہ کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کو تمہارے لڑکے کے نکاح میں دیا اور لڑکے کے باپ نے بھی نہ کہا کہ میں نے اپنے لڑکے کی طرف سے قبول کیا۔ ہاں اگر لڑکی کا باپ کہتا کہ میں نے لڑکی کو تمہارے فلانے لڑکے کے نکاح میں دیا تو اس صورت میں نکاح لڑکے کا جائز ہوتا۔ یہ فتاوٰے قاضی خاں اور بزازیہ میں ہے۔

فصل فی المہر

دس درم سے کم مہر نہیں ہو سکتا ہے پس اگر کوئی دس درم سے کم مہر مقرر کرے تو بھی دس درم لازم آوے گا۔ یہ ہدایہ اور کنز اور وقایہ میں ہے۔ اور دس درم کا اندازہ اس شعر میں ہے۔ شعر

وہ درم شرعی ذرا مجھ سے سنو ٭ ہیں دو تولے سات ماشے آٹھ جو

مسئلہ بغیر ذکر مہر کے یا مہر نہ دینے کی شرط پر یا مہر کے عوض اپنی بیٹی یا بہن کو دلہن کے بیٹے یا بھائی سے نکاح کر دینے پر اگر کوئی نکاح کرے تو نکاح صحیح ہوگا

مگر ان سب صورتوں میں شوہر پر مہر مثل لازم آوے گا۔ مہر مثل اس کو کہتے ہیں کہ اس عورت کے ہم برابر عورتیں جو اس کے باپ کے گروہ سے ہوں اور عمر اور خوبی اور مال اور عقل اور دینداری اور ملک اور باکرہ اور ثیبہ ہونے میں برابر ہوں سو اُن عورتوں کا جس قدر مہر ہوگا اس قدر شوہر پر لازم آوے گا۔ اور اگر باپ کے گروہ سے کوئی عورت اس طرح کی نہ ملے تو غیر عورت جو ان ہی صفتوں میں موصوف ہو اُس کا جس قدر مہر ہو اُسی قدر لازم آوے گا۔

مسئلہ ماں اور خالہ کے مہر کے برابر لازم نہیں آتا ہے۔ مگر جب وہ سب باپ کی قوم سے ہوں تو ان کے مہر کے برابر لازم آوے گا۔ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ جب مہر دس درم یا اس سے زیادہ مقرر ہوا ہو اور دولہا دُلہن میں سے کوئی مر جاوے یا خلوت صحیحہ پائی جاوے تو مہر کامل ہو جاوے گا۔ یعنی جس قدر مہر مقرر ہوا شوہر پر اسی قدر پورا ادا کرنا واجب ہوگا۔ اور خلوت صحیحہ اس کو کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کسی ایسی جگہ میں ہوں کہ وہاں جماع کرنے سے ایسا کوئی سبب منع کرنیوالا نہ ہو جو دیکھنے میں آتا ہے۔ مانع حسّی جیسے بیماری کہ وہ جماع سے باز رکھتی ہے۔ یا کہ مانع شرعی نہ ہو۔ جیساکہ روزۂ رمضان اور نماز فرض اور احرام حج یا عمرہ کا کیونکہ روزۂ رمضان اور احرام جماع سے باز رکھتے ہیں۔ یا کہ مانع طبعی نہ ہو۔ جیساکہ حیض اور نفاس کیونکہ حیض اور نفاس کی حالت میں طبیعت جماع کرنے سے نفرت کرتی ہے یہ عینی اور جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ مجبوب یعنی آلہ بریدہ اور عنّین یعنی نامرد اور خصی اور روزۂ رمضان کے قضا ادا کرنے والے کی خلوت صحیح ہوتی ہے اور مہر کو کامل کرتی ہے۔ یعنی مہر شوہر پر پورا واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ عورت مہر لینے کے واسطے اپنے نفس کو شوہر سے باز رکھ سکتی ہے۔ یعنی شوہر اگر جماع کرنا چاہے تو عورت اپنے شوہر کو ادائے مہر تک جماع

کرنے سے روک سکتی ہے۔ مگر یہ ممانعت بعد نکاح اور قبل جماع کے کر سکتی ہے تاکہ عورت اپنا مہر لے لیوے۔ اور اگر پہلی بار کے جماع کرنے میں راضی ہوگئی اور بعد اس کے جماع کے وقت مہر کے عذر سے ممانعت جماع کی کرے تو بھی کر سکتی ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اگر کچھ مہر معجل اور کچھ مؤجل ہو تو معجل کے واسطے باز رکھ سکتی ہے اور مؤجل کے واسطے نہیں۔ ایسا ہی اگر شوہر بی بی کو سفر میں لے جانا چاہے تو عورت جب تک سب مہر یا کہ معجل نہ لے لیوے سفر کے جانے سے باز رہ سکتی ہے۔

مسئلہ اگر مہر معجل پر نکاح کرے تو قبل مہر لینے کے بی بی بدون اذنِ شوہر کے اپنی حاجت ضروریہ میں گھر سے باہر جا سکتی ہے اور مہر لے لینے کے بعد بغیر اذن شوہر کے نہ جا سکے گی۔

مسئلہ نابالغہ لڑکی کا مہر ولی اس کے شوہر سے لے سکتا ہے۔ لیکن خوراک اور پوشاک نہیں لے سکے گا جب تک بالغہ جماع کی برداشت نہ کر سکے اور اگر جماع کی برداشت کر سکے تو نزدیک ابو حنیفہؒ کے شوہر پر خوراک دینا لازم آوے گا۔ اگرچہ مہر کے واسطے جماع سے باز رہے۔

مسئلہ اگر بی بی اور میاں مہر کے اندازہ یا مہر نہ ہونے میں اختلاف کریں تو اس صورت میں شوہر پر مہر مثل لازم آوے گا۔

مسئلہ خلوتِ صحیحہ یا جماع کرنے کے آگے اگر بی بی کو طلاق دے دے تو جس قدر مہر مقرر کیا ہے اس کا نصف شوہر پر ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس سے جماع بھی نہ کیا ہو تو اس کو اگر طلاق دیوے تو شوہر پر اس عورت کو متعہ دینا لازم ہوگا، اور متعہ ایک سربند اور ایک کرتا اور ایک چادر کو کہتے ہیں۔ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں ہے۔

مسئلہ اگر عورت اپنا تمام مہر یا کسی قدر مہر میں سے شوہر کو معاف کر دے تو معاف ہو جاوے گا۔ اور شوہر اگر مہر کو زیادہ کر دے تو زیادہ کرنا بھی درست

ہے. یہ شرح وقایہ میں ہے.

بابُ القسم

قسم کے معنی برابر کرنا شوہر کا درمیان بیبیوں کے خوراک اور پوشاک اور شب باشی میں یہ شوہر پر واجب ہے اگرچہ شوہر بیمار یا آلہ بُریدہ یا خصی یا نامرد یا ذمی ہو. لیکن محبت اور جماع میں برابر کرنا واجب نہیں. یہ جامع الرموز میں ہے.

مسئلہ واجب ہے برابر کرنا درمیان باکرہ اور ثیبہ اور جوان اور بڑھیا اور مسلمہ اور کتابیہ کے اور لونڈی اور مکاتبہ[۱] اور اُم ولد[۲] اور مدبرہ[۳] میں حرہ کا نصف ہے. یعنی اگر بعض بی بی حرہ ہو اور بعض لونڈی تو حرہ کے واسطے لونڈی کا دُونا ہے اور سفر کے لے جانے میں جس بی بی کو طبیعت چاہے اس کو ہمراہ لے جانا درست ہے لیکن قرعہ ڈالنا بہتر ہے اور قرعہ اس کو کہتے ہیں کہ کاغذ کے پُرزے میں بعض میں حضر اور بعض میں سفر لکھ کے آٹے یا مٹی کی گولی بنا کر اس کاغذ کو اس کے اندر بھر کے ایک لڑکے کو دیوے کہ بیبیوں کے ہاتھ میں دیوے. پس جس کے ہاتھ میں سفر کا کاغذ آوے اس کو ہمراہ لے جاوے.

مسئلہ اگر کوئی بی بی اپنی قسم کو سوت کے واسطے چھوڑ دیوے تو درست ہے. اور چھوڑ کے پھر پھیر لینا بھی درست ہے. یہ جامع الرموز اور شرح وقایہ میں ہے.

---

۱ یعنی وہ لونڈی کہ مالک اس کا کہے کہ اگر تو اس قدر درم دیوے تو آزاد ہے ۱۲

۲ یعنی وہ لونڈی جو اپنے مولیٰ سے بچہ جنی ہو ۱۲

۳ یعنی وہ لونڈی کہ مالک اس کا کہے کہ بعد مرنے میرے کے تو آزاد ہے ۱۲

کتابُ الرضاعۃ

دُودھ پینا لڑکے یا لڑکی کا اڑھائی برس کی عمر کے اندر اسی کو شرع میں رضاعت کہتے ہیں۔ یہ مضمون جامع الرموز کا ہے۔

فائدہ دُودھ پینے کو رضاعت کہتے ہیں اور دُودھ پینے والے کو رضیع کہتے ہیں۔ اور دودھ پلانے والی کو مرضعہ کہتے ہیں۔

مسئلہ اڑھائی برس کے اندر ایک دفعہ چوس کے دودھ پینے سے رضاعت کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ یعنی لڑکے نے جس کا دُودھ پیا وہ اس دُودھ پینے والے کی ماں ہوگی۔ اور شوہر اس کا کہ اس کے سبب سے دودھ ہے وہ رضیع کا باپ ہوگا۔ اور اڑھائی برس کے بعد دودھ پینے سے اُس پر رضاعت کا حکم صادر نہیں ہوگا۔ یہ ہدایہ اور جامع الرموز میں ہے۔

رضاعت کے احکام یہ ہیں کہ رضیع کے حق میں مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی اور مرضعہ کے شوہر کے گروہ سے ان عورتوں کو نکاح کرنا حرام ہوتا ہے کہ جن عورتوں کو اپنے گروہ سے نکاح کرنا حرام ہے جیسے اپنی نانی اور دادی اور خالہ اور پھوپھی اور بہن وغیرہا کہ جن کا بیان تفصیلاً کتاب النکاح میں مذکور ہو چکا ہے۔

اور اگر رضیع عورت ہو تو مرضعہ کے شوہر کو اور اس کی قوم کو اس سے نکاح کرنا درست نہیں مگر اتنا فرق ہے کہ رضاعی بھائی اور بہن کی حقیقی ماں کو نکاح کرنا حرام نہیں ہوتا ہے جیسا کہ زید اور بکر نے ہندہ کا دودھ پیا اور زید کی حقیقی ماں عائشہ اور بکر کی حقیقی ماں سکینہ ہے تو اس صورت میں زید کے حق میں سکینہ کو اور بکر کے حق میں عائشہ کو نکاح کرنا حلال ہوگا۔ اور رضاعی

بھائی اور بہن کی رضاعی ماں کو بھی نکاح کرنا درست ہے جیسا کہ عبداللہ نے عبدالرحمٰن کی ماں جو آمنہ ہے اس کا دُودھ پیا اور عبدالرحمٰن نے خدیجہ کا دودھ پیا تو اس صورت میں عبداللہ کے حق عبدالرحمان کی رضاعی ماں جو خدیجہ ہے اس کو نکاح کرنا درست ہے۔ اور حقیقی بھائی بہن کی رضاعی ماں کو نکاح کرنا درست ہے جیسا کہ طلحہ اور رشید کہ وے دونوں آپس میں حقیقی بھائی اور رشید کی رضاعی ماں فاطمہ ہے تو اس صورت میں طلحہ کے حق میں فاطمہ کو نکاح کرنا درست ہے یہ مضمون ہدایہ اور شرح وقایہ کا ہے۔

مسئلہ حقیقی بھائی کی رضاعی بہن کو نکاح کرنا درست ہے جیسا کہ عبدالرشید اور عبدالمجید کہ وے دونوں آپس میں حقیقی بھائی ہیں پس عبدالمجید نے صفیہ کا دودھ پیا تو اس صورت میں صفیہ کی لڑکی کو نکاح کرنا عبدالرشید کے حق میں درست ہوگا ایسا ہی رضاعی بھائی کی رضاعی بہن کو بھی نکاح کرنا درست ہے۔ جیسا کہ زید نے خالد کی ماں کا جو حلیمہ ہے دودھ پیا۔ پس زید اور خالد آپس میں رضاعی بھائی ہوئے۔ اور خالد نے صفورہ کا دودھ پیا تو اس صورت میں صفورہ کی لڑکی خالد کی رضاعی بہن ٹھہری۔ پس زید کے حق میں صفورہ کی لڑکی کو نکاح کرنا حلال ہے ایسا ہی رضاعی بھائی کی حقیقی بہن کو نکاح کرنا درست ہے جیسا کہ مامون کی ماں زہرہ اور منصور کی ماں عصمت ہے۔ پس مامون اور منصور نے عصمت کا دودھ پیا تو اس صورت میں مامون اور منصور آپس میں رضاعی بھائی ہوئے۔ پس مامون کے حق میں عصمت کی لڑکی کو اور منصور کے حق میں زہرہ کی لڑکی کو نکاح کرنا درست ہے۔

مسئلہ مرضعہ کے شوہر کی بہن کو رضیع کا نکاح کرنا درست نہیں ہے کیونکہ رضاعت کے سبب سے وہ رضیع کی پھوپھی ہوئی اور پھوپھی سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ اگر آدمی کے دُودھ کو پانی میں ملا کے پئے۔ اگر پانی زیادہ ہو اور

دودھ کم تو حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوگی اور اگر دُودھ زیادہ ہو تو حرمت ثابت ہوگی۔

فائدہ رضاعت کی حرمت ثابت ہونے کے لیئے اڑھائی برس کی عمر کے اندر دودھ پینا شرط ہے اور اڑھائی برس کے بعد دُودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ رضیع کی جورو اور رضیعہ کا شوہر اور اُن کی اولاد سب مرضعہ اور مرضعہ کے شوہر کے واسطے حرام ہیں۔ یہ ہدایہ سراجیہ اور جامع الرموز اور شرح وقایہ میں ہے۔

مسئلہ باکرہ عورت یا مُردہ عورت کے دُودھ پینے سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ناک میں دُودھ ڈالنے سے رضاعت کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے چھوٹی لڑکی شیر خوار سے نکاح کیا بعد اس کے اس کی ماں یا بہن یا بیٹی نے رضاعت کی مدت کے اندر اس لڑکی کو دُودھ پلایا تو اس صورت میں وہ لڑکی اس کے واسطے حرام ہوگئی۔ یہ قاضی خاں وغیرہ میں ہے۔

مسئلہ اگر کسی عورت نے اپنی سوت کو کہ وہ عمر میں اڑھائی برس سے کم کی تھی دُودھ پلایا تو شوہر کے حق میں دونوں عورتیں حرام ہوں۔ کیونکہ وہ دونوں آپس میں ماں اور بیٹی ہوئیں۔ اور ماں بیٹی کو نکاح کرنا درست نہیں پس اس صورت میں جس نے دودھ پلایا اُس کے ساتھ اگر شوہر نے جماع نہ کیا ہو تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا۔ اور دودھ پینے والی کو نصف مہر ملیگا۔ اور شوہر وہی نصف کو مرضعہ سے لے لیوے۔ اگر اس عورت نے نکاح توڑنے کے ارادے سے دودھ پلایا ہو۔ اور اگر اس نے قصداً نہیں پلایا بلکہ نیند

یا جنون کی حالت میں دودھ پلایا تو شوہر اس نصف کو مرضعہ سے نہ لے سکیگا۔

مسئلہ حرمت رضاعت کی فقط عورت کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتی ہے مگر جب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیویں تب حرمت ثابت ہوگی۔ یہ ہدایہ اور کنز اور جامع الرموز میں ہے۔

کتابُ الطلاق

طلاق کے معنی دور کرنا نکاح کو الفاظ مخصوصہ سے۔ یہ جامع الرموز میں ہے۔

ف جاننا چاہیے کہ طلاق تین طرح پر ہے۔ ایک احسن دوسرا حسن تیسرا بدعی۔ پس طلاق احسن وہ ہے کہ شوہر اپنی بی بی کو طہر کے اندر ایک طلاق دیوے کہ اس طہر میں اس سے جماع نہ کیا ہو۔ اور عدت گذر جانے تک اسی طرح رکھ چھوڑے چونکہ طہر کا بیان بہت کتابوں میں لکھ چکے ہیں اس واسطے یہاں ذکر نہ کیا۔ اور طلاق حسن وہ ہے کہ جس عورت سے جماع کیا ہو اُس کو اس کے تین طہر کے اندر تین طلاق دیوے اگر حیض ہوتا ہو۔ اور اگر آئسہ ہو یا حیض نہ آتا ہو تو اُس کو تین مہینے میں تین طلاق دیوے۔ اور جس عورت کے ساتھ جماع نہ کیا ہو اسکو ایک طلاق دیوے اگرچہ حیض کے اندر بھی ہو۔ اور اسی کو طلاق سُنّی بھی کہتے ہیں اور طلاق بدعی وہ ہے کہ ایک ہی لفظ سے تین طلاق دیوے یا تین لفظ سے تین طلاق ایک ہی طہر کے اندر دیوے اور اس طرح کے طلاق دینے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے اور طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔ یہ ہدایہ اور کفایہ میں ہے۔

مسئلہ طلاق دینے والے کو عاقل اور بالغ ہونا چاہیے نابالغ اور دیوانے اور سوئے ہوئے آدمی اور بے ہوش اور بے عقل کی طلاق نہیں

واقع ہوتی ہے۔ یہ فتح القدیر اور ہدایہ میں ہے۔

مسئلہ حیض کے اندر طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے کہ تجھے تین طلاق سنّی ہے اور کچھ نیّت نہ کرے۔ پس اس صورت میں وہ عورت تین طہر میں تین طلاق کی مطلقہ ہوگی یعنی طلاق دی ہوتی ہوگی۔ اور اگر نیّت ایک ہی ساعت میں تین طلاق کی کرے تو تینوں واقع ہوں گی۔

مسئلہ بسبب زبردستی کے اگر کوئی اپنی بی بی کو طلاق دیوے تو طلاق واقع ہوگی۔

مسئلہ بسبب زبردستی کے اگر طلاق لکھ دیوے اور منہ سے طلاق نہ دیوے تو طلاق نہیں واقع ہوگی۔ یہ دُرِمختار اور حموی وغیرہ میں ہے۔

مسئلہ جو آدمی نشہ پی کر مست ہوا ہو۔ اگر وہ اپنی بی بی کو طلاق دیوے تو طلاق واقع ہوگی۔

مسئلہ ہنسی یا ٹھٹھے سے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے۔

مسئلہ لونڈی کے طلاق دو ہیں۔ اُس کا شوہر حُر ہو یا غلام اور حُرّہ کے طلاق تین ہیں۔ اس کا شوہر حُر ہو یا غلام۔

مسئلہ غلام کی بی بی کو مالک اس کا طلاق نہیں دے سکتا ہے۔ یہ ہدایہ میں ہے۔

مسئلہ گونگا اگر اشارے سے اپنی بی بی کو طلاق دیوے تو طلاق واقع ہوگی۔

مسئلہ اگر کسی نے اپنی بی بی کو کہا اَنْتِ طَالِقٌ اور معنی اس کے نہ سمجھے تو اس کی بی بی مطلقہ ہوگی۔ یہ ذخیرہ میں ہے۔

مسئلہ بھنگ یا گھوڑی کا دودھ پی کے مست ہو کے طلاق دینے

سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ یہ تہذیب میں ہے۔

مسئلہ گانجاپی کے مست ہو کے طلاق دینے سے طلاق ہوتی ہے۔ اور فتویٰ اسی پر ہے۔ یہ عالمگیری میں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے اَنْتِ طَالِقٌ یا مُطَلَّقَۃٌ یا طَلَّقْتُکِ تو ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اگرچہ اس کے خلاف کی نیّت کی ہو یا کچھ نیّت نہ کی ہو۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے اَنْتِ الطَّلَاقُ یا اَنْتِ طَالِقُ الطَّلَاقُ یا اَنْتِ طَالِقٌ طَلَاقٌ پس ان صورتوں میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ نیّت کرے یا نہیں۔ اور اگر تین طلاق کی نیّت کرے تو تین واقع ہونگی۔ اور اگر دو طلاق کی نیّت کرے تو بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی دو نہیں واقع ہونگی۔

مسئلہ اگر طلاق کو عورت کے تمام عضو یا جو عضو کہ تمام عضو سے مراد لیا جاتا ہے اس کی طرف نسبت کرے جیساکہ کہے تجھے طلاق ہے یا تیرا سَر یا تیری گردن یا گلو یا روح یا بدن یا جسم یا منہ یا فرج تیری یا تیرے آدھے یا تہائی وجود کو طلاق ہے تو ان سب صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی۔

مسئلہ اگر کوئی کہے تجھ پر ایک طلاق کی آدھی طلاق ہے یا ایک طلاق کی تہائی طلاق ہے۔ یا کہے ایک طلاق سے دو طلاق تک طلاق ہے یا کہے درمیان ایک طلاق کے دو طلاق تک طلاق ہے۔ تو ان صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہے ایک طلاق سے تین طلاق تک طلاق ہے یا کہے درمیان ایک طلاق کے تین طلاق تک طلاق ہے تو ان صورتوں میں دو طلاق واقع ہونگی۔

اور اگر کہے تجھ پر دو طلاق کے تین نصف طلاق ہیں تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہے کہ تجھ پر ایک طلاق کی تین نصف

طلاق ہیں۔ اس صورت میں ۲ دو طلاق واقع ہوں گی۔ اور نزدیک بعض علماء کے تین طلاق واقع ہوں گی۔ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز میں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے تجھ پر کُل طلاق ہے تو کُل کی صبح صادق طلوع ہوتے ہی وہ عورت مطلقہ ہوگی۔

مسئلہ اگر کوئی اجنبی عورت کو کہے کہ تجھ پر طلاق ہے میرے نکاح کرنے کے آگے۔ پس اس عورت کو نکاح کرنے سے اس طلاق سے وہ عورت مطلقہ نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر کوئی کسی عورت کو کہے کہ جس دن میں تجھ کو نکاح کروں تجھ پر اُسی دِن طلاق ہے۔ پس اس عورت کو نکاح کرتے ہی وہ عورت مطلقہ ہوگی۔ رات کو نکاح کرے یا دِن کو۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے تجھ پر ایک طلاق ہے تو ایک طلاق ہوگی اور جو کہے میرے مرنے کے ساتھ طلاق ہے یا کہ میں تجھ سے طلاق ہوں تو ان سب صورتوں میں طلاق نہیں واقع ہوگی۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے تجھ پر طلاق ہے یہ اور دکھلاوے انگلی سے تو اس صورت میں اگر انگلی کا پیٹ عورت کی طرف ہو تو جتنی انگلیاں الگ الگ رہیں اتنی ہی طلاق واقع ہوں گی۔ یعنی اگر ایک انگلی کھلی ہووے تو ایک طلاق اور اگر ۲ دو انگلی کھلی ہوویں تو ۲ دو طلاق اور اگر تین انگلی کھلی ہوویں تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ اور اگر چار یا پانچ کھلی رہیں تو بھی تین طلاق واقع ہوں گی کیونکہ طلاق تین سے زیادہ نہیں ہیں اور اگر انگلی کی پیٹھ سے دکھلاوے تو جتنی انگلیاں ملی ہوویں اتنی ہی طلاق واقع ہوں گی۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے تجھے طلاق بائن ہے یا تجھے طلاق ہے سخت طلاق کی یا بدتر طلاق کی یا خبیث تر طلاق کی یا طلاق شیطان کی یا طلاق

بدعت کی یا طلاق مثل پہاڑ کے یا مثل گھر بھر کے یا طلاق لانبی یا چوڑی تو ان سب صورتوں میں اگر تین طلاق کی نیت کرے تو تین ہی واقع ہوں گی۔ اور اگر کچھ نیت نہ کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی۔

مسئلہ جس عورت سے جماع نہیں کیا ہے اس کو تین طلاق ایک ہی لفظ سے دے سکتا ہے جیسا کہ کہے تجھے تین طلاق ہے۔ اور اگر جدا جدا کر کے یوں کہے تجھے ایک طلاق ہے دو طلاق ہے تین طلاق ہے تو اس صورت میں پہلی طلاق واقع ہو گی اور دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہو گی۔ یہ ہدایہ اور جامع الرموز اور شرح وقایہ میں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی کہے جس عورت کو میں نکاح کروں وہ اور میری بی بی طلاق ہے تو اس صورت میں اس کی بی بی اور وہ مطلقہ ہو گی۔

مسئلہ ایک شخص کی دو بیبیاں ہیں اور اس نے کسی سے جماع نہیں کیا ہے۔ پس اس نے کہا بی بی میری طلاق ہے بی بی میری طلاق ہے تو اُسکی دونوں بیبیوں پر طلاق بائن واقع ہو گی۔

مسئلہ ایک شخص کی دو بیبیاں ہیں ایک کا نام زینب اور دوسری کا نام حفصہ ہے پس اُسنے زینب کو بلایا اور جواب دیا حفصہ نے پس اُسنے کہا تجھے تین طلاق ہے تو اس صورت میں حفصہ مطلقہ ہو گی۔ مگر جب کہے کہ میری نیت زینب کے طلاق دینے کی تھی تو اس صورت میں زینب مطلقہ ہو گی۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنی ایک بی بی کو کہا تجھے طلاق ہے ساتھ تمامی عورتوں کے میری اور اسکی چار بیبیاں ہیں تو سب کی سب مطلقہ ہوں گی۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے کہ شیطان کے بدن پر جتنے بال ہیں تجھے اتنی طلاق ہے تو اس صورت میں اس کی بی بی پر ایک طلاق واقع ہو گی۔

مسئلہ کسی نے غصّے کی حالت میں اپنی بی بی کو کہا اے ہزار طلاق دی ہوئی تو جا۔ پس اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی۔ ایسا ہی اگر کہے اے تین طلاق دی ہوئی تو تین طلاق واقع ہونگی۔

مسئلہ جس بی بی سے جماع کیا ہے اس کو اگر کہے تجھ کو ایک طلاق تجھ کو ایک طلاق تجھ کو ایک طلاق تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی۔

مسئلہ شوہر اور بی بی کے درمیان خصومت ہونے سے بی بی نے شوہر کے گھر سے نکل جانا چاہا۔ پس شوہر نے بی بی کو کہا تو اپنے ساتھ میں طلاق لیتی جا۔ پس موافق قول امام محمدؒ بن فضل کے طلاق واقع ہوگی نیّت کرے یا نہ کرے۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے تجھے طلاق ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو اس صورت میں طلاق نہیں واقع ہوگی۔ یہ فتاوٰے قاضی خاں میں ہے۔

فصلٌ فی الکنایات

کنایہ اُن لفظوں کو کہتے ہیں کہ طلاق کا احتمال رکھتے ہوں۔ لیکن صراحۃً طلاق مذکور نہ ہووے۔ اور کنایہ تین قسم پر ہے اور حالت اس کی تین ہیں۔

پہلی حالت رضا کی۔ یعنی جب میاں بی بی کے درمیان کچھ خصومت نہ رہے۔

دوسری حالت مذاکرہ طلاق۔ اور مذاکرہ طلاق اس کو کہتے ہیں کہ بی بی یا غیر کوئی شوہر سے طلاق چاہتا ہو۔

تیسری حالت خصومت اور غصے کی۔ یعنی جب میاں اور بی بی کے درمیان خصومت ہو۔ پس رضا کی حالت میں کنایہ کے الفاظ سے بغیر نیّت کے طلاق نہیں واقع ہوتی ہے۔ اور مذاکرہ کی حالت میں آٹھ لفظ سے بدوں

نیّت کے طلاق واقع نہیں ہے۔اور اُن آٹھ الفاظ کی تفصیل آگے آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔اور الفاظ کنایہ کے یہ ہیں۔

خَلِیَّۃٌ :۔ خالی ہے نکاح سے۔

بَرِیَّۃٌ :۔ پاک ہے تہمت سے۔

بَتَّۃٌ :۔ مروّت سے کاٹی ہوئی۔

بَائِنٌ :۔ جدی بہتری سے۔

حَرَامٌ :۔ حرام ہے۔

اِعْتَدِّیْ :۔ عدّت میں بیٹھ تو

اَمْرُكِ بِیَدِكِ :۔ کام تیرا ہاتھ میں تیرے ہے۔

اِخْتَارِیْ :۔ اختیار کر تو شوہر کو۔

پس مذاکرہ کی حالت میں ان الفاظ سے بغیر نیّت کے طلاق واقع ہو گی۔اور غضب اور غصے کی حالت میں اِعْتَدِّیْ اور اَمْرُكِ بِیَدِكِ اور اِخْتَارِیْ میں بغیر نیّت کے طلاق واقع ہوگی۔اور باقی پانچ میں بغیر نیّت کے طلاق نہیں واقع ہو گی۔پس اگر کوئی ان الفاظ کو غصے کی حالت میں بولے اور کہے کہ میرا مقصود اس کو گالی دینا تھا اور طلاق کی نیّت نہ تھی تو نزدیک ابو حنیفہؒ کے قضاءً اُس کا قول مقبول ہوگا اور طلاق واقع نہ ہو گی۔اور نزدیک ابو یوسفؒ کے اس کا قول قضاءً مقبول نہ ہوگا اور طلاق ہو گی۔اور رضا کی حالت میں جتنے الفاظ کنایہ کے ہیں سب نیّت پر موقوف رہیں گے یعنی بدوں نیّت کے طلاق واقع نہ ہو گی۔یہ فتاویٰ قاضیخاں میں ہے۔اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ کنایہ اوپر دو طرح کے ہے۔

قسم اوّل اِعْتَدِّیْ :۔ عدّت میں بیٹھ تو۔اِسْتَبْرِئِیْ :۔ پاک کر تو رحم کو اپنے۔اَنْتِ وَاحِدَۃٌ تو ایک ہے۔اور اس میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گی۔

قسم دوسری۔

اَنْتِ بَائِنٌ	تو جدی ہے۔
بَتَّۃٌ	مروّت سے کاٹی ہوئی۔
حَرَامٌ	حرام ہے۔
حَبْلُكِ عَلٰی غَارِبِكِ	ڈوری تیری گردن پر تیری ہے۔
اَلْحِقِیْ بِاَهْلِكِ	مل تو ساتھ اہل اپنے کے۔
وَهَبْتُكِ لِاَهْلِكِ	ہبہ کیا میں نے تجھ کو واسطے اہل تیرے کے۔
سَرَّحْتُكِ	چھوڑ دیا میں نے تجھ کو۔
فَارَقْتُكِ	جدا ہوا میں تجھ سے۔
اَمْرُكِ بِیَدِكِ	کام تیرا ہاتھ میں تیرے ہے۔
اِخْتَارِیْ	اختیار کر تو شوہر کو۔
اَنْتِ حُرَّۃٌ	تو حرہ ہے۔
تَقَنَّعِیْ	برقع پہن تو۔
تَخَمَّرِیْ	موئے بند پہن تو۔
اُغْرُبِیْ	دور ہو تو۔
اُخْرُجِیْ	نکل تو۔
اِذْهَبِیْ	جا تو۔
قُوْمِیْ	کھڑی ہو تو۔
اِبْتَغِی الْاَزْوَاجَ	طلب کر تو شوہروں کو۔

پس ان الفاظ میں اگر ایک طلاق کی نیّت کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر دو طلاق کی نیّت کرے تو بھی ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور اگر تین طلاق کی نیّت کرے تو تین طلاق واقع ہونگی۔ لیکن مذاکرہ طلاق میں بدون نیت کے بھی ان الفاظ سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ یہ ہدایہ میں ہے۔

بابُ تفویض الطلاق

طلاق کا اختیار عورت کے حوالے کرنے کو تفویض کہتے ہیں۔

مسئلہ شوہر اگر۔ اپنی بی بی کو کہے اختیار کر تو نفس کو اپنے۔ اور ارادہ کرتا ہے اس سے طلاق کا۔ یا کہے طلاق دے تو نفس کو اپنے۔ پس عورت اگر اسی مجلس میں کہے کہ اختیار کیا میں نے یا طلاق دی میں نے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی۔ اور اگر شوہر اُس سے تین طلاق کی نیّت کرے تو نیت تین کی درست نہ ہو گی۔

مسئلہ عورت اگر اختیار کیا میں نے کہنے کے آگے اُٹھ کھڑی ہووے یا دوسرے کسی کام میں مشغول ہو جائے تو اُسے اختیار طلاق دینے کا اپنے نفس کو باقی نہ رہے گا۔

مسئلہ اگر مرد نے کہا اختیار کر تو اختیار کر تو اختیار کر تو تین مرتبہ اور عورت نے کہا اختیار کیا میں نے اوّل اور ثانی اور ثالث کو۔ اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی۔ اور شوہر کی نیّت کی طرف محتاج نہ رہے گی۔ یہ نزدیک ابو حنیفہؒ کے ہے۔ اور نزدیک ابو یوسفؒ اور محمدؒ کے ایک طلاق واقع ہو گی۔ اور اگر عورت کہے اختیار کیا میں نے اختیار کرنے کو تو سب کے نزدیک تین طلاق واقع ہوں گی۔ یہ ہدایہ اور کنز میں ہے۔

مسئلہ ایک عورت کے خویش اور بیگانوں نے اکٹھے ہو کے اُسکے شوہر سے طلاق چاہی۔ پس اس میں کچھ قضیہ و فساد درمیان آنے سے شوہر نے عورت کے باپ سے کہا تم مجھ سے جو ارادہ رکھتے ہو کرو۔ یہ کہہ کے وہاں سے نکل گیا۔ پس عورت کے باپ نے عورت کو اس مجلس میں طلاق دی تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہو گی۔

مسئلہ ایک شخص نے کسی کو وکیل مقرر کر کے کہا تھا میری بی بی کو

ایک طلاق رجعی دو۔ پس وکیل نے موکل کی بی بی کو کہا میں نے تجھ کو ایک طلاق بائن دی تو اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ ایسا ہی وکیل کو کہے تو میری بی بی کو ایک طلاق بائن دے اور وکیل نے ایک طلاق رجعی دی تو بھی ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ یہ فتاوائے قاضی خاں وغیرہ میں ہے۔

فصل فی الامر بالید والمشیئۃ

یہ فصل بیان میں سپرد کرنے وقوع طلاق کو زوجہ کے ہاتھ اور ارادے پر اس کے ہے۔

مسئلہ اگر شوہر نے کہا کام طلاق کا تیرے ہاتھ میں ہے اور اس سے نیت کرے تین طلاق کی۔ پس اس صورت میں اگر عورت نے کہا اختیار کیا میں نے اپنے نفس پر ایک تو تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر عورت نے کہا طلاق دی میں نے نفس کو اپنے ایک طلاق یا کہا اختیار کیا میں نے اپنے نفس پر ایک طلاق تو اس صورت میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔

مسئلہ شوہر اپنی بی بی کو کہے تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے پس اس نے تین طلاق دیں تو اس صورت میں نزدیک ابو حنیفہ رح کے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور نزدیک ابو یوسف رح و محمد رح کے ایک طلاق واقع ہوگی۔ ایسا ہی اگر شوہر کہے طلاق دے تو نفس کو اپنے ایک طلاق اگر چاہے تو۔ پس عورت نے اپنے نفس کو تین طلاق دیں تو نزدیک ابو حنیفہ رح کے طلاق نہیں واقع ہوگی۔ اور نزدیک صاحبین رح کے ایک طلاق واقع ہوگی۔

مسئلہ شوہر نے اپنی بی بی کو کہا تو اپنے نفس کو تین طلاق دے اور عورت نے ایک دی تو ایک طلاق واقع ہوگی۔

مسئلہ کسی نے اپنی بی بی کو کہا تو اپنے نفس کو طلاق بائن دے۔

اور عورت نے طلاق رجعی دی تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ ایسا ہی اگر شوہر کہے
تو اپنے نفس کو طلاق رجعی دے اور اُس نے طلاقِ بائن دی تو بھی طلاق
رجعی واقع ہوگی۔ یہ ہدایہ اور کنز اور جامع الرموز میں ہے۔

باب طلاق المریض

یہ باب بیمار کی طلاق کے بیان میں ہے۔ وہ شخص کہ غالب حال اُسکا
ہلاک ہونے پر ہو جیسا کہ وہ بیمار جو اپنے باہر کے کاروبار کرنے پر قادر نہ ہو
اور دن بدن مرض بڑھتا ہو یا سپاہی کہ لڑائی کے واسطے میدان میں نکلا
ہو یا کوئی شخص جس کو قصاص لینے کے واسطے قتل کی جگہ میں لایا ہو یا
زانی ہو کہ سنگسار کے واسطے اسکو گرفتار کیا ہو۔ پس ایسا شخص اگر اسی
حالت میں اپنی بی بی کو طلاق رجعی یا بائن دیوے اور اسی حالت میں اس
عورت مطلقہ کی عدّت کے اندر وہ مرجائے تو وہ عورت مطلقہ اس میّت
کے مال کی وارث ہوگی اور عدّت گذر جانے کے بعد اگر وہ مرجاوے تو
وہ عورت مطلقہ اس میّت کے مال کی وارث نہ ہوگی۔ اگر ایسا شخص
بی بی کے حکم سے طلاق دیوے یا بی بی خلع کرے یعنی شوہر کو کچھ مال دے
کے طلاق لیوے یا شوہر نے آگے اس حالت کے بی بی کو طلاق سپرد
کی تھی اور بی بی نے اسی حالت میں طلاق لے لی ہو تو ان سب صورتوں میں
وہ عورت مطلقہ وارث نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر ایک شخص بیماری کی حالت میں اپنی بی بی کو تین طلاق
دیوے پھر اُس بیماری سے آرام پاکے مرجاوے تو وہ عورت مطلقہ وارث
نہ ہوگی۔

مسئلہ ایک عورت بیمار اس طرح پر ہے کہ ذی فراش ہوتی ہو تو
اس حالت میں اگر اس کے شوہر نے اُسے طلاق رجعی دی اور عدّت

کے اندر عورت اس مرض میں مرجاوے تو اس کا طلاق دینے والا شوہر اس کے مال کا وارث ہوگا۔ یہ جامع الرموز اور کنز اور شرح وقایہ اور قاضی خاں میں ہے۔

باب تعلیق الطلاق

طلاق کو کسی چیز کے ساتھ شرط کرنا اس کو تعلیقِ طلاق کہتے ہیں۔

مسئلہ تعلیق کے واسطے یہ شرط ہے کہ اپنی ملک میں ہو جیسے کہ اپنی بی بی کو کہے تو اگر فلانا کام کرے تو تجھ پر طلاق ہے۔ پس وہ عورت جب وہ کام کرے گی تب ہی اُس پر طلاق واقع ہوگی۔ یا تعلیق کو نسبت کرے طرف ملک اپنی کے جیسا کہ کوئی بے گانی عورت کو کہے کہ میں تجھ کو نکاح کروں تو تو طلاق ہے۔ پس عورت نکاح کرنے سے مطلقہ ہوجاوے گی۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو کہا اگر تو گھر میں آوے تو تجھ پر تین طلاق ہیں۔ اور اُس عورت کے گھر میں داخل ہونے کے آگے پھر اُس نے کہا میں نے تجھ کو تین طلاق دیئے۔ پس اس عورت نے عدت گذرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کیا اور اس نے اس عورت سے جماع کر کے طلاق دی اور عدت گذرنے کے بعد شوہر اول نے پھر اس کو نکاح کیا۔ پس اِس صورت میں اگر وہ عورت اس گھر میں داخل ہووے تو وہ طلاق معلق نہیں واقع ہوگی اور نزدیک زفرؒ کے اس عورت کے گھر میں داخل ہونے سے وہی طلاق معلق واقع ہوگی۔ یہ کنز میں ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو کہا اگر تو اپنے باپ کے گھر میں جاوے پس تجھ پر طلاق ہے۔ پس وہ عورت اگر باپ کے گھر میں جاوے گی تو مطلقہ ہوگی۔ اور اگر دروازے تک جاوے اور گھر میں داخل نہ ہووے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو کہا اگر تو گھر میں داخل ہو تو طلاق ہے پس اس عورت کے گھر میں داخل ہونے سے طلاق واقع ہو گی۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو کہا جب تجھ کو میں زنا کرنے والی کہوں پس تو طلاق ہے۔ پھر اس شخص نے اس عورت کے لڑکے کو کہا اے زانیہ کے لڑکے! تو اس صورت میں طلاق واقع ہو گی۔

مسئلہ ایک عورت نے شوہر سے کہا طلاق دے تو مجھ کو، طلاق دے تو مجھ کو، طلاق دے تو مجھ کو تین دفعہ۔ پس شوہر نے کہا طلاق دیا میں نے پس اس صورت میں ایک طلاق واقع ہو گی۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو کہا اگر میں تجھ کو کہوں کہ تجھے طلاق ہے پس تو طلاق ہے بعد اس کے شوہر نے کہا تحقیق طلاق دی میں نے تجھ کو۔ پس اس صورت میں اس عورت پر دو طلاق واقع ہونگی۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو کہا اگر تو میری بی بی ہے پس تجھ پر تین طلاق ہیں۔ پس اس صورت میں اس عورت پر تین طلاق واقع ہوں گی۔ یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے اگر حیض آوے تجھ کو ایک حیض پس تجھے طلاق ہے۔ تو اس صورت میں وہ عورت حیض سے پاک ہونے سے مطلقہ ہو گی۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے تجھ کو طلاق دی میں نے انشاء اللہ تعالےٰ تو اس صورت طلاق نہیں واقع ہو گی۔

باب الرجعہ

شرع میں رجعت اس کو کہتے ہیں کہ شوہر زوجہ کو طلاق دے کر عدت کے اندر پھیر لیوے اپنے نکاح میں۔ اور رجعت کرنے کے واسطے یہ شرائط ہیں کہ طلاق صریح ہووے خواہ طلاق بالفاظ کنایہ ہووے اور طلاق ایسی نہ ہووے کہ اس میں زوج نے مال لیا ہووے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ اگر زوجہ حُرّہ ہووے تو اس کو تین طلاق نہ دیا ہو۔ اور لونڈی ہو تو اس کو دو طلاق نہ دی ہو۔ اور اس عورت سے مرد نے وطی بھی کی ہو۔ کیونکہ جو عورت وطی سے منکر ہو اس سے رجعت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو ایک طلاق یا دو طلاق رجعی دیوے تو اس مرد کو اختیار ہے کہ عدت کے اندر بدون نکاح کے رجوع کرے۔ بی بی راضی ہو یا نہ ہو۔ ایسا ہی عدت کے اندر اس سے جماع کرنے یا بوسہ لینے یا شہوت سے چھونے یا عورت کی فرج کے اندر شہوت سے دیکھنے سے بھی رجعت ہوتی ہے۔

مسئلہ مستحب ہے رجوع کرنے میں دو شخص کو گواہ کرے اور اگر گواہ نہ کرے تو بھی رجعت ہوتی ہے۔ ایسا ہی رجوع کرنے پر بی بی کو خبر کرنا بھی مستحب ہے۔

مسئلہ عورت کی عدت گذر جانے کے بعد مرد نے کہا کہ عدت کے اندر میں نے تجھ کو رجوع کر لیا۔ پس اس صورت میں عورت اگر اُسکی بات مان لیوے تو رجعت صحیح ہو گی اور اگر عورت اس کو جھٹلا دے تو عورت کی بات معتبر ہو گی۔ یہ ہدایہ میں ہے۔

مسئلہ اگر مرد نے کہا میں نے رجوع کیا عورت کہتی ہے عدت میری گذر گئی تو رجعت نہیں صحیح ہو گی۔

مسئلہ جس عورت کو طلاق رجعی دی ہو اس کو زینت کرنا درست ہے۔ کیونکہ زینت کے دیکھنے سے شاید شوہر اُس کی رجعت پر رغبت کرے۔

مسئلہ طلاق رجعی دینے سے جماع کرنا حرام نہیں ہوتا۔

مسئلہ جس عورتِ حرّہ کو اس کے شوہر نے ایک یا دو طلاق بائن دی ہو۔ پس اس کو عدّت کے اندر اور عدّت کے بعد نکاح کر کے رجوع کر سکتا ہے۔ اور اسی طرح جس لونڈی کو اس کے شوہر نے ایک طلاق بائن دی ہو سو اس کو بھی عدّت کے اندر اور عدّت کے بعد نکاح کر کے رجوع کر سکتا ہے۔

مسئلہ جس عورت کو تین طلاق دیوے اس کو عدّت گذرنے کے بعد جب تک دوسرا کوئی نکاح کر کے جماع کرنے کے بعد طلاق نہ دیوے یا مر نہ جاوے تب تک وہ عورت آگے کے شوہر کے واسطے حلال نہیں ہوگی۔ اور اگر دوسرا کوئی نکاح کرنے کے بعد جماع کر کے طلاق دیوے، یا مر جاوے تو آگے کے شوہر کے واسطے اس کو نکاح کرنا حلال ہوگا۔ یہ ہدایہ میں ہے۔

مسئلہ تحلیل کی شرط پر نکاح کرنا مکروہ ہے۔ اور تحلیل اس کو کہتے ہیں کہ مطلقہ ثلاثہ کو نکاح کرے اس شرط پر کہ اس عورت کو آگے کے شوہر کے واسطے حلال کر دیوے۔ پس اس صورت میں اگر نکاح کر کے جماع کے بعد طلاق دیوے تو آگے کے شوہر کے واسطے حلال ہوگی۔ اور مراد شرط تحلیل سے یہ ہے کہ شرط کو ایجاب کے ساتھ ملا کے اس طرح پر کہے کہ نکاح کرتا ہوں میں تجھ کو اس شرط پر تاکہ حلال کروں میں تجھ کو تیرے آگے کے شوہر کے واسطے تو اس طرح کی شرط کرنا مکروہ ہے۔ پس اس شرط پر بھی اگر کوئی نکاح کرے تو نکاح درست ہوگا۔ اور آگے کے شوہر کے واسطے حلال بھی ہوگی۔ یہ شرح وقایہ اور جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ تحلیل کی شرط پر اگر نکاح کر کے جماع کے بعد طلاق نہ دے تو حاکم اس کو طلاق دینے کے لیے جبر کر سکے گا۔ یہ نظم میں ہے۔

مسئلہ تحلیل کے ارادے کو اگر دل میں رکھ کر نکاح کرے تو مکروہ نہیں ہو گا بلکہ مستحق ثواب کا ہو گا۔ یہ دُرمختار میں ہے۔

مسئلہ مطلقہ ایک طلاق یا دو طلاق یا تین طلاق کو دوسرے شوہر کے نکاح اور جماع کے بعد اگر پہلا شوہر نکاح کرے تو سرنو سے تین طلاق کا مالک ہو گا۔ یعنی اس عورت کو پھر ایک طلاق دو طلاق تین طلاق دینے کا مالک ہو گا۔

مسئلہ ایک مطلقہ ثلاث نے اپنے پہلے شوہر سے کہا کہ میں نے دوسرے سے نکاح کیا۔ اس نے مجھ سے جماع کر کے مجھ کو طلاق دی ہے اور عدت بھی گذر گئی ہے۔ تو اس صورت میں اگر پہلے شوہر کا گمان غالب ہو کہ عورت سچ کہتی ہے اور مدت بھی اس قدر گذری ہو کہ دونوں شوہر کی طلاق کی عدت کی اس میں گنجائش ہو سکے تو پہلے شوہر کے لیے اس کو نکاح کرنا درست ہو گا۔ اور اگر اُس عورت کے سچ کہنے پر گمان غالب نہ ہو۔ اور مدت بھی اس قدر نہ گذری ہو کہ جسمیں دونوں شوہر کے طلاق کی عدت کی گنجائش ہو سکے تو پہلے شوہر کے لیے اس سے نکاح کرنا درست نہیں ہو گا۔ یہ ہدایہ اور کنز میں ہے۔

بابُ الایلاء

قسم کرنا شوہر کا چار مہینے کی یا زیادہ تک اپنی بی بی سے جماع نہ کرنے کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں۔

مسئلہ جب شوہر اپنی بی بی کو کہے قسم اللہ کی میں تجھ سے چار مہینے نہیں جماع کروں گا۔ تو یہ قول ایلاء ہو گیا۔ پس اس صورت میں اگر چار مہینے کے اندر اس عورت سے جماع کرے تو شوہر پر قسم کا کفارہ ادا کرنا لازم آئے گا۔

اور ایلاء ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر چار ماہ کے اندر جماع نہ کرے اور چار ماہ پورے گذر جائیں تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی۔

مسئلہ چار ماہ سے کم کی قسم کرنے سے ایلاء نہیں ہوتا۔

مسئلہ اگر ایلاء کرنیوالا بسبب بیماری یا عورت نافرمان یا چھوٹی ہونے کے جماع کر کے رجوع کرنے پر قادر نہ ہو تو منہ سے کہہ کر رجوع کرنے سے ایلاء ساقط ہوتا ہے۔ اور اگر ایلاء کی مدت کے اندر پھر جماع کرنے پر قادر ہو تو منہ سے کہکر جو رجوع کیا تھا وہ باطل ہو جائے گا۔ پھر جماع کر کے رجوع کرنے سے رجعت صحیح نہ ہو گی۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے تو اوپر میرے حرام ہے تو اس صورت میں اس سے پوچھنا چاہیئے کہ نیت اسکی کیا ہے طلاق یا ظہار۔ پس اگر کہے میری نیت کذب ہے تو کذب ہو گا۔ اگر کہے میری نیت طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گی۔ اور اگر نیت ظہار کی ہو تو ظہار ہو گا۔ اور ظہار کا بیان آگے آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر کہے میری نیت اس کو حرام کرنا ہے یا کہے میرا ارادہ کچھ نہیں۔ پس ان سب صورتوں میں ایلاء ہو گا۔ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز میں ہے۔

باب الخلع

کچھ مال دے کر شوہر سے طلاق لینے کو شرع میں **خلع** کہتے ہیں۔

مسئلہ جو چیز مہر کے قابل ہے وہ چیز خلع کے بدل کے قابل ہو سکتی ہے جیسا کہ دس۱۰ درم کہ وہ مہر کے قابل ہے۔ خلع کے بدل کے بھی ہو سکتا ہے اور جو چیز مہر کے قابل نہیں ہے جیسا دس۱۰ درم سے کم ہو وہ خلع کے بدل کے قابل بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ ہدایہ اور کفایہ میں ہے۔

مسئلہ جب خلع مال پر کرے تو عورت پر شوہر کو مال دینا لازم آئیگا۔

اور خلع سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

مسئلہ اگر عورت شوہر کو کہے کہ ایک ہزار کے بدلے تو مجھ کو تین طلاق دے پس اُس کے شوہر نے ایک طلاق دی تو اس صورت میں عورت پر ایک ہزار کی تہائی شوہر کو دینی لازم آئے گا۔

مسئلہ اگر عورت شوہر کو کہے کہ ایک ہزار پر تو مجھ کو تین طلاق دے پس مرد نے ایک طلاق دی۔ تو اس صورت میں عورت پر کچھ لازم نہ آئے گا۔ یہ نزدیک ابو حنیفہؒ کے ہے۔ اور نزدیک صاحبین کے ایک طلاق بائن ایک ہزار کے تین حصے کے ایک حصے کے عوض میں واقع ہو گی۔ اور عورت پر دو تہائی ادا کرنا لازم آئیگا۔

مسئلہ باپ اگر اپنی چھوٹی لڑکی کا خلع کرے لڑکی کے مال پر تو طلاق واقع ہو گی لیکن باپ پر مال ادا کرنا واجب نہ ہوگا۔ اور اگر باپ مال کا ضامن ہو تو باپ پر وہ مال ادا کرنا واجب ہوگا۔ اور لڑکی پر کچھ نہیں لازم آئے گا اور لڑکی کا مہر بھی شوہر پر جس قدر ہو اس قدر باقی رہے گا۔ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں ہے۔

کتاب الظہار

ظہار کے معنی تشبیہ دینا اپنی بی بی کے تمام عضو کو یا تشبیہ دینا اس وجود کو جو پراگندہ ہے۔ جیساکہ تہائی یا ربع عورت کو اپنے محارم کے ان عضووں کے ساتھ کہ جن کی طرف نظر کرنا شرع میں حرام آیا ہے۔ جیسے ران اور فرج وغیرہ ہے اور محارم میں حقیقی اور رضاعی سب داخل ہیں۔

مسئلہ اگر اپنی بی بی کو کہے تو اوپر میرے مثل میری ماں کی پیٹھ کے ہے یا تیرا سر میری ماں کے سر کی طرح ہے یا تیرا نصف وجود میری ماں کی پیٹھ کے مانند ہے۔ یا تیرا پیٹ یا ران یا فرج میری ماں یا بہن یا پھوپھی کے پیٹ یا ران یا فرج کے

مانند ہے۔ پس اس طرح کی تشبیہ دینے سے ظہار ہوتا ہے۔

مسئلہ اگر کوئی ظہار کرے تو کفارہ ادا کرنے سے پہلے اُس بی بی سے جماع کرنا یا چھونا یا بوسہ لینا درست نہیں۔ پس اگر کوئی نادان کفارہ ادا کرنے سے پہلے اُس بی بی سے جماع کرے تو اس کو استغفار کرنا چاہیئے اور کفارہ بھی ادا کرنا واجب ہوگا۔ اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع نہ کرنا چاہیئے۔ یہ شرح وقایہ میں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے تو اوپر میرے مثل میری ماں کے ہے پس اس سے گریز رکھے۔ یا ظہار کی نیت کرے تو جو نیت کی ہے وہی ہوگی۔ اور اس سے طلاق کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور کچھ نیت نہ کرے تو وہ قول لغو ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے تو اوپر میرے حرام ہے مثل میری ماں کے۔ تو اس صورت میں اگر نیت طلاق کی کرے تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر نیت ظہار کی کرے تو ظہار ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بی بی سے کہے تو اوپر میرے حرام ہے مثل میری ماں کی پیٹھ کے۔ تو اس صورت میں ظہار ہوگا اگرچہ نیت طلاق یا ایلاء کی ہو تو بھی ظہار ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی بیبیوں کو کہے تم سب اُوپر میرے ماں کی پیٹھ کے مانند ہو۔ اس صورت میں ظہار ہوگا۔ اور جتنی عورتیں ہیں کفارہ ادا کرنے سے پہلے کسی سے جماع کرنا درست نہ ہوگا۔ اور ہر ایک کے لیے ایک ایک کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔

یہ ہدایہ میں ہے

فصل فی الکفارۃ

ظہار کا کفارہ آزاد کرنا ایک غلام یا لونڈی کا ہے۔ پس اگر غلام آزاد کرنے سے عاجز ہو تو یک لخت دو ماہ کے روزے رکھے۔ اور اگر روزے رکھنے پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے یا صدقہ فطر کے برابر ہر ایک کو قیمت دے۔

مسئلہ ظہار کے کفارے میں غلام یا لونڈی کافر ہو یا مسلمان لڑکا ہو یا بڈھا اور بہرے اور کانے کو اور اس غلام کو جس کا ایک ہاتھ ایک طرف کا اور ایک پاؤں دوسری طرف کا کٹا ہو آزاد کرنا درست ہے۔

مسئلہ اندھے یا دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں کٹے ہوئے کو آزاد کرنا درست نہیں۔ ایسا ہی جو غلام کہ اس کے دونوں ہاتھ کے ابہام کی انگلی کٹی ہو تو اُس کو بھی آزاد کرنا درست نہیں۔ ایسا ہی مُدبّر اور اُمّ ولد اور مکاتب کو جس نے بعض مال کو ادا کیا ہے اُسے بھی آزاد کرنا درست نہیں۔ اور جس عبد مکاتب نے کچھ مال ادا نہیں کیا ہے اُسے آزاد کرنا درست ہے۔

مسئلہ جو غلام کہ کبھی مجنون ہوتا ہے اور کبھی آرام سے رہتا ہے۔ تو اُسے آزاد کرنا درست ہے۔

مُدبّر اُس غلام کو کہتے ہیں کہ مالک نے اُسے کہہ دیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔

اُمّ ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں کہ مالک کی وطی سے اس کا فرزند ہوا ہو۔

مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں کہ مالک اُسے کہہ دے کہ اگر تو مجھ کو اتنا مال لا دیوے تو آزاد ہے۔

مسئلہ اپنے باپ یا بیٹے کو جو غلام ہے کفارے کے لیے خرید کرنا

درست ہے اور خرید کرتے ہی آزاد ہو جائے گا۔ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں ہے۔

مسئلہ ظہار کے کفارے کے روزے میں چاہیئے کہ رمضان اور عید فطر اور قربانی اور ایام تشریق نہ آئیں۔ کیونکہ رمضان میں دوسرا کوئی روزہ رکھنا درست نہیں ہے۔ اور عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص دو ماہ کے اندر بسبب کسی عذر کے یا بدوں عذر کے روزہ توڑے یا رات کو قصداً اور دن کو سہواً اس عورت سے کہ جس سے ظہار کیا ہے جماع کر لے تو روزے پھر از سر نو رکھنا ہوں گے اگرچہ دو ماہ پورے ہونے سے ایک ساعت پہلے بھی یہ کام کرے تو بھی از سر نو روزے رکھنا ہوں گے۔

مسئلہ اگر کفارے میں ساٹھ مسکین کو خوراک دے تو اس کے درمیان جماع کرنے سے از سر نو خوراک دینا نہیں ہوگا۔ یہ ہدایہ اور جامع الرموز میں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی غلام ظہار کرے تو اس کا کفارہ فقط روزے رکھنا ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے دو ظہار کے کفارے میں دو غلام کو آزاد کیا اور خاص نہ کیا کہ فلاں غلام کو فلاں ظہار کے کفارے میں آزاد کیا تو دونوں کفارے سے آزاد ہوگا۔ ایسا ہی اگر دو ظہار کے کفارے میں چار ماہ روزے رکھے یا ایک سو بیس مسکین کو خوراک دے اور معیّن نہ کرے کہ یہ روزہ یا یہ خوراک فلاں ظہار کے کفارے کا ہے تو بھی دونوں ظہار کے کفارے سے ادا ہوگا۔ یہ ہدایہ میں ہے۔

بابُ العنّین

شوہر اگر نامرد یا خصّی یا خنثیٰ شکل یا جادو کیا ہوا یا بے عقل یا بڈھا ہو. اور خود اقرار کرتا ہو کہ وہ عورت کی نزدیکی نہیں کر سکتا ہے تو حاکم اُسے ایک برس کی مہلت دے۔ اگر ایک برس کے اندر نزدیکی کر سکے تو بہتر ہے۔ ورنہ اگر عورت بسبب ان عیبوں کے فرقت چاہے تو حاکم دونوں کے درمیان جدائی کر دے۔ یعنی نکاح توڑ دے۔ اور اس کی جدائی سے ایک طلاق بائن ہوتی ہے. اگر مرد نے اس عورت سے خلوت کی ہو تو پورا مہر لازم آئے گا۔ اور عورت پر طلاق کی عدّت بھی واجب ہو گی.

مسئلہ اگر شوہر آلہ بریدہ ہو تو اس صورت میں اگر عورت فرقت چاہے تو حاکم فی الحال تفریق کر دے۔ اور ایک برس مہلت دینا کچھ درکار نہیں۔

مسئلہ عورت کے عیبوں سے مرد کو فرقت چاہنے کا اختیار نہیں. لیکن مرد کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔ (ہدایہ ، شرح وقایہ)

مسئلہ اگر شوہر دیوانہ یا برص یا جُذام والا ہو تو عورت کو ان عیبوں سے فرقت چاہنے کا اختیار نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کا یہی مذہب ہے.

اور امام محمدؒ کے نزدیک عورت کو فرقت چاہنے کا اختیار ہے.

(ہدایہ)

بابُ العدّۃ

یہ باب عدّت کے بیان میں ہے

مسئلہ اگر مرد اپنی عورت کو طلاق بائن یا طلاق رجعی دے یا فرقت واقع ہو درمیان مرد اور عورت کے بسبب غیر کفو یا خیار بلوغ یا بسبب نکاح فاسد کے۔ تو ان سب صورتوں میں اگر عورت حُرّہ ہو۔ اور اُسے حیض بھی آتا ہو تو پورے تین حیض تک عدّت میں بیٹھے گی۔ اور اگر حیض نہ آتا ہو بسبب کم سنی یا بسبب سن ایاس کو پہنچنے کے تو تین ماہ عدّت میں بیٹھے گی۔ اور اگر حاملہ ہو تو اس کی عدّت وضع حمل ہے۔ اگر شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدّت چار ماہ دس دن ہے۔ اگر کوئی عورت حرّہ حاملہ کا شوہر مَر جائے تو اس کی عدّت بھی وضع حمل ہے۔

اگر عورت مطلقہ لونڈی ہو، اور اسے حیض آتا ہو تو اس کی عدّت دو حیض ہے۔ اور اگر حیض نہ آتا ہو تو عدت اس کی ایک ماہ پندرہ دِن ہے۔ اگر لونڈی کا شوہر مر گیا تو اس کی عدّت دو ماہ پانچ دن ہے۔ اگر لونڈی حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ جو عورت حیض سے پاک ہو کر عدّت میں بیٹھے اور قبل تمام ہونے عدّت کے سن ایاس کو پہنچے تو وہ عورت عدّت کو بحساب مہینے کے پوری کرے۔ اور اگر دو ایک حیض گذرے ہوں تو وہ عدت میں شمار نہیں ہوں گے۔ ایسا ہی جو عورت بحساب ماہ کے عدت میں بیٹھی ہے اور قبل تمام ہونے عدت کے اُسے حیض آگیا تو وہ بھی عدت کو بمع حیض کے پورا کرے گی۔ اور اگر دو ایک ماہ گذرے ہوں تو وہ عدت میں نہیں گنے جائیں گے۔

مسئلہ جس عورت کو مرد نے حیض کے اندر طلاق دی ہو وہ عورت پورے تین حیض عدّت میں گذارے۔ اور جس حیض کے اندر طلاق ہوئی ہے وہ

حیض عدّت میں شمار نہیں ہوگا۔

مسئلہ جس بی بی کو جماع کرنے اور خلوتِ صحیحہ کے آگے شوہر نے طلاق دی۔ اس کے لیے عدّت نہیں ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز، قاضی خاں)

مسئلہ جس عورت کو طلاق بائن دی ہے اُسے اگر عدّت گذرنے سے پہلے مرد پھر اپنے نکاح میں لائے اور جماع کرنے سے پہلے پھر اُسے طلاق دے تو اس صورت میں عورت کو از سرِ نو عدّت بیٹھنا ہوگا۔ اور شوہر پر پورا مہر واجب ہوگا۔ یہ نزدیک امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے ہے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک شوہر پر نصف مہر لازم آئے گا۔ اور عورت پر بھی آگے کی عدّت کو پورا کرنا واجب ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ طلاق بائن اور موت کی عدت والی اگر بالغہ اور مسلمہ ہو تو اُس کو سوگ کرنا واجب ہے۔ سوگ کے معنےٰ زینت و آرائش کو ترک کرنا ہے۔ زعفرانی اور سُرخ رنگ کا لباس نہیں پہننا چاہیئے۔ مہندی، خوشبو، سُرمہ اور تیل نہیں استعمال کرنا چاہیئے۔ اور یہ سارے کام طلاق بائن اور موت کی عدّت والی کو کرنا درست نہیں لیکن اگر کوئی عذر پیش آجائے تو تیل وغیرہ کا استعمال جائز ہو جائے گا۔

مسئلہ پانچ عورتوں پر سوگ واجب نہیں ہے۔ ایکؔ مطلقہ طلاق رجعی کو۔ دوسؔری معتدۂ نکاح فاسد کو۔ تیسؔری کتابیہ کو۔ چوتھؔی لڑکی کو۔ پانچویںؔ اُمّ ولد کو۔ (ہدایہ، کفایہ)

مسئلہ جو عورت طلاق کی عدّت میں بیٹھی ہے دورانِ عدّت اُسکو نکاح کا پیغام دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح جو عورت موت کی عدّت میں بیٹھی ہے دورانِ عدت اس سے بھی نکاح کی درخواست کرنا درست نہیں ہے مگر تعریض درست ہے۔ تعریض کا مطلب یہ ہے کہ عورت سے کہا جائے کہ تم خوب صورت ہو۔ اور میں تمہاری سی ایک عورت سے نکاح کرنا

چاہتا ہوں۔ (ہدایہ، کنز)

مسئلہ معتدۂ طلاق بائن اور رجعی کو گھر سے نکلنا درست نہیں۔ اور معتدۂ وفات کو بسبب ضرورت دن یا رات کو باہر جانا درست ہے لیکن رات کو دوسری جگہ رہنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ جس جگہ فرقت واقع ہوئی ہو یا شوہر مرگیا یا طلاق واقع ہوئی ہو تو عورت کو اسی جگہ میعاد عدّت تمام کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر مال کے نقصان ہونے یا مکان کے گر پڑنے کا خوف ہو یا اُسے زبردستی نکالا جا رہا ہو تو ایسی صورتوں میں کسی دوسری جگہ عدّت کی میعاد پوری کرنا درست ہے۔

مسئلہ طلاق بائن کی عورت جو عدّت کے دن گذار رہی ہو اُسکا اپنے طلاق دینے والے شوہر سے کچھ پردہ ہونا چاہیئے۔ اگر مکان تنگ ہو یا شوہر سے برائی کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اس عورت کا وہاں سے نکلنا اولیٰ ہے۔ (ہدایہ، شرح وقایہ)

مسئلہ ایک عورت کو اس کا شوہر اپنے ہمراہ کسی جگہ لے گیا اور راہ میں اس کو تین طلاق دیں یا اُس کا شوہر مرگیا تو اس صورت میں وہ جگہ جہاں موت یا طلاق واقع ہوئی ہے اگر اپنے ملک سے تین دن اور تین رات سے کم فاصلہ پر ہو تو وہ عورت اپنے ملک واپس آجائے اور عدّت کو تمام کرے اور اگر وہ جگہ تین دن اور تین رات کے فاصلہ پر ہو تو عورت کو اختیار ہے چاہے تو اسی جگہ عدت کی میعاد پوری کرے یا اپنے ملک واپس چلی[1] آئے۔ عدّت پوری کرے۔ اور اگر اس کو کسی شہر میں طلاق دیجائے یا اس کا شوہر مرجائے تو اس صورت میں اگر وہ شہر مدّت[2] سفر سے کم فاصلہ پر نہ ہو تو عورت کا اس شہر سے نکلنا درست نہیں ہے۔ اگر کوئی محرم اس کے ساتھ نہ ہو تو عدّت کی مدّت

---

[1] بشرطیکہ کوئی محرم ہو۔ ۱۲

[2] سفر کی مدّت ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین دن کی اوسط پیادے کی راہ ہے ۱۲

اسی شہر میں پوری کرنا چاہیے۔ بعد اس کے اگر کوئی محرم اسکے ساتھ ہو اس کا اپنے ملک کی طرف لوٹ آنا درست ہے (ابو حنیفہؒ)

لیکن ابو یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک اگر کوئی محرم ساتھ ہو تو عدّت کے تمام ہونے سے قبل اُسے اپنے ملک کی طرف لوٹ آنا درست ہے۔

(ہدایہ، کنز)

باب ثبوت النسب

مسئلہ ایک شخص نے کہا اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو وہ طلاق ہے۔ اور پھر اس شخص نے اس عورت سے نکاح کر لیا اور چھ ماہ میں اس عورت نے ایک فرزند جنا۔ تو اس صورت میں بچے کا نسب اسی مرد سے ثابت ہوگا اور مہر بھی پورا لازم آئے گا۔

مسئلہ معتدہ طلاق رجعی اگر ۲ دو برس یا ۲ دو برس سے زیادہ میں فرزند جنے تو جب تک وہ عورت اپنی عدّت گذر جانے کا اقرار نہ کرے اس بچہ کا نسب اسی سے ثابت ہوگا۔ اسی طرح اگر دو برس سے کم میں فرزند جنے تو بھی اس بچے کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ مگر رجعت نہ ہوگی۔ اور بسبب عدّت گذر جانے کے وہ عورت بائن ہو جائے گی۔ اور ۲ دو برس سے زیادہ میں فرزند جننے سے رجعت نہ ہوگی۔ اور نسب بھی ثابت نہ ہوگا۔

مسئلہ جس عورت کا شوہر مر گیا ہو وہ اگر وفات کے دن سے ۲ دو برس کے اندر فرزند جنے تو نسب اس فرزند کا اسی شوہر مُردہ سے ثابت ہوگا۔

مسئلہ مبتوتہ یعنی خلع کی ہوئی عورت یا شوہر نے اس کو طلاق بائن یا ثلاثہ دی ہو تو اگر جدائی کے وقت سے دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ اور اگر پورے ۲ دو برس میں جنے تو نسب اس سے ثابت نہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ شخص دعویٰ کرے کہ وہ فرزند اسی کے نطفے سے ہے تو

اُسی سے ثابت ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی عورت نکاح کے دن سے چھ ماہ سے کم میں فرزند جنے تو بچے کا نسب ناکح سے ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر پورے چھ ماہ یا چھ ماہ سے زیادہ میں جنے تو نسب اس سے ثابت ہوگا۔ شوہر کے اقرار کرنے یا چپ رہنے سے بھی نسب ثابت ہو جائے گا۔ اگر شوہر انکار کرے اور عورت ولادت کی گواہی دے تو بھی نسب ثابت ہو جائے گا۔

مسئلہ مراہقہ یعنی بلوغ کے قریب پہنچی ہوئی طلاق بائن یا رجعی کے نو ماہ سے کم میں اگر فرزند جنے تو بچے کا نسب طلاق دینے والے سے ثابت ہوگا۔ اور پورے نو ماہ میں جننے سے نسب اس سے نہ ہوگا اس قول میں امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ متفق ہیں۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو برس تک نسب اسی سے ثابت ہوگا۔

مسئلہ جس عورت معتدہ نے اپنی عدت گذرنے کا اقرار کیا۔ اور جدائی کے دن سے چھ ماہ سے کم میں فرزند جنا تو اس بچے کا نسب اُسی سے ثابت ہوگا۔ لیکن پورے چھ ماہ میں جننے سے نسب ثابت نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر فرزند جننے کے بعد مرد اور عورت کے درمیان اس بات میں اختلاف واقع ہو جائے کہ مرد تو یہ کہے کہ تم سے نکاح کئے ہوئے چار ماہ گذرے ہیں اور عورت یہ کہے کہ چھ ماہ ہوئے ہیں تو اس صورت میں عورت کی بات معتبر ہوگی۔ اور نسب اسی سے ثابت ہوگا۔

مسئلہ بسبب نکاح فاسد کے اگر فرزند پیدا ہو جائے تو اس بچے کا نسب ناکح سے ثابت ہوگا۔

مسئلہ حمل کی بڑی مدت دو برس ہے اور کم مدت چھ ماہ۔

(ہدایہ، فتاویٰ عالمگیری، کنز)

بابُ الحضانۃ

لڑکے یا لڑکی کی پرورش کرنے کو حضانت کہتے ہیں۔

مسئلہ لڑکے یا لڑکی کی پرورش کے معاملہ میں ماں سب پر مقدم ہے یعنی ماں کی موجودگی میں کوئی دوسرا پرورش نہیں کر سکے گا۔ مگر جب ماں مرتدہ یا بدکار یا زنا کرنے والی یا گیت گانے والی یا چوری کرنے والی یا لڑکے کی حفاظت مفت نہ کرتی ہو۔ اور باپ بھی غریب ہو اور اس کی اجرت دینے پر قادر نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں تمام قرابت داروں میں نانی زیادہ مستحق ہے اور اگر نانی نہ ہو تو دادی مستحق ہے۔ اس کے بعد عینی بہن، اس کے بعد اخیافی بہن، اس کے بعد علاتی بہن۔ اور اگر ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو عینی خالہ، اس کے بعد اخیافی خالہ، اس کے بعد علاتی خالہ۔ اور اگر ان میں سے بھی کوئی نہ ہو تو عینی پھوپھی، اس کے بعد اخیافی پھوپھی، اس کے بعد علاتی پھوپھی، اور اگر ان عورتوں میں سے بھی کوئی نہ رہے تو ولی عصبہ اس کی پرورش کا مستحق ہوگا۔ عصبہ کا بیان کتاب النکاح میں شرح وار مذکور ہو چکا ہے۔ اور اگر عصبہ سے بھی کوئی نہ رہے تو امام تمرتاشی کے نزدیک اخیافی بھائی پرورش کا مستحق ہوگا۔ اس کے بعد ذوی الارحام مستحق ہوں گے یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

مسئلہ اگر پرورش ماں اور دادی کرتی ہوں تو لڑکے کے لیے حضانت کی مدت از خود کھانے پینے اور کپڑا پہننے اور کپڑا کھولنے پر قادر ہونے تک ہے۔ اور لڑکی کے لیے حضانت کی مدت حیض ہونے تک ہے۔

ہشام سے مروی ہے کہ لڑکی کی حضانت کی مدت سن بلوغ کو پہنچنے تک ہے۔ فتویٰ اسی پر ہے۔

اگر ماں اور دادی کے علاوہ کوئی دوسرا پرورش کرے تو لڑکی کیلئے حضانت شہوت کی خواہش پیدا ہونے تک ہے۔
(ہدایہ، کفایہ، درمختار اور جامع الرموز)

باب النفقات

مسئلہ جب بیوی اپنے نفس کو شوہر کے سپرد کردے تو شوہر پر بیوی کے لیے خوراک اور رہنے کا گھر دینا واجب ہوگا اگرچہ بیوی کافرہ ہو۔ نفقے میں مرد اور عورت دونوں کے حال کا اعتبار ہوتا ہے۔ فتویٰ اسی پر ہے۔ یعنی اگر مرد اور عورت دونوں غریب ہوں تو نفقہ غریبی کے مطابق لازم آئے گا۔ اور اگر دونوں توانگر ہوں تو نفقہ توانگری کے مطابق لازم آئے گا۔ اور اگر بیوی توانگر ہو اور شوہر غریب تو نفقہ توانگری اور غریبی کے درمیان طے پائے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ اگر عورت مہر لینے کے لیے اپنے نفس کو تسلیم کرنے سے باز رکھے تو شوہر پر نفقہ لازم آئے گا۔ اگرچہ عورت اپنے باپ کے گھر میں رہے۔

مسئلہ عورت اگر باپ کے گھر میں بیمار رہے تو علاج معالجہ کا خرچ دینا شوہر پر واجب نہیں ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ ناشزہ عورت کو نفقہ دینا شوہر پر اس وقت تک واجب نہیں ہے جب تک کہ شوہر کے گھر میں واپس نہ آجائے۔

ناشزہ اس عورت کو کہتے ہیں جو ناحق شوہر کے گھر سے شوہر کے حکم کے بغیر دوسری جگہ چلی جائے۔

مسئلہ اگر بیوی چھوٹی ہو اور اس سے جماع نہ کیا جاسکتا ہو تو شوہر پہ اس کا نفقہ دینا واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر بیوی اپنے قرض کی وجہ سے

قید میں گرفتار ہے تو بھی شوہر پر اس کا نفقہ دینا واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر بیوی کو کوئی زبردستی لیجائے اور وہ بھی اس کے ہمراہ چلی جائے تو اس کے شوہر پر اس کی خوراک دینا واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی محرم کے ساتھ حج کو جائے تو بھی شوہر پر اس مدت کی خوراک دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ اگر شوہر لڑکا ہو اور بیوی بالغہ کہ جماع کی جاسکتی ہو۔ اور شوہر جماع پر قادر نہ ہو۔ تو شوہر پر اپنے مال سے اس کی خوراک دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ اگر بیوی شوہر کے گھر میں بیمار ہو جائے تو شوہر پر اسکی خوراک دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ اگر شوہر غنی ہو تو بیوی کی خدمت کے لیے ایک نوکر کی خوراک دینا واجب ہے۔ (ابو حنیفہؒ، محمدؒ)

لیکن ابو یوسفؒ کے نزدیک شوہر پر دو نوکروں کی خوراک دینا واجب ہے۔ ایک گھریلو کام کے لیے دوسرا باہری کاموں کے لیے۔ لیکن اگر شوہر غریب ہو تو اس کو بیوی کے نوکر کی خوراک دینا واجب نہیں ہے فتویٰ اسی پر ہے۔

مسئلہ اگر شوہر بیوی کی خوراک ادا کرنے سے عاجز ہو تو حنفی مذہب کے قاضی کو نکاح توڑنے کا اختیار نہیں بلکہ بیوی کو حکم دے گا کہ شوہر کے نام سے نفقے کے انداز پر کسی سے قرض لے لے۔ جب شوہر تو انگر ہو جائے تو وہ قرض ادا کر دے۔ لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک اگر شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہو تو قاضی نکاح کو توڑ سکتا ہے۔ حنفی مذہب کے بعض علماء نے اسے جانا ہے کہ حنفی مذہب کا قاضی کسی شافعی کو نائب مقرر کر دے تاکہ وہ اپنے مذہب کے موافق نکاح کو توڑ دے (جامع الرموز، شرح وقایہ)

مسئلہ شوہر پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کو ایک مکان دے دے۔ جس میں دوسری بیوی سے اپنی اولاد تک نہ ہو۔

مسئلہ بیوی کو جو گھر رہنے کے لیے دیا جائے بیوی کے ماں باپ اور اس بیٹے کو جو دوسرے شوہر سے ہو گھر میں داخل ہونے سے شوہر منع کر سکتا ہے لیکن ان کو بیوی کی طرف دیکھنے اور بات کرنے سے منع نہ کر سکے گا۔

مسئلہ بیوی اپنے ماں باپ سے ملنے کے لیے ہر جمعہ کو جا سکتی ہے مگر رات کو وہاں نہ رہ سکے گی۔ فتویٰ اسی پر ہے۔

ماں باپ کے سوا شرعی محرم جنکا سامنا جائز ہے۔ انہیں دیکھنے کیلئے سال میں ایک مرتبہ جا سکتی ہے شوہر اس کو منع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ عورت کو طلاق دیئے جانے کے بعد خواہ وہ طلاق رجعی ہو یا بائن عدّت گذر جانے تک خوراک، پوشاک اور رہائش کا انتظام کرنا شوہر پر واجب ہے۔

مسئلہ معتدۂ موت کو شوہر کے مال سے نفقہ اور مکان دینا واجب نہیں ہے لیکن اگر حاملہ ہو تو، بچہ جننے تک شوہر کے مال سے نفقہ دینا واجب ہو گا۔

مسئلہ نابالغ لڑکے کا اگر کچھ مال نہ رہے تو باپ پر اس کو نفقہ دینا واجب ہے۔ لیکن اگر لڑکا غنی ہو تو باپ پر اس کو خوراک دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ اگر عورت کوئی گناہ کا کام کرے جیسے مرتدہ ہو جائے یا شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا لڑکے کو شہوت سے بوسہ دے دے اور اس گناہ کے باعث شوہر سے جدائی واقع ہو جائے تو شوہر کو نفقہ دینا واجب نہ ہو گا۔

مسئلہ ماں باپ، دادا، اور دادی اگر نادار ہوں تو ان کو خوراک دینا واجب ہے کافر ہوں یا مسلمان۔

مسئلہ چھوٹے لڑکے اور لڑکی کی خوراک دینا باپ پر واجب ہے۔

مسئلہ اگر چھوٹا لڑکا نادار ہو یا بالغ نادار ہو یا لنج ہو یا عورت بالغہ نادار ہو تو ان کے ذی رحم محرم پر خوراک دینا میراث کے اندازہ پر واجب ہوگا۔ یعنی مرنے کے بعد حق وراثت میں سے جس قدر حصہ ملتا اسی حصے کے مطابق ذی رحم پر دینا واجب ہوگا۔ یعنی جس کو نصف ملتا اس کو نصف اور جس کو ربع ملتا اس کو ربع، اور جس کو سدس ملتا اس کو سدس دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ اگر دایہ میسر ہو تو لڑکے کی ماں کو دودھ پلانے کے سلسلہ میں شوہر جبر نہیں کر سکے گا۔ لیکن اگر لڑکے کا باپ غریب ہو کہ دایہ نہ مقرر کر سکے یا توانگر تو ہے لیکن دایہ نہ ملتی ہو تو لڑکے کی ماں پر جبر کر سکیگا۔
(ہدایہ، کنز، جامع الرموز)

مسئلہ بالغہ لڑکی اور لنج لڑکے کا اگر مال نہ رہے تو ان کی خوراک ماں اور باپ پر واجب ہوگی۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ خوراک کا ایک حصّہ ماں پر اور ۲ دو حصے باپ پر واجب ہونگے۔ لیکن ظاہر روایت یہ ہے۔ کہ سب خوراک باپ ہی پر واجب ہوگی۔ ماں پر کچھ نہیں۔
(ہدایہ)

کتاب الایمان

اللہ کے نام پر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا جیسے کہے قسم اللہ کی میں یہ کام کروں گا یا نہ کروں گا یا کسی کام کو کسی چیز سے متعلق کرنا جیسے کہے کہ اگر زید سے میں بات کروں تو مجھ پر حج واجب ہے اس کو شرع میں **یمین** کہتے ہیں۔ اور یمین کی جمع ایمان ہے۔

یمین کی تین قسمیں ہیں۔ یمین غموس، یمین منعقدہ اور یمین لغو۔

گذرے ہوئے کام کرنے یا نہ کرنے پر اگر کوئی کہے کہ قسم اللہ کی میں نے یہ کام کیا ہے۔ حالانکہ اس نے وہ کام نہیں کیا ہو تو اس کو یمین غموس کہیں گے اس طرح کی قسم کھانے سے آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے۔ پس ایسی قسم کھانے والے کو چاہیئے کہ شب و روز توبہ اور استغفار کرے۔ اس میں کفارہ لازم نہیں آتا ہے۔

اسی طرح کسی گمان کو سچ سمجھ کر قسم کھانا جو حقیقتاً غلط ہو۔ جیسے کوئی کہے قسم اللہ کی وہ شخص زید ہے حالانکہ وہ زید نہ ہو بلکہ وہ خالد ہو۔ قسم کی یہ قسم یمین لغو کہلاتی ہے۔ اس قسم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے۔ اور کچھ مواخذہ نہ کرے۔

کسی ایسی بات کی قسم کھانا جو آئندہ کی جائے گی اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی اس طرح کی قسم کو توڑ دے اگرچہ سہواً ہی ہو تو کفارہ لازم آئے گا۔

مسئلہ قصداً یا سہواً قسم کھانا یا جبراً کسی نے جبر یہ قسم کھلائی ہو تو ان سب صورتوں میں قسم کو توڑ دینے سے کفارہ لازم آئے گا۔

مسئلہ قسم کا کفارہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے یا دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔ یا کپڑا دینا دس مسکینوں کو اتنا کپڑا دینا جس سے اکثر بدن چھپ سکے لیکن ان سب سے عاجز ہو تو پے در پے اسے تین روزے رکھنا چاہئیں۔ یہ ہدایہ اور شرح وقایہ سے منقول ہے۔

عربی میں قسم کے حروف واو، بار اور تار ہیں جیسے واللہ، باللہ، تاللہ۔

مسئلہ اگر کوئی کہے قسم اللہ کی یا رحمٰن کی یا رحیم کی یا قسم حق کی یا قسم عزت اللہ کی یا بزرگی اللہ کی یا بڑائی اللہ کی یا عظمت اللہ کی یا قدرت اللہ کی یا قسم ہے بقار اللہ کی اور عہد اللہ کی اور میثاق اللہ کی اور میں قسم کھاتا ہوں اور میں حلف اٹھاتا ہوں کہ مجھ پر نذر ہے یا یمین ہے اور اگر یہ کام کرے تو وہ کافر ہے "سوگند میخورم بخدائے" ان الفاظ کے ساتھ قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے۔ قسم کو توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

مسئلہ اگر کوئی کہے قسم نبی کی یا قسم قرآن کی یا قسم کعبے کی یا قسم ہے رحمت اللہ کی یا علم اللہ کی یا رضامندی اللہ کی یا غضب اللہ کی یا ناراضی اللہ کی یا قسم ہے عذاب اللہ کی۔ ان الفاظ کے ساتھ قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی۔ (ہدایہ، شرح وقایہ، درمختار)

مسئلہ اگر کوئی کہے کہ اگر میں یہ کام کروں تو میں یہودی یا نصرانی، یا کافر ہوں، چنانچہ اس طرح کہنے سے قسم ہو جاتی ہے۔

مسئلہ اگر کوئی گناہ کے کام کے لیے قسم کھائے یعنی کہے قسم اللہ کی میں نماز نہ پڑھوں گا یا قسم ہے کہ میں اپنے ماں باپ سے بات نہ کروں گا۔ یا قسم اللہ کی ہر آئینہ میں فلانے کو قتل کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

مسئلہ کسی حلال چیز کو اپنے نفس پر حرام کرنے سے وہ چیز حرام نہیں

ہوجائے۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ میرا یہ کپڑا یا کھانا مجھ پر حرام ہے تو اس صورت میں اس کپڑے کو پہننے یا کھانا کھانے سے یہ چیزیں حرام نہیں ہوجاتیں لیکن کھانا کھانے، اور کپڑا پہننے کے بعد کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا۔

(ہدایہ، کفایہ، شرح وقایہ، جامع الرموز)

مسئلہ اگر کوئی کہے کہ قسم خدا کی میں گھر میں داخل نہ ہوں گا پس وہ شخص بیعہ اور کنیسہ اور مسجد اور کعبہ شریف میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا بیعہ اور کنیسہ کافروں کے عبادت خانے کو کہتے ہیں۔

فائدہ قسم توڑنے والے کو حانث اور قسم توڑنے کو حنث کہتے ہیں۔

مسئلہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا تو مچھلی کا، گوشت کھانے سے حانث نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی قسم کھائے کہ اپنے لڑکے کو نہیں ماروں گا اور دوسرے کو مارنے کا حکم دیدے تو حانث نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا اور وہ ایک ساعت روزہ رکھ کر افطار کرے تو وہ حانث نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں نماز نہ پڑھونگا اور وہ دو رکعت پوری پڑھ لے تو حانث ہوگا اور کفارہ لازم آئے گا۔ لیکن دو رکعت سے اگر کم پڑھے تو حانث نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں زیور نہ پہنوں گا اور وہ چاندی کی انگشتری پہن لے تو حانث نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں زمین پر نہ بیٹھوں گا۔ اور وہ بچھونے پر بیٹھے تو حانث نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی کہے کہ قسم اللہ کی میں بات نہ کرونگا۔ اور وہ قرآن یا

تسبیح پڑھے یا لا الٰہ الا اللہ کہے یا نماز سے پہلے یا نماز پڑھنے کے دوران تکبیر کہے تو حانث نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں گلاب نہیں سونگھوں گا اور وہ گلاب کا پھول یا چنبیلی کو سونگھے تو حانث نہ ہوگا۔ اور اگر قسم کھائے کہ میں گلاب کا پھول نہیں سونگھونگا اور وہ اس کی پتی کو سونگھے تو حانث نہ ہوگا۔

(ہدایہ، شرح وقایہ)

مسئلہ اگر کوئی قسم کھائے کہ فلاں نوجوان شخص سے کلام نہیں کرونگا اور پھر اس نوجوان شخص کے بوڑھا ہونے کے بعد کلام کرے تو حانث ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی قسم کھائے کہ فلاں سے نکاح نہیں کروں گا یا طلاق نہیں دونگا یا خلع نہیں کرونگا یا آزاد نہیں کرونگا یا عبد کو مکاتب نہیں بناؤنگا یا قصداً جو خون کیا ہے اس سے صلح نہیں کرونگا یا ہبہ نہیں کرونگا یا صدقہ نہیں دونگا یا قرض نہیں دونگا یا قرض نہیں لونگا یا امانت نہیں رکھونگا یا عاریت نہیں لونگا، یا عاریت نہیں دونگا یا ذبح نہیں کرونگا یا غلام کو نہیں مارونگا یا قرض نہیں ادا کرونگا یا مدیون سے اپنا دَین نہیں لونگا یا گھر نہیں بناؤنگا یا کپڑا نہیں سیونگا یا کپڑا نہیں پہنوں گا تو ان کاموں کو کرنے سے حانث ہوگا۔

ایسا ہی اگر وکیل کے ذریعے سے کرا دے تو بھی حانث ہوگا۔ اور کفارہ لازم آئے گا۔

مسئلہ اگر کوئی قسم کے ساتھ انشاء اللہ کو شامل کر دے مثلاً اس طرح کہے کہ قسم اللہ کی انشاء اللہ میں یہ کام نہیں کرونگا تو قسم باطل ہوگی اور کفارہ نہیں لازم آئیگا۔ (ہدایہ، جامع الرموز)۔

چونکہ ایمان کے سارے مسائل اس مختصر سی جگہ میں گنجائش نہیں ہو سکتی اس لیے بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

کتابُ اللقطۃ

جو چیز زمین میں پڑی رہے اور اس کے مالک کا پتہ نہ ہو تو اس کو شرع میں لقطہ کہتے ہیں۔

مسئلہ جو چیز زمین پر پڑی رہے اور اس کے مالک کا بھی علم نہ ہو اور اس چیز کے ضائع و برباد ہو جانے کا خوف ہو تو اُسکو اٹھا لینا واجب ہے۔ لیکن اگر ضائع یا برباد ہو جانے کا خوف نہ ہو تو اسکو اٹھانا مستحب ہے۔

مسئلہ اگر کوئی لقطہ کی چیز کو اٹھائے اور وہ چیز دس درم قیمت سے کم کی ہو تو جس نے اٹھایا اُس پر واجب ہے کہ اتنے دن تک اس جگہ اور مسجدوں کے دروازوں اور بازاروں میں اعلان کرتا رہے یہاں تک کہ اس بات کا یقین ہو جائے کہ اب اُسکا مالک اس چیز کو طلب کرنے نہیں آئے گا۔

اگر وہ چیز دس درم یا دس درم سے زیادہ قیمت کی ہو تو ایک برس تک اعلان کرتے رہنا واجب ہے۔ بشرطیکہ اگر اتنے دن صحیح و سالم رہنے کی چیز ہو۔ اور اگر ضائع ہو جانے والی چیز ہو تو اس چیز کے خراب ہو جانے کی مدت تک اعلان کرنا واجب ہے۔ اس کا مالک اگر اس مدت کے اندر پھر نہ آوے تو اس چیز کو خیرات کر دینا چاہئے اور اگر خود مفلس ہو تو اپنے کام میں بھی لانا درست ہے

مسئلہ اگر کسی چیز کے خیرات کرنے کے بعد اس کا مالک پھر آئے اور صدقہ کو جائز رکھے تو مالک کو ثواب ملے گا۔ اور صدقہ کرنے والے پر اس چیز کا بدلہ دینا لازم نہ ہوگا۔ اور اگر مالک اس کے صدقے کو جائز نہ رکھے تو صدقہ

کرنیوالے پر اس چیز کا بدلہ دینا واجب ہوگا۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ ایک درم سے کم کی چیز میں ایک دن تک خبر کرنا چاہیئے اور ایک پیسے کی چیز میں داہنے بائیں نظر کرے۔ اگر اس کا مالک نظر نہ آئے تو کسی فقیر کو دے دے۔

مسئلہ جو میوہ درختوں کے نیچے پڑا رہتا ہے جیسا کہ انبہ اور بیر وغیرہ تو اس کا لینا درست نہیں۔ مگر جو میوہ سڑنے والا ہو اس کا اٹھانا درست ہے۔ جو میوہ درخت پر ہے اس کو لینا اور اُتارنا مالک کی اجازت کے بغیر درست نہیں ہے (جامع الرموز)

مسئلہ جب کسی پر دوسرے کا کچھ مال مثل حق امانت کے ہے۔ اور مالک مفقود الخبر ہو تو اس کو تلاش کرنا ضروری نہیں ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ بکری، گائے اور اونٹ جو آزاد پھرتے رہتے ہیں۔ اور اُن کے مالک کا بھی پتہ نہ ہو تو اُن کو پکڑنا درست ہے۔

مسئلہ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ فلاں چیز میری ہے اور وہ حق ملکیت کے سلسلہ میں دلائل بھی پیش کرے اور ٹھیک ٹھیک نشان دہی بھی کر دے تو وہ چیز اسکو دینا درست ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ غنی کے لیے جائز نہیں کہ لقطے کا مال اپنے تصرف میں لائے۔ لیکن اگر اُس کے باپ، ماں، دادا، دادی، یا بیٹی اور بیٹا مفلس ہوں تو اُن پر صدقہ کرنا درست ہے۔

(ہدایہ)

کتاب المفقود

مفقود اس غائب کو کہتے ہیں جس کے رہنے کی جگہ اور اُسکی موت اور حیات کا کچھ حال معلوم نہ ہو۔ یعنی وہ شخص کہاں گیا؟ زندہ ہے یا مرگیا؟ ایسا غائب شخص اپنے مال اور اسباب میں زندہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اسکا مال ورثا میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس سے ان کا حق وراثت زائل نہیں ہوتا۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنا ایک قاضی مقرر کرلیں جو مفقود الخبر شخص کے مال کی حفاظت کرے لوگوں پر بقایا واجبات اور امانت وصول کرے اور جس چیز کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہو اُس کو بیچ ڈالے۔ اور اسکے ماں باپ بیٹے، بیٹی اور بیوی کو اس مال سے نفقہ دے۔ اس کی بیوی کسی سے نکاح نہ کرسکے گی۔

یہ مفقود الخبر شخص کسی عزیز کے مال میں حق وراثت کے معاملہ میں مردے کا حکم رکھتا ہے۔ یہ شخص کسی دوسرے کے مال میں وارث نہیں ہوگا۔ لیکن اگر دوسرے سے کچھ مال مل بھی جائے تو یہ کسی عادل کے پاس امانت رہے گا۔ اس مفقود کی پیدائش سے نوّے ۹۰ برس تک۔ یہ محمدؒ بن خالد کا فیصلہ ہے۔ اور اسی پر فتوےٰ ہے۔

لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدت کی حد تیس ۳۰ برس ہے۔ بعض دوسرے اماموں نے ساٹھ برس کا فتویٰ دیا ہے۔ بعض علماء نے ستر ۷۰ برس تک کہا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ سے یہ روایت بھی ہے کہ اسّی ۸۰ برس تک انتظار کرنا چاہیئے۔ فتوےٰ اسی پر ہے۔ امام ابویوسفؒ اور محمدؒ

سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ سو برس تک۔ بعض متقدمین ایک سو بیس (۱۲۰) سال پر متفق ہیں۔

ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف ایک سو دس (۱۱۰) سال سے اتفاق کرتے ہیں لیکن ایک دوسری روایت میں ابو یوسفؒ نے ایک سو پانچ (۱۰۵) برس کی حد مقرر کی ہے۔

ابی مطیعؒ سے روایت ہے کہ ایک سو سات برس تک۔ یہ مضمرات، نظم، رضو، سراجیہ، اور مشارع میں ہے۔

اور ہدایہ میں ہے کہ مفقود الخبر شخص کے ہم عمر لوگوں کے مرنے تک۔
(بروایت امام محمدؒ)

لیکن بعض علماء نے تمام ہم عمر لوگوں کا سارے ملکوں میں مرجانے کو اس کی حد مدّت قرار دیا ہے۔ اس کے برعکس بعض علماء جملہ ہم عمر لوگوں کا اس ملک ہی میں مرجانے کو حد قرار دیا ہے۔ کہ جس میں وہ پیدا ہوا تھا۔ شیخ الاسلام کے نزدیک یہی قیاس کے موافق اور احتیاط کے مطابق ہے۔ (ذخیرہ)

بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ اُسے قاضی کی رائے پر چھوڑ دینا چاہیئے۔
(ینابیع)

امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک چار برس کی مدّت کافی ہے۔ چار برس گذرنے کے بعد اُسکی بیوی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔
(نظم)

پس اگر کوئی حنفی المذہب مفتی ضرورت کے وقت چار برس کے بعد مفقود الخبر کی بیوی کو دوسرے سے نکاح کرنے کا فتوٰے دیدے تو وہ اللہ کے نزدیک قابل مواخذہ نہ ہوگا۔ (جامع الرموز)

بزازیہ میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں امام مالکؒ کے قول پر عمل کرنا

چاہیئے۔ یعنی چار برس کے بعد مفقود کی بیوی کا ضرورت کے وقت میں دوسرے سے نکاح کرنا درست ہے۔

اور فرمایا امام زاہدؒ نے کہ ہمارے مذہب کے بعض علماء چار برس کے بعد بسبب ضرورت امام مالکؒ کے مذہب کے موافق فتوٰی دیتے تھے۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ یہی وسعت ہے۔ یعنی امام مالکؒ کے قول کو ضرورت کے وقت اخذ کرنا لوگوں کے لیے آسانی ہے اگرچہ ہمارا مذہب نہیں کیونکہ ضرورت کے وقت اس پر عمل کرنا درست ہے۔ جیساکہ زاہدی میں ہے پس اس صورت میں اگر کوئی مفتی ضرورت کے وقت چار برس کے بعد مفقود کی بیوی کے نکاح کے جواز میں فتوٰی دے تو اس کے ساتھ قاضی یا کوئی حاکم کے حکم بھی ضروری ہے تاکہ فتنہ وفساد ہونے نہ پائے۔

(درمختار، قنیہ)

ضرورت کے وقت یعنی جب وہ عورت جس کا خاوند مفقود الخبر ہو، جوان ہو، اور زنا میں گرفتار ہونے کا بھی خوف ہو۔ اور کوئی ہنر بھی نہ جانتی ہو جس سے اپنی اوقات بسر کر سکے اور اس کا شوہر بھی کچھ مال نہ چھوڑ گیا ہو، اور وہ عورت خوراک اور پوشاک کے لیے بھی عاجز ہو۔ اور کوئی اسکو قرض بھی نہ دیتا ہو۔ تو ان ضرورتوں کے وقت چار برس چار ماہ کے بعد دوسرے سے نکاح کر لینے کے جواز میں مدرس اوّل مدرسہ کلکتہ جناب حضرت مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب نے ۱۲۸۲ھ میں فتوٰی دیا تھا۔ اور ہوگلی کے مدرس اوّل جناب حضرت مولوی سید دلاور حسین صاحب اور کلکتہ کے مدرس دوم جناب مولوی الہ داد صاحب کی بھی یہی رائے ہے یعنی ضرورت کیوقت چار برس چار ماہ کے بعد مفقود الخبر کی بیوی کو دوسرے سے نکاح کرنا درست ہے۔ اور جس فتوٰی کو مولوی محمد وجیہ صاحب نے استخراج کیا ہے اُس پر مولوی محبت علی صاحب پھر پھرائی ، مولوی عبدالرحیم صاحب بریسالی

مولوی عبدالفتاح صاحب
مولوی محمد خلیل صاحب
مولوی فضل الرحمٰن صاحب
مولوی عطاء الرحمٰن صاحب
مولوی عبدالرشید صاحب
مولوی بخش علی صاحب
مولوی محمد بشیر صاحب
مولوی امان علی صاحب
مولوی فضل الرحمٰن صاحب ثانی
مولوی عبدالعزیز احمد صاحب
مولوی وزیر علی صاحب

مولوی عبدالعلی صاحب اسلام آبادی
مولوی عبدالواحد صاحب
مولوی فخرالدین صاحب بردوانی
مولوی منصور احمد صاحب
مولوی عبدالعلی صاحب ثانی
مولوی عبدالعزیز صاحب
مولوی فیض الرحمٰن صاحب
مولوی سید ارادت اللہ صاحب
مولوی مبارک علی صاحب
مولوی عزیز اللہ صاحب
مولوی محمد خبیر صاحب

اور

مولوی عبدالسلام صاحب نے مہر و دستخط کیئے ہیں۔

مسئلہ اگر نوے ۹۰ برس کے اندر وہ مفقود پھر آجائے تو جو چیز اس نے وراثۃً پائی ہے اس عادل سے پائے گا۔ اور اگر اس مدت کے اندر نہ آئے تو جس دن وہ مدت تمام ہوئی اسی دن اُس کی موت کا حکم دیں گے ما سکے بعد اس کی بیوی موت کی عدت میں بیٹھے گی۔ یعنی اگر حُرّہ ہو تو چار۴ ماہ دس۱۰ دن اور اگر لونڈی ہو تو دو۲ ماہ پانچ دن عدت میں بیٹھے گی۔ اگر اس مفقود کا کچھ مال ہو تو اس وقت اس کے ورثا میں تقسیم ہوگا۔ (جامع الرموز وغیرہ)

مسئلہ اگر مفقود کی بیوی کو کوئی خبر دے کہ مفقود مر گیا ہے یا اُسکو طلاق دی ہے تو اس شخص کی بات کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا دوسرے سے نکاح کرنا درست ہے۔

(اصول شاشی وغیرہ)

کتابُ الشرکۃ

شرکت کے معنی ملا رکھنا حصوں کا اس طرح پر کہ کون کسکا حصہ ہے. معلوم نہ ہو سکے. (کفایہ)

پس شرکت دو طرح کی ہے. ایک شرکت مال معین میں جیسا دو۲ آدمی ایک مال کی وراثت میں شریک ہوں یا بسبب خرید لینے مال کے شریک ہوں. تو اس صورت میں کسی کو درست نہیں کہ بغیر اذن دوسرے کے اس کے حصہ میں کچھ تصرف کرے کیونکہ ہر ایک دوسرے کے مال میں اجنبی ہے.

دوسری شرکت عقد یعنی ایجاب اور قبول میں دونوں شریک ہوں. اور رکن اس عقد کا ایجاب اور قبول ہے. یعنی جب ایک نے کہا کہ میں نے تم کو فلاں چیز میں شریک کیا. پس اگر دوسرے نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو عقد شرکت صحیح ہو گی. اور شرط اس عقد کی یہ ہے کہ کوئی اپنے لیے نفع کو معین نہ کرے. یعنی یہ نہ کہے کہ اس قدر نفع ہمارا ہے. اور شرکت عقد چار طرح پر ہے.

ایک شرکتِ مفاوضہ.
دوسری شرکتِ عنان.
تیسری شرکتِ صنائع.
چوتھی شرکت وجوہ.

شرکت مفاوضہ یہ ہے کہ دو شخص آپس میں شریک ہوں کہ وہ دونوں مال اور دَین میں برابر ہوں. اور دونوں حُرّہ ہوں اور تصرف دونوں کا برابر رہے. پس یہ شرکت صحیح ہوتی ہے درمیان دو حُرّہ مُسلم کے. ایسا ہی درمیان

دو حنفی اور شافعی کے اور درمیان دو ذمّی کے ۔پس درمیان مسلمان اور کافر کے اور غنی و فقیر کے اور حُر و غلام کے یہ شرکت صحیح نہیں ہوتی ہے ۔اور شرکت مفاوضہ وکالت اور کفالت کو شامل ہوتی ہے یعنی ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وکیل ہے کاروبار میں اور ہر ایک دوسرے کا ضامن ہے یعنی ان میں سے اگر ایک کچھ خریدے تو بائع دوسرے شریک سے قیمت طلب کر سکتا ہے ۔

مسئلہ شرکت مفاوضہ بالغ اور نابالغ کے درمیان درست نہیں ایسے ہی دو نابالغ لڑکوں کے درمیان درست نہیں ۔

مسئلہ شرکت مفاوضہ میں اپنی اولاد کی خوراک اور پوشاک کے سوا جو چیز خریدے گا اس میں دوسرا بھی شریک ہوگا ۔

مسئلہ شرکتِ مفاوضہ میں کوئی چیز خرید کرتے یا بیچنے سے اگر کچھ دَین لازم آئے تو دوسرے شریک کو بھی اسکا بدلہ دینا ہوگا ۔

شرکتِ عنان یہ ہے کہ دو شخص تجارت میں شریک ہوں اور آپس میں ایک کا مال زیادہ اور دوسرے کا مال کم ۔اور نفع بھی ایک کا زیادہ ہو اور دوسرے کا کم ۔یا نفع میں دونوں برابر ہوں ۔یا مال ایک کا درہم اور دوسرے کا دینار ۔اور اس شرکت میں اگر دو میں سے ایک کچھ خریدے تو بائع دوسرے سے قیمت نہیں طلب کر سکے گا ۔لیکن اگر اس شریک نے فقط اپنے مال سے خریدا ہو تو دوسرے شریک سے اس کے حصّے کے برابر قیمت لے سکے گا ۔

مسئلہ سونا اور چاندی ،درہم و دینار اور پیسہ جو رائج ہے اور گلایا ہُوا سونا اور چاندی اگر لوگ اس سے کاروبار کرتے ہوں ۔تو شرکت مفاوضہ اور عنان اس میں درست ہے ۔

مسئلہ تجارت کی چیز خریدنے سے قبل اگر شرکت کا مال ہلاک ہو جائے تو شرکت باطل ہو جاتی ہے ۔ایسا ہی اگر چیز خریدنے سے پہلے ایک شریک کا مال ہلاک ہو جائے تو بھی شرکت باطل ہو جاتی ہے ۔

مسئلہ اگر ایک شریک نے اپنے مال سے تجارت کی چیز کو خریدا اور دوسرے کا مال خریدنے سے پہلے ہلاک ہوگیا تو اس صورت میں خریدی ہوئی چیز جیسی شرط کی ہو ویسی ہی دونوں کے درمیان ہوگی۔ اور جس نے اپنے سے خریدا وہ اپنے شریک سے اس کے حصے کے برابر قیمت لے لیوے۔

مسئلہ بدون ملانے مال کے شرکت عنان صحیح ہوتی ہے۔

مسئلہ مفاوضہ اور عنان میں دونوں شریک مال کو بضاعت اور مضاربت میں دے سکتے ہیں۔ ایسا ہی ہر ایک شریک کو کسی کے پاس کوئی چیز امانت رکھنا بھی درست ہے۔

تجارت کے لیے مال بھیجنے کو بضاعت کہتے ہیں۔ اور مال تجارت کے لیے کسی کو دینا اس شرط سے کہ نفع میں دونوں شریک ہوں اس کو مضاربت کہتے ہیں۔

مسئلہ شرکت عنان میں خرید و فروخت کے لیے دوسرے کسی کو وکیل مقرر کرنا درست ہے (ہدایہ، شرح وقایہ، درمختار، کنز)

شرکت صنائع اور اسے شرکت تقبل بھی کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دو کام کرنے والے کسی کام کو باہم مل کر کرنے میں شریک ہوں۔ پس اس شرکت میں اگر شرط کرے کہ کام دونوں برابر کریں گے لیکن اجرت تین حصے کر کے ایک تو ایک حصہ اور دوسرا دو حصے لیا کرے گا۔ پس اس طرح پر شرط کرنا اس شرکت میں درست ہے۔

مسئلہ شرکت تقبل میں اگر ایک شریک کوئی کام کرنے کو قبول کرے تو دوسرے شریک کو بھی وہ کام کرنا لازم آئے گا۔

ایسا ہی اگر ایک شریک کام کرے تو دوسرے شریک سے اجرت طلب کر سکتا ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز، وغیرہ)

شرکتِ وجوہ یہ ہے کہ دو شخص آپس میں شریک ہوں فقط اپنی بات

کے اعتبار پر بدون مال کے باقی خرید وفروخت کریں۔ اور اس شرکت میں ہر ایک دوسرے کا وکیل ہے۔ پس اس میں اگر شرط کرے کہ مال خریدا ہوا اور نفع دونوں کے برابر یا مال خریدا ہوا اور نفع تہائی یعنی ایک کا مال اور نفع دو حصے اور دوسرے کا ایک حصہ۔

پس اس طرح کی شرط اس شرکت میں درست ہے۔ اور اس کے برعکس درست نہیں۔ یعنی مال میں دونوں برابر مگر نفع ایک کا زیادہ اور دوسرے کا کم۔

(ہدایہ، جامع الرموز، عینی)

فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ

لکڑی چُننے اور شکار کرنے میں شرکت صحیح نہیں ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی ان چیزوں میں شریک ہو تو جس نے چُنا اور شکار کیا ہے اسی کے لیے ہوگا دوسرے کے لیے نہیں ہوگا۔

ایسا ہی جس چیز کو پکڑنا شرع میں مباح ہے اس میں شرکت بھی صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ شرکت کے مال میں دوسرے شریک کی زکوٰۃ دینا بغیر اُسکی اجازت کے درست نہیں۔ مگر جب اجازت دیدے تب درست ہوگا۔

(ہدایہ)

کتابُ الوقف

وقف کے معنےٰ مقید کرنا کسی چیز یا زمین یا مکان کا اوپر ملک وقف کرنے والے کے۔ اور صدقہ کرنا اس کے منافع کو۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک مقید کرنا کسی چیز یا زمین یا مکان کا اللہ تعالیٰ کی ملک پر۔ اور صدقہ کرنا منفعت کو۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں مالک کی ملک کسی چیز سے بدوں حکمِ حاکم کے زائل نہیں ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہے وقف کیا میں نے مکان کو اپنے اوپر فلاں آدمی کے جب مر دل ہیں۔ تو اس صورت میں اگر حاکم بھی حکم کرے تو وہ چیز اس کی ملک سے خارج نہ ہوگی۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مالک کی ملک مجردِ کہنے سے زائل ہو جاتی ہے۔ یعنی جب کہے کہ وقف کیا میں نے مکان یا زمین کو۔ پس مجرد اس کہنے کے مالک کی ملک اس چیز سے زائل ہو گئی۔

امام محمدؒ کے نزدیک مالک کی ملک مجرد قول سے زائل نہیں ہوتی مگر جب کہ وقف کر کے اسی مجلس میں کسی متولی کے سپرد کر دے تو مالک کی ملک سے وہ چیز نکل جائے گی۔

مسئلہ وقف کی چیز کو بیچنا یا دوسرے کو مالک کر دینا درست نہیں ہے۔

مسئلہ وقف کی چیز کا منافع اپنی ذات کے لیے شرط کرنا درست ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اپنی حین حیات تک اس چیز کا نفع میں لوں گا اور میرے فوت ہونے کے بعد فقیر و محتاج کو پہنچے گا اس طرح کی شرط لگانا درست ہے۔

ایسا ہی وقف کی چیزوں میں تصرف کی ولایت اپنی ذات کے لیے گردانا بھی درست ہے۔

مسئلہ وقف کی چیز بدل دینے کی شرط کرنا درست ہے۔ یعنی جب چاہے تب دوسری چیز یا زمین سے بدل دے۔

مسئلہ زمین کو وقف کرنا درست ہے۔

مسئلہ منقولات کو وقف کرنا درست ہے۔ اگر لوگوں کا معاملہ اُس میں ہوتا ہو۔

منقولات اُن چیزوں کو کہتے ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ میں منتقل ہوسکتی ہیں۔ جیساکہ قرآن مجید، کتاب، جنازہ کی چارپائی، گھوڑا، گدھا، گائے، بیل یا زراعت کے ہتھیار یا دیگ، کڑھائی وغیرہ۔

جن چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکے ان کو وقف کرنا درست ہے، اور فتوےٰ اسی پر ہے۔ (ہدایہ، شرح وقایہ، جامع الرموز)

فصل فی المسجد

مسئلہ جب کسی نے مسجد بنا کر اپنی ملک سے جدا کر کے اُس میں آنے جانے کا راستہ نکال دیا اور لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا اور کوئی اسمیں نماز بھی پڑھ لے۔ تب وہ زمین مالک کی ملک سے نکل جائے گی۔ یعنی مالک اس میں کچھ تصرّف نہ کر سکے گا۔ (ابو حنیفہؒ)

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بمجرد اس کہنے سے صاحبِ ملک کی زمین قبضے سے نکل جاتی ہے اور وہ جگہ مسجد ہو جاتی ہے۔ یعنی جب یہ کہے کہ میں نے اس گھر یا اس زمین کو مسجد بنایا تو وہ جگہ مسجد ہو جاتے گی اور اُس کا مالک اُس پر کچھ تصرف نہ کر سکے گا۔

مسئلہ جب مسجد کے اطراف دیواریں ٹوٹ کر بے کار ہو جائیں تو وہ جگہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی۔ اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

(ابو حنیفہؒ، ابو یوسفؒ)

لیکن امام محمدؒ کے نزدیک وہ جگہ اس کے مالک یا مالک کے ورثہ کیطرف منتقل ہو جائے گی۔ اور مسجد کا حکم باقی نہ رہے گا۔

مسئلہ جو چیز مسجد کی مثل بچھونا یا گھاس وغیرہ کے بے کار ہو جائے تو اُسے دوسری مسجد میں لگانا امام ابو یوسف کے نزدیک درست ہے۔

(ہدایہ، درمختار)

مسئلہ جب کوئی کسی زمین کو مسجد بنا دے تو وہ اس سے رجوع نہیں کر سکے گا اور اس کو بیچنا بھی درست نہ ہوگا۔ اور کوئی اس زمین کا وارث بھی نہ ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ متولی کو مسجد کے کام کے لیے اپنے نفس کو اجارہ دے کر اُجرت لینا درست نہیں۔ فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

متولّی اُس کو کہتے ہیں کہ مسجد کے سب کاروبار اُس کے ذمّہ ہوں۔

مسئلہ شب برات کو مسجد میں بے ضرورت زیادہ چراغ جلانا بدعت ہے۔

مسئلہ قیّم کو مسجد کے مال سے پنکھا خریدنا مصلی کے لیے درست نہیں۔ قیّم اس کو کہتے ہیں کہ مسجد کی تلاش اس کے ذمّہ ہو۔

(فتاویٰ قنیہ)

مسئلہ اگر کوئی مسجد کے لیے بچھونا یا گھانس یا فانوس مول لے۔ پس اگر یہ چیزیں مسجد کے خراب ہونے کے باعث بے کار ہو جائیں تو جس نے دیا تھا اگر وہ زندہ ہے تو اپنے تصرّف میں لا سکتا ہے۔ اور اگر وہ زندہ نہ رہے تو اُس کے ورثہ اپنے تصرّف میں لا سکیں گے۔

مسئلہ متولی کو مسجد کا چراغ اپنے گھر میں لے جانا درست نہیں ہے مگر گھر کے چراغ کو مسجد میں لانا درست ہے۔

مسئلہ مسجد میں تمام رات چراغ جلتا رکھنا درست نہیں ہے۔ مگر جس جگہ یہ عادت جاری ہو جیسے مسجد بیت المقدس اور مسجد نبوی صلعم اور حرم شریف ہیں کیونکہ ان سبھوں میں تمام رات چراغ جلانے کی عادت جاری ہے۔ اور مغرب سے عشار تک سب جگہ چراغ جلانا درست ہے۔

مسئلہ مسجد کے چراغ سے درس دینا درست ہے۔ جبکہ نماز کیلئے جلایا گیا ہو۔ اور اگر نماز کے لیے نہیں بلکہ یوں ہی رکھ دیا اس طرح پر کہ سب نمازی نماز پڑھ کر اپنے اپنے گھر چلے گئے اور چراغ جلتا رہا تو اس صورت میں رات کی تہائی حصّے تک درس دینا درست ہے اور تہائی حصّے سے زیادہ درس دینا درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ قاضی خاں)

فصل فی المقابر

یہ فصل قبرستان کے وقف کے بیان میں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی اپنی زمین کو قبر کے لیے وقف کرے تو اس صورت میں اگر اس زمین میں کوئی بڑا درخت ہو تو وہ درخت وقف میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ فقیہ ابو جعفر علیہ الرحمۃ کے نزدیک درخت کو وقف کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ اگر کوئی میّت کو دوسرے کی زمین میں مالک کے حکم کے بغیر دفن کرے تو اس صورت میں مالک کو اختیار ہے چاہے میّت کو رہنے دے یا میّت کو اٹھانے کا حکم کرے۔ اور اگر چاہے تو زمین

کو برابر کر کے کھیتی کرے۔

مسئلہ وقف شدہ چیز کو ایک ہی مرتبہ تین برس سے زیادہ مدت کے لیے اجارہ دینا درست نہیں ہے۔

(جامع الرموز، فتاوی قاضی خاں)

کتاب البیوع

کسی مال کو بخوشی دوسرے کے مال سے بدل کرنا شرع میں اسکو بیع کہتے ہیں۔

فائدہ :بیچنے کو بیع، بیچنے والے کو بائع، جو چیز بیچی گئی ہو اُسے مبیع، اور خریدنے والے کو مشتری کہتے ہیں۔

یہ بدل کرنا دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو ایجاب اور قبول کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ بائع یعنی بیچنے والے سے کہے کہ میں نے اس چیز کو اتنی قیمت میں تیرے ہاتھ بیچا اور مشتری یعنی خریدنے والا کہے کہ میں نے خریدا۔ پس اس صورت میں پہلے قول کو ایجاب اور دوسرے قول کو قبول کہتے ہیں۔

دوسری قسم فقط لین دین ہے اس طرح پر کہ آدمی دوسرے کی چیز بشرطِ خو لے لے۔ اور اُس کا عوض اس کو دیدے۔ زبان سے کچھ نہ کہے، جیسے کہ صراف اور دکانی بھاگا لگا کے رکھتے ہیں اس کو فقط قیمت دے کر اٹھا لینے سے بیع ہو جاتی ہے۔ اور ایجاب وقبول کی کچھ حاجت نہیں رہتی ہے اس کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ (ہدایہ، جامع الرموز، درمختار)

مسئلہ :بیع مطلق کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ جو چیز بکتی ہے وہ معلوم اور موجود ہو معدوم اور مجہول نہ ہو۔ پس جو مچھلیاں تالاب کے اندر ہوں انکو بیچنا درست نہیں ہے کیونکہ تالاب میں موجود مچھلیوں کا کسی کو علم نہیں ہوتا

جس سے اسکی بیع درست نہ ہوگی۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بائع اور مشتری دونوں ہوش وحواس والے ہوں۔ اگر لڑکا یا عورت ہو، اور الفاظ عقد بیع کے ایسے ہوں جن سے معلوم ہو کہ بیع ہوئی ہے۔

مثلاً بیچنے والا کہے کہ میں نے اپنی فلاں چیز کو اتنے میں تمہارے ہاتھ بیچا، اور خریدار کہے کہ میں خرید لیا۔ تو بیع درست ہوگی۔ اور اگر بائع کہے میں بیچوں گا اور مشتری کہے میں لونگا تو بیع درست نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

مسئلہ جب بائع کسی چیز کا ایجاب کرے اور مشتری کے قبول کرنے سے پہلے بیچنے سے پھر جائے یا مشتری کے قبول کرنے سے پہلے بائع یا مشتری خرید یا فروخت کی جگہ سے اُٹھ جائے تو بیع باطل ہوگی۔

مسئلہ ایجاب اور قبول پائے جانے سے بیع لازم ہوتی ہے۔ اور پھر اس چیز کو واپس کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا ہے۔

مسئلہ جو مبیع یعنی بیچنے کی چیز حاضر ہو، اس کو اشارے سے دکھلا دینا کافی ہے۔ اندازہ اور صفت کے بیان کی حاجت نہیں رہتی مگر سَلَم میں اندازہ اور صفت کو بیان کرنا ضروری ہے۔ سَلَم کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔ ثمن یعنی قیمت کو اندازہ یا صفت سے بیان کرنا کفایت کرتا ہے۔

(ھدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ جو شخص ثمن کو مطلق چھوڑ دے یعنی ثمن کی صفت یا اندازہ کچھ بیان نہ کرے تو اُس پر وہ نقد جس کا شہر اور بازار میں رواج زیادہ ہے وہی لازم آئے گا۔ (جامع الرموز)

مسئلہ کسی چیز کو نقد اور اُدھار یعنی قرض پر بیچنا درست ہے اگر قیمت ادا کرنے کا وقت معلوم ہو۔ (ہدایہ)

مسئلہ جب گیہوں، چاول، ماش، مسور اور دھان وغیرہ خلاف جنس کے بدلے بیچے یعنی ماش کو گیہوں سے یا گیہوں کو مسور سے وزن

اور اندازہ کر کے بیچنا درست ہے۔

مسئلہ گیہوں اور جَو کو چھلکے سمیت بیچنا درست ہے۔ اور جو چیز دانوں کی مانند ہے جیسے چاول اور تل وغیرہ انہیں چھلکے سمیت بیچنا درست ہے۔

مسئلہ جو میوہ درخت پر ہے اُسکو خریدنا درست ہے، قابل کھانے کے ہو یا نہ ہو۔ لیکن اس صورت میں فی الفور یعنی خرید کرتے ہی کاٹ لینا واجب ہے اور میوہ پختہ ہونے تک درخت پر چھوڑنے کی شرط کرنے سے بیع باطل ہوتی ہے۔ اگر بیع کے وقت چھوڑنے کی شرط نہ کرے بلکہ بعد بیع کے رضائے طرفین سے رہ جائے تو بیع باطل نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر میوہ بیچتے وقت استثنا کرے یعنی یوں کہے کہ میں اس میں سے تھوڑا رکھ لونگا تو یہ استثنا بیع کو فاسد کرتا ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ مکان بیچنے سے مکان کے اندر کی عمارت اُس مکان کی بیع میں داخل ہوگی اگرچہ بیع کے وقت عمارت کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ اسی طرح زمین کو بیچنے سے جو درخت اس میں ہے زمین کی بیع میں داخل ہوگا اگرچہ بیع کے وقت اس کا نام نہ لیا گیا ہو۔

مسئلہ زمین کو بیچنے سے اگر اُس میں زراعت ہو۔ ذکر کے بغیر زمین کی بیع میں داخل نہ ہوگی۔

مسئلہ درخت کو بیچنے سے جو میوہ اُس پر ہو وہ بغیر شرط کے اس کی بیع میں داخل نہ ہوگا۔ اور اگر میوے کی شرط کرے تو درخت کی بیع میں داخل ہوگا۔ (ہدایہ)

فصل فی خیار الشرط

یہ فصل خیار شرط یعنی جا کڑ لینے دینے کے بیان میں ہے۔

اگر بیچنے والا یا خریدنے والا معاملے کے وقت یوں کہدے کہ ہم کو اس کی قیمت پختہ کرنے میں تین دن یا اس سے کم کا اختیار ہے تو اس خیار کو شرع میں خیار شرط کہتے ہیں۔ کیونکہ شرط کرنے کے بعد یہ اختیار ملتا ہے

اگر اس خیار کی مدت تین دن یا اس سے کم ہو تو درست ہے۔ لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک تین دن سے زیادہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی تین دن سے زیادہ کی شرط کر کے تین دن کے اندر اجازت دے تو بالاتفاق بیع درست ہو گی۔

مسئلہ اگر کسی نے اس طرح پر شرط کی کہ تین دن یا اس سے زیادہ یا کم کے اندر اگر قیمت نہ دے گا تو ہمارے درمیان بیع نہیں ہو گی، اس طرح شرط کرنی درست ہے۔ اور اسی کو خیار کہتے ہیں۔

(ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ: بیچنے والے کی طرف سے خیار ہونے سے مبیع کی ملک سے نہیں نکلتی۔ اس صورت میں اگر خریدنے والا مبیع کو لے لے۔ اور بائع کے خیار کے اندر مبیع ہلاک ہو جائے تو خریدنے والے پر جو قیمت بازار میں ٹھہرے اتنی ہی لازم آئے گی۔ اور جتنے کو ٹھہرالا یا وہ نہ دینا ہو گا۔

اگر خیار مشتری کی طرف سے ہو تو مبیع بائع کی ملک سے نکل جائے گی لیکن مشتری بھی مالک نہیں ہو گا۔ پس اس صورت میں اگر مبیع ہلاک ہو جائے

تو جو قیمت معاملہ کے وقت مقرر کی تھی مشتری پر وہی قیمت لازم آئے گی۔

(جامع الرموز، ہدایہ)

مسئلہ خیار والے کو چاہیئے کہ تین دن کے اندر اجازت دے یا بیع فسخ کرے مگر توڑنے کے لیے ایک دوسرے کے روبرو توڑنا شرط ہے۔ یعنی اگر مشتری کا خیار ہو تو بائع کے روبرو توڑے۔ اور بائع کا خیار ہو تو مشتری کے روبرو توڑے اور اجازت دینے کے لیے رُوبرو شرط نہیں ہے۔

مسئلہ خیار کی مدّت گذر جانے، صاحبِ خیار کے فوت ہو جانے اور وہ کام جس سے راضی ہونا سمجھا جائے جس طرح سواری کی چیز پر بلا ضرورت سوار ہونا، وطی کرنا اپنی لونڈی سے، بوسہ لینا، فرج کے اندر شہوت سے نظر کرنا ان تمام کاموں میں سے ایک کے کرنے سے خیار باقی نہیں رہتا ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ خرید کرنا ایک کپڑے کو دو کپڑے یا تین کپڑے سے اس شرط پر کہ اس سے جو پسند ہوگا اُسے لے لونگا یہ درست ہے اور اسی کو خیار تعیین کہتے ہیں یہ خیار شرط کے حکم میں ہے۔ اور اگر چار کپڑے میں ہو تو درست نہیں ہے کیونکہ لوگوں کا معاملہ اس پر نہیں ہوتا ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ بائع یا مشتری میں سے جس کو خیار ہو اُسکے مرجانے سے خیار باطل ہوتا ہے اور اس کے ورثہ کی طرف خیار منتقل نہیں ہوتا ہے یعنی وارث خیار شرط کا مالک نہیں ہوتا ہے لیکن خیار تعیین اور خیار عیب کا مالک ہوتا ہے۔

مسئلہ مبیع عیب دار ہونے یا مبیع میں کچھ تصرّف کرنے سے خیار باطل ہوتا ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

فصلٌ فی خیار الرُّؤیۃ

اگر کوئی اَن دیکھے کسی چیز کو خریدے تو درست ہے۔ لیکن اس چیز کو دیکھنے کے بعد اُسے اختیار ہے چاہے اس چیز کو جس قیمت پر ٹھہرالایا تھا اتنے کو رکھ لے یا واپس کردے۔ اور قیمت میں کمی بیشی کرنا درست نہیں اسی کو شرع میں خیار رؤیت کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ خیار دیکھنے کے بعد ملتا ہے۔ ایساہی اَن دیکھی چیز کو بیچنا بھی درست ہے۔ جیسا کہ کسی نے وراثۃً کچھ مال پایا اور دیکھنے سے پہلے اس کو بیچ ڈالا تو اس طرح کی بیع درست ہے۔ لیکن اس صورت میں دیکھنے کے بعد بائع کو چیز پھیر لینے کا اختیار نہ ملے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ جن چیزوں سے خیار شرط باطل ہوتا ہے انہی چیزوں سے خیار رؤیت باطل ہوجاتا ہے۔ جیسا عیب دار ہونا مبیع کا یا تصرف کرنا مبیع میں بیچنے یا ہبہ کرنے سے تو ان چیزوں سے جیسا خیار شرط باطل ہوتا ہے ویساہی ان سبھوں سے خیار رؤیت بھی باطل ہوتا ہے۔

مسئلہ جس چیز کو خریدنا ہے وہ اگر کسی چیز میں بند ہو تو اس کا مُنہ دیکھنے سے خیار باطل ہوتا ہے۔ جیسے تھیلہ اور بستہ کے اندر ہو تو فقط اس کا منہ کھول کر دیکھنے سے باطل ہوتا ہے۔ اگر ایسے کوئی لونڈی کو خریدے تو اسکا منہ دیکھنے سے خیار باطل ہوگا۔

مسئلہ چارپایہ جیسے بھنیس، گائے، بکری اور بھیڑ وغیرہ کو خریدتے وقت اگر منہ دیکھ کر خریدے تو خیار باقی نہ رہے گا۔ اور جو کپڑا منقش ہو یعنی سونا، چاندی اور ریشم کا کام کیا ہو، اس کا ایک کنارہ دیکھنے سے خیار باطل ہوتا ہے۔ اور جو کپڑا غیر منقش ہو یعنی سادہ ہو جیسا کہ ململ

وغیرہ تو اُس کے اُوپر کی تہہ دیکھنے سے خیار باطل ہوتا ہے۔ امام زفرؒ کے نزدیک تھان مول لینے میں جب تک کھول کر نہ دیکھے خیار باطل نہیں ہوتا ہے۔ فتوٰی اسی پر ہے۔ (ہدایہ، درمختار، جامع الرموز)

اور مکان مُول لینے میں مکان کے اندر دیکھنے سے خیار باطل ہوتا ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ وکیل کے دیکھنے سے اصل یعنی مالک کا خیار باطل ہوتا ہے بشرطیکہ چیز خریدنے کے لیے اُسے وکیل مقرر کیا ہو۔ (کنز)

مسئلہ بکری کا گوشت خریدنے میں دیکھنے کے ساتھ سونگھنا معتبر ہے۔ یعنی فقط دیکھنے سے خیار باطل نہیں ہوتا ہے۔ اور دُودھ والی گائے، بکری اور اونٹنی وغیرہ کو خریدنے میں منہ اور چوتڑ دیکھنے کے ساتھ پستان بھی دیکھنا معتبر ہے (فتاوٰی قاضی خاں)

مسئلہ اندھے کا بیچنا اور خریدنا درست ہے اور اس کے لیے خیار ہے۔ یعنی جب اندھا کوئی چیز خریدے تو اس چیز کے دریافت کرنے تک اس کے لیے خیار ہے پس جو چیز چھونے کی ہے اُسے چھونے سے اور جو چیز سونگھنے کی ہے اُسے سونگھنے سے اور جو چیز چکھنے کی ہے اُسے چکھ کر دریافت کرنے سے خیار باقی نہیں رہتا۔

اور اگر اندھا زمین کو خریدے اگر اُس کے پاس زمین کی صفتیں بیان کی جائیں تو اس کے لیے خیار باقی نہیں رہے گا۔

(ہدایہ، کنز، درمختار)

مسئلہ اندھے کے پاس اگر کسی نے زمین کی صفت کو بیان کیا اور اُس نے اس کے بیان پر اس زمین کو خرید لیا، اس کے بعد اگر وہ اچھا ہو جائے تو اس کو خیار نہیں ملے گا۔

(جامع الرموز)

مسئلہ اگر کسی شخص نے ایک بار ایک چیز کو دیکھا تھا اور مدّت کے بعد اس کو بغیر دیکھنے کے خرید لیا۔ پس اگر وہ چیز ویسی ہی ہو جیسی کہ پہلے دیکھی تھی تو اسے خیارِ رؤیت نہیں ملے گا۔ اور اگر کچھ متغیر ہو گئی ہو تو مشتری کو اختیار ہے چاہے رکھ لے یا واپس کر دے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ جس کے لیے خیارِ رؤیت ہے اس کے فوت ہو جانے سے خیار باطل ہوتا ہے اور اس کے ورثہ خیارِ رؤیت کے مالک نہیں ہوں گے۔ (ہدایہ)

فصل فی خیار العیب

خریدنے کے بعد اگر مبیع میں کچھ پرانا عیب ظاہر ہو، اور خریدتے وقت مشتری اُس سے واقف نہ ہو تو مشتری کو عیب دیکھنے کے بعد اُسے واپس کرنے کا اختیار ہے۔ اسی کو شرع میں خیارِ عیب کہتے ہیں۔

مسئلہ خریدنے کے بعد اگر مبیع میں کچھ عیب پایا جائے اور مشتری خریدتے وقت اُس پر واقف نہ ہو، تو مشتری کو اختیار ہے چاہے اُس چیز کو رکھ لے یا واپس کر دے۔ اگر رکھ لے تو جس قیمت پر خریدا تھا اسی قیمت پر لینا ہوگا۔ اور عیب کے ظاہر ہونے کی وجہ سے قیمت میں تصرّف کرنا درست نہیں۔ یعنی مبیع کو خرید کر عیب کے اندازے پر قیمت کو گھٹانا درست نہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ جن اسباب کی وجہ سے سوداگروں کے نزدیک قیمت کم ہو جاتی ہے وہ عیب ہے۔

مسئلہ بھاگ جانا غلام اور لونڈی کا، پیشاب[1] کرنا، چوری کرنا بالغ ہونے سے پہلے، دیوانہ ہونا لڑکپن میں، زانیہ اور ولد الزنا ہونا لونڈی کا، لونڈی اور غلام کا کافر ہونا یہ سب عیب ہیں سوداگروں کے نزدیک،

---

[1] یعنی سوتے میں فرش پر ۱۲

پس اگر اسی طرح کے عیوب ظاہر ہوں تو مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے رکھ لے یا واپس کر دے۔ ایسا ہی اگر بالغہ لونڈی کو حیض نہ آتا ہو یا استحاضہ والی ہو تو مشتری کو ان عیبوں سے اسکو واپس کرنے کا اختیار ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ مشتری نے جو چیز لی تھی وہ اس کے گھر آکر عیب دار ہو گئی خواہ وہ عیب مشتری کے عمل سے ہو یا کسی دوسرے کے فعل سے یا بلائے آسمانی سے۔ پھر جو دیکھا تو عیب بائع کے پاس کا بھی اس میں ظاہر ہوا۔ اس صورت میں مشتری بائع سے بقدر نقصان عیب کے قیمت واپس لے سکتا ہے۔ اور مبیع کے واپس کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔ مگر بائع جب چیز واپس کرنے پر راضی ہو تو پھیرنا درست ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے کپڑا خریدا، اور تراشنے کے بعد ایک عیب پر خبردار ہوا کہ وہ عیب بائع کے پاس کا تھا تو اس صورت میں مشتری بقدرِ عیب بائع سے قیمت واپس لے۔ اور اگر بائع اس تراشے ہوئے کپڑے کو واپس کرنا چاہے تو واپس کرنا درست ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ کسی نے کھیرا یا ککڑی یا خربوزہ یا تربوز یا اخروٹ یا انڈا خریدا، جب اُسے توڑا تو سب کے سب خراب نکلے، تو اس صورت میں دیکھا جائے کہ اگر وہ سب کام میں نہیں آسکتے تو بیع باطل ہو گی اور بائع سے سب قیمت واپس لے لے۔ اور اگر نقصان کے ساتھ کام میں آسکے تو واپس کرنا درست نہیں لیکن بقدر نقصان بائع سے قیمت گھٹا لینا درست ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے ناپنے یا وزن کرنے کی چیز جیسے دھان یا چاول یا سونا یا چاندی وغیرہ کو خریدا، اور خریدنے کے بعد اس میں کچھ عیب ظاہر ہوا تو مشتری کو اختیار ہے یا تو سب مال کو ساری قیمت کے عوض رکھ لے۔ یا سب کو واپس کرے، قیمت کو کم کرنا درست نہیں۔

مسئلہ ایک شخص نے کوئی سواری کا جانور خریدا۔ اور وہ عیب دار ہے لیکن مشتری اس پر سوار ہوا ہے۔ تو اس صورت میں اگر واپس کرنے یا گھاس لانے کو سوار ہوا ہو تو عیب پر راضی ہونا ثابت نہ ہوگا۔ اور واپس کرنے کا اختیار باقی رہے گا۔ اور اگر اپنے کسی کام کے لیے سوار ہوا ہو تو عیب پر راضی ہونا ثابت ہوگا۔ اور واپس کرنے کا اختیار باقی نہ رہے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ اگر بائع بیچتے وقت تمام عیوب سے بری الذمہ ہو تو اس صورت میں اگر کچھ عیب ظاہر ہو جائے تو مشتری کو وہ چیز واپس کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ عیب کو چھپا رکھنا حرام ہے۔ وہ عیب مبیع میں ہو یا ثمن میں۔ (درمختار)

کتاب بیع الفاسد

مسئلہ مبادلے کی چیزوں سے اگر دونوں یا ایک حرام ہو یا کسی کی ملک نہ ہو تو بیع باطل ہوگی۔ جیسے بیچنا مردار یا خون یا شراب یا سور یا آزاد آدمی کو پس ان سب کو بیچنے سے بیع باطل ہوتی ہے۔ اور مشتری اس کا مالک نہ ہوگا۔ اگرچہ قبضہ پایا جائے۔ (ہدایہ)

مسئلہ آدمی کی منی اور جو بچہ کہ اب تک حیوان کے پیٹ میں ہے اور وہ چڑیا جو ہوا میں اڑتی ہے اسے پکڑنے سے پہلے اور مچھلی کو شکار کرنے سے پہلے اور وہ دودھ جو حیوان کے پستان میں ہے اور جو موتی کہ اب تک سیپ کے اندر ہے اس پشم کو جو حیوان کے بدن پر ہے اور اس مچھلی کو جو بڑے تالاب میں چھپی ہوتی ہے اور بغیر پکڑنے کے تسلیم پر قادر نہیں ہو سکتا ہے اور وہ کڑی جو اب تک مکان میں لگی ہوتی ہے ان تمام کو بیچنا درست نہیں۔
(ہدایہ، جامع الرموز، کنز، درمختار)

مسئلہ مباحات کو اختیار میں لانے سے پہلے بیچنا درست نہیں ہے یعنی جو چیز ایسی ہو کہ اس کا مالک کوئی نہ ہو۔ جیسے جنگل کی لکڑیاں، دریاؤں کی مچھلیاں، چڑیاں جو ہوا میں اڑتی پھرتی ہیں، بڑے تالاب کا پانی، کنواں اور نہر کا پانی۔ پس اِن چیزوں کو قبضے میں لانے سے پہلے بیچنا درست نہیں ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ اگر شکاری یوں کہے کہ ایک دفعہ جال ڈالنے سے جو مچھلی آئے اُسے اتنے میں بیچتا ہوں پس اس طرح کی بیع درست نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اس دفعہ کچھ نہ آئے۔ (ہدایہ)

مسئلہ اکثر ملکوں میں ایک مدت سے یہ رسم جاری ہے کہ لوگ مالکِ تالاب سے کچھ روپیہ دیکر یہ حکم حاصل کرتے ہیں کہ ہم ایک ہفتہ یا دو ہفتہ یا ایک ماہ تک اس تالاب کی مچھلی چھیپ یا کانٹے سے جس قدر ہو شکار کریں گے اور مالک بھی روپیہ لے کر اُسے بخوشی اجازت دے دیتا ہے۔ اگر اُس کے ہاتھ منوں مچھلیاں آجائیں تو مالکِ تالاب اس میں ناراض نہیں ہوتا ہے۔ اور شکار کرنے والے کے ہاتھ ایک بھی شکار نہ آئے تو اُسے بھی نادم نہ ہونا چاہیئے۔ بہرصورت یہ بیع بھی شرعًا درست نہیں ہے کیونکہ یہ بیع مجہول ہے اور بیع مجہول شرع میں درست نہیں اور اس طرح کی بیع سے جو مچھلی پکڑ کر کھائے گا وہ حلال نہ ہوگی کیونکہ بیع فاسد کے سبب سے اگر کھانے کی چیز یا پہننے کا لباس یا لونڈی قبضہ میں آجائے تو ان کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس لونڈی سے صحبت کرنا درست نہیں ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری، جامع الرموز)

مسئلہ: بیع مزابنہ درست نہیں ہے یعنی خرمے کو درخت پر ہی بیچنا، اُس خرمے کے اندازے پر جو درخت سے کاٹ کر رکھا گیا ہے۔ اسی طرح بیع ملامسہ اور بیع منابذہ اور بیع القاء الحجر جو زمانہ جاہلیت میں عام تھی درست نہیں ہے۔ صُورت اس کی یہ ہے کہ جب بائع اور مشتری کو کوئی چیز خرید و فروخت کا ارادہ ہوتا ہے تو مُشتری بیع کو چھوڑ دیتا یا اس پر کنکری ڈال دیتا یا بائع اس کو مُشتری

کی طرف ڈال دیتا یا ایک دوسرے کے کپڑے کو چھوتا۔ تب بیع آپس میں لازم ہوتی۔ اس طرح کی بیع ہماری شریعت میں درست نہیں۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ جو گھاس زمین میں ہو اُسے کاٹنے سے پہلے بیچنا درست نہیں ایسا ہی زمین کی گھاس کو اجارہ پر دینا بھی درست نہیں کیونکہ زمین کی گھاس کا کوئی خاص مالک نہیں ہے بلکہ سب آدمی اس میں شریک ہیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔

الناس شرکاء فی الثلث الماءُ والکلاءِ والنار	انسان آپس میں تین چیزوں میں شریک ہیں۔ پانی، گھاس اور آگ۔

(ہدایہ، کفایہ)

مسئلہ شہد کی مکھی کو بیچنا درست نہیں ہے۔ (ابو حنیفہؒ، ابو یوسفؒ) امام محمدؒ کے نزدیک بیچنا درست ہے۔ ایسا ہی ریشم کے کیڑے کو بیچنا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک درست نہیں۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر کیڑے کے ساتھ کچھ ریشم پیدا ہو تو بیچنا درست ہے۔ اور امام محمدؒ کہتے ہیں کہ کیڑے کے ساتھ ریشم ہو یا نہ ہو بیچنا درست ہے۔ فتویٰ اسی پر ہے۔ (ہدایہ، کفایہ)

مسئلہ ریشم کے کیڑے کے انڈے کو بیچنا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک درست نہیں اور صاحبینؒ کے نزدیک درست ہے۔

مسئلہ عورت کے دودھ کو بیچنا درست نہیں کیونکہ وہ آدمی کا جز ہے اور آدمی کے جز کو بیچنا درست نہیں۔

مسئلہ سور کی پشم بیچنا درست نہیں مگر اُس سے موزہ سینا ضرورت کے لیے درست ہے۔

مسئلہ آدمی کی پشم اور بال کو بیچنا اور اس سے نفع حاصل کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ مُردے کے چمڑے کو دباغت سے پہلے بیچنا درست نہیں۔

اور دباغت کے بعد بیچنا اور نفع اٹھانا درست ہے۔

مسئلہ مُردے کی ہڈی اور رگ اور پشم اور سینگ اور بال کو بیچنا درست ہے۔

مسئلہ امام محمدؒ کے نزدیک ہاتھی نجس العین ہے اُسے بیچنا اور اس سے نفع درست نہیں۔

لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کا بیچنا اور اس سے نفع اٹھانا درست اور ہڈی کو بیچنا درست ہے کیونکہ وہ درندوں کے حکم میں ہے اور درندوں کا بیچنا درست ہے۔ (ہدایہ، کنز)

مسئلہ اگر کوئی شخص تیل یا گھی یا چربی وغیرہ کو اس کے برتن سمیت بیچے اور شرط لگائے کہ برتن کے انداز پر تخمیناً چار سیر یا چھ سیر وضع کر کے باقی کا حساب کیا جائے گا تو اسطرح کی بیع درست نہیں ہوتی ہے کیونکہ ممکن ہے اُس برتن کا وزن اُس مقدار سے زیادہ یا کم ہو۔ اور یہ جہالت موجب فتنہ وفساد کی ہے۔ اور جس بیع میں فتنہ وفساد کا احتمال ہو وہ بیع درست نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اس طرح شرط کرے کہ برتن کو ناپنے سے جتنا وزن ہو اس کو وضع کر کے باقی کا حساب کیا جائیگا تو بیع درست ہوگی۔

مسئلہ ایک شخص نے اس شرط پر کپڑا خریدا کہ بائع اس کو تراش کر قبا یا کرتا سی دے۔ تو اس طرح کی بیع فاسد ہوتی ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص کسی چیز کو بیچے اور مشتری اس کی قیمت ادا کرنے کی شرط مہرجان یا نوروز یا یہود کے یوم فطرہ یا نصاریٰ کے ایام روزہ کا کرے تو اس صورت میں اگر بائع اور مشتری اِن ایام کی حقیقت نہ جانتے ہوں تو بیع فاسد ہوگی۔ اسی طرح اگر حاجی کے حج سے آنے تک کی شرط کرے تو بیع فاسد ہوگی۔ اور بیع فاسد میں قبضہ پائے جانے سے مشتری مالک ہوتا ہے۔

(فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ)

فصل فیما یکرہ

مسئلہ نجش مکروہ تحریمی ہے۔ نجش کے معنے قیمت کو بڑھانا بغیر ارادہ خریدنے کے تاکہ دوسرا شخص زیادہ قیمت دینے میں رغبت کرے۔

مسئلہ مکروہ ہے قیمت کرنا اس چیز کا جو دوسرا شخص اُسے لینے کیلئے قیمت کر رہا ہو۔

اسی طرح تحریمی ہے خطبہ کرنا دوسرے کے خطبہ پر۔ یعنی کسی نے نکاح کرنے کے ارادے سے درخواست کی ہے اور اب تک اسکی درخواست کا جواب نہیں ملا۔ اس بات کو جان کر دوسرا شخص نکاح کی درخواست نہ کرے کیونکہ حدیثِ پاک میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ (ہدایہ، کنز، عینی)

مسئلہ مکروہ ہے تلقی جلب۔ اور وہ یہ ہے کہ آگے بڑھ کر ان لوگوں سے خریدے جو شہر میں بیچنے کے لیے لا رہے ہیں اگر یہ خریدنا شہر والوں کے حق میں ضرر ہو۔ اسی طرح مکروہ ہے قحط کے ایام میں بیچنا شہر والوں کا گاؤں کے رہنے والے کے پاس اگر شہر والوں کے حق میں ضرر ہو۔ اور اگر کچھ ضرر نہ ہو تو گاؤں والے کے پاس بیچنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ جمعہ کے دن اذان کے وقت خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے امام مالکؒ کے اور امام احمدؒ کے نزدیک جمعہ کے دِن آفتاب ڈھلنے کے بعد خرید و فروخت کرنا بالکل درست نہیں۔

مسئلہ نیلام میں جس کی طبیعت چاہے قیمت کو بڑھا کر چیز خرید سکتا ہے۔
(ہدایہ۔ عینی، جامع الرموز)

فصل فی الاقالۃ

اگر بائع اور مشتری بیع کی ہوئی چیز واپس کرنے پر راضی ہوں اور بائع اپنی چیز لے لے۔ اور مشتری کو ثمن یعنی قیمت واپس کر دے تو اس بات کو شرع میں اقالہ کہتے ہیں اور یہ جائز ہے جب کہ ثمن اور مبیع میں کچھ نقصان نہ آیا ہو۔

مسئلہ جب مشتری کوئی چیز خرید کر پشیمان ہو اور اقالہ کرنا چاہے یعنی بیع کی ہوئی چیز کو واپس کر کے اپنا روپیہ مانگے تو بائع کو اقالہ کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے

من اقال نادما بیعتہ اقال اللہ تعالیٰ عثرانہ یوم القیٰمۃ۔ (ہدایہ)	جس شخص نے اقالہ کیا اس خریدار سے کہ جو اپنی خرید سے پشیمان ہے تو اللہ اس کے گناہوں کو قیامت کے دن معاف فرمائے گا۔

مسئلہ اگر بائع یا مشتری کے سامنے جو قیمت ٹھہری تھی اس سے کم یا زیادہ کی شرط کر کے اقالہ کریں تو یہ شرط باطل ہوگی اور جو قیمت پہلے مقرر ہوئی تھی مشتری پر وہی لازم آئے گی۔ مگر مشتری کے پاس مبیع کچھ عیب دار ہو جائے تو بائع بقدرِ عیب قیمت زیادہ لے سکتا ہے۔ (کنز)

مسئلہ اگر مبیع بالکل ہلاک ہو جائے تو اقالہ صحیح نہیں ہوتا۔ مگر ثمن کے ہلاک ہونے سے اقالہ صحیح ہوتا ہے۔ ایسا ہی اگر بعض مبیع ہلاک ہو جائے اور بعض موجود رہے تو جس قدر موجود ہے اس کے اندازہ پر اقالہ کر لے تو درست ہے۔

(ہدایہ، درمختار وغیرہ)

فصل فی التولیۃ والمرابحۃ

اگر کوئی شخص کسی چیز کو خریدے اور جس قیمت میں خریدا تھا اسی قیمت میں کسی دوسرے کے ہاتھ بیچے تو اس بیع کو شرع میں بیع تولیہ کہتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ قیمتِ خرید پر چیز کو بیچنا تولیہ کہلاتا ہے۔ اور اگر کچھ نفع لے کر بیچے اُسے بیع مرابحہ کہتے ہیں۔ اور اگر قیمتِ خرید سے گھٹا کر بیچے تو اُسے وضعیہ کہتے ہیں۔ (جامع الرموز)

مسئلہ بیع تولیہ اور بیع مرابحہ میں شرط یہ ہے کہ پہلے کی قیمت مثلی ہو۔ یعنی درہم یا دینار مکیل یا موزون یا معدود متقارب سے خریدا ہو یعنی جو کیل یا وزن یا گن کر دریافت کر سکے اس چیز سے خریدا ہو۔

مسئلہ بائع کو جائز ہے کہ دھوبی، نقاش، رنگریز، جولاہا، اور مزدور سب کا خرچہ ملا کر کہے کہ اس قدر اس مال پر خرچہ ہوا ہے۔ یہ نہ کہے کہ اتنے کو خریدا ہے۔

مسئلہ اگر بائع سے بیع مرابحہ میں کچھ خیانت ظاہر ہو مثلاً دس روپے میں خریدا تھا لیکن اب کہے کہ پندرہ روپے میں خریدا تھا تو اس صورت میں مشتری کو اختیار ہے چاہے جو قیمت بائع نے کہی تھی اسی قیمت پر لے لے یا نہ لے۔ اور اگر بیع تولیہ میں خیانت ظاہر ہو تو باندازِ خیانت قیمت کو کم کر کے لے۔ (ابو حنیفہؒ)

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بیع تولیہ اور بیع مرابحہ دونوں میں بقدرِ خیانت قیمت کو کم کر کے لینا درست ہے۔

لیکن امام محمدؒ کے نزدیک بیع تولیہ اور بیع مرابحہ میں اگر خیانت ظاہر ہو

تو مشتری کو اختیار ہے کہ جو قیمت بائع نے کہی ہے اُس پر خرید لے یا واپس کر دے اور با ندازِ خیانت قیمت کو کم کرنا درست نہیں ہے۔

(ہدایہ ، جامع الرموز)

فصل فی الرّبٰوا

مسئلہ ربٰو اُس زیادتی کو کہتے ہیں کہ مبادلے کی کوئی چیز کے مقابل نہ ہو۔ اور ربٰو ان چیزوں کا ہوتا ہے جو ایک ہی جنس سے ہوں، یعنی ذات اور مقصود دونوں کے ایک ہوں اور پیمانہ اور تول سے ناپی جاتی ہوں جیسا گیہوں جَو، چنے، خرما، نمک، سونا اور چاندی وغیرہ۔

اگر دو چیزوں کی جنس ایک ہو اور مقدار بھی ایک ہو۔ یعنے شرعًا دونوں پیمانے سے ناپے جاتے ہوں یا وزن کیے جاتے ہوں تو اس صورت میں نسیہ یعنے اُدھار اور زیادتی حرام ہے۔

مثلًا ایک پیمانہ دھان کا دو پیمانے دھان کے مقابلہ میں، یا ایک پیمانہ چاول کا دو پیمانہ چاول کے مقابلہ میں، یا دو پیمانہ دھان کے نقدًا اور نسیئۃً بیچنا حرام ہے۔ کیونکہ دھان اور چاول دونوں کی ایک جنس ہے۔ اور قدر بھی ایک یعنے دونوں کیل سے ناپے جاتے ہیں۔

اسی طرح دو پیمانے جَو کے مقابل میں دو پیمانے جَو کے، اگر کچھ مدّت کے بعد دینے کا اقرار کرے تو حرام ہے۔ اور اگر مقدار دونوں کی ایک ہو مگر جنس مختلف ہو۔ اس صورت میں زیادتی نقدًا درست ہے۔ اور نسیئۃً درست نہیں۔ مثلًا ایک پیمانہ گیہوں کا دو پیمانے جَو کے مقابلہ میں بیچے تو نقدًا اس زیادتی کے ساتھ بیچنا درست ہے اور نسیئۃً درست نہیں۔

(ہدایہ ، جامع الرموز)

مسئلہ اگر جنس اور قدر دونوں کے مختلف ہوں جیسا کہ کپڑا اور گیہوں۔ پس اگر کوئی دس گز کپڑے کو مقابلے میں دو پیمانے گیہوں کے بیچے تو اس طرح کی بیع نقداً اور نسیئۃً درست ہے۔

مسئلہ ایک انڈے کو دو انڈوں کے مقابلہ میں اور ایک خرما دو خرما کے عوض میں اور ایک اخروٹ کو دو اخروٹ کے بدلہ میں بیچنا درست ہے۔ اسی طرح ایک پیسے کو دو پیسے کے عوض میں بیچنا درست ہے۔

(ابو حنیفہؒ، ابو یوسفؒ)

لیکن امام محمدؒ کے نزدیک درست نہیں۔ اس مقام میں محمدؒ کے قول پر عمل کرنا بہت احتیاط ہے۔

مسئلہ ایک پیمانہ گیہوں کو ایک پیمانہ آٹا کے عوض میں یا ستّو کے برابر اور زیادتی کے ساتھ بیچنا درست نہیں۔

مسئلہ ایک پیمانہ آٹا بمقابلہ ایک پیمانہ آٹے کے، اگر کیل میں برابر ہو تو بیچنا درست ہے۔

مسئلہ ایک پیمانہ آٹے کا ایک پیمانہ ستّو کے بدلے میں بیچنا درست نہیں ہے۔ (ابو حنیفہؒ) اور صاحبینؒ کے نزدیک درست ہے۔

مسئلہ گوشت کو زندہ حیوان کے عوض میں بیچنا درست ہے۔

مسئلہ تازہ خرما کو سوکھے خرما کے عوض میں برابر بیچنا درست ہے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے لیکن صاحبینؒ کے نزدیک درست نہیں۔ ایسا ہی تازہ انگور کو سوکھے انگور کے بدلہ میں برابر بیچنا درست ہے (ابو حنیفہؒ) لیکن صاحبینؒ کے نزدیک درست نہیں ہے۔

مسئلہ تِل کو تیل کے عوض میں برابر بیچنا درست نہیں، مگر جب تیل تِل سے زیادہ ہو تب درست ہے۔

مسئلہ جو گوشت کہ جنس میں مختلف ہو جیسا گائے اور اونٹ کا گوشت

تو اس صورت میں گائے کے گوشت کو اونٹ کے گوشت کے ساتھ تفاضلاً یعنی زیادتی کے ساتھ بیچنا درست ہے۔ اسی طرح گائے کے دُودھ کو بھیڑ اور بکری کے دُودھ کے عوض میں تفاضلاً بیچنا درست ہے۔

مسئلہ حیوان کے پیٹ کی چربی کو دُم کی چربی کے بدلہ میں تفاضلاً بیچنا درست ہے۔

مسئلہ ایک انجلی گیہوں اور چاول اور مسور کو اور جو چیز کہ مانند اس کے ہے بدلے دو انجلی گیہوں، چاول اور مسور وغیرہ کے بیچنا درست ہے۔

مسئلہ مالک اور اس کے غلام کے درمیان ربوٰ نہیں ہوتا ہے۔ ایسا ہی مُسلم اور حربی کے درمیان دارالحرب میں ربوٰ نہیں ہوتا ہے۔

(ہدایہ، جامع الرموز)

فائدہ جس چیز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وزن کے سبب سے زیادتی کو حرام کیا ہے وہ چیز ہمیشہ وزنی رہے گی، جیسا سونا اور چاندی ہے اگرچہ لوگوں نے اس کا کاروبار وزناً چھوڑ دیا ہو۔ اور جس چیز کو پیمانہ یعنی کیل کی وجہ سے زیادتی کو حرام کیا ہے تو وہ چیز ہمیشہ کیلی رہے گی۔ جیسا کہ گیہوں، جَو، خرما، اور نمک وغیرہ ہے اگرچہ لوگ اُس کو کیل سے ناپنا چھوڑ دیں اور جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا ہے وہ چیز لوگوں کی عادت پر موقوف ہے اگر ناپنے کی عادت ہے تو وہ کیلی ہے اور اگر وزن کرنے کی عادت ہے تو وہ وزنی ہے۔

(ہدایہ)

فصل فی بیع الفضولی

فضولی اُسے کہتے ہیں جو مالک اور وکیل نہ ہو بلکہ وہ محض اجنبی ہو۔ وہ اگر کسی کی چیز کو بیچے تو بیع اس چیز کی مالک کی اجازت پر موقوف رہے گی۔ یعنی اگر مالک اجازت دے تو بیع درست ہوگی اور اگر مالک بیع کو فسخ کرے تو بیع نہ ہوگی۔
(ہدایہ، درمختار وغیرہ)

بابُ السّلم

سلم اس کو کہتے ہیں کہ ایک آدمی کچھ روپیہ یا اور کوئی چیز کسی کو دے اور کہے کہ اس کے بدلے ہمکو اس قدر فلاں چیز اتنے دن کے بعد دینا ہوگی۔

پس اُن چیزوں میں درست ہوتا ہے جو ناپنے، تولنے یا گننے سے معین ہو سکیں۔ جیسے مکیلات، موزونات، معدود متقارب اور مذروعات ہیں۔
پس جس چیز کو پیمانہ سے ناپ کر دریافت کرتے ہیں اُس کو مکیل کہتے ہیں۔ جیسے گیہوں، جَو، خرما، نمک، چنے، دھان، چاول، جوار، انگور، انار کا رس، گھی، سرکہ، شہد، ماش، مسوُر، توتیا اور سُرمہ وغیرہ۔

اور جن چیزوں کو پتھر سے وزن کر کے دریافت کرتے ہیں ان کو موزونات کہتے ہیں۔ جیسے مشک، تیل، عنبر، زعفران، چینی، مصری، پیاز، لہسن، لوہا، تانبا، پیتل اور جو چیز مانند اس کے ہے۔

اور جس چیز کو گِن کر شمار کرتے ہیں اور قیمت میں بھی ہر ایک برابر ہوتا ہے اسکو معدود متقارب کہتے ہیں۔ جیسے انڈا، اخروٹ، سُپاری، نارجیل، انبہ، بیگن، اور اینٹ اور جو چیز ان کی مانند ہو۔

اور جس چیز کو ہاتھ سے ناپ کر دریافت کرتے ہیں اس کو مذروع کہتے ہیں۔

جیسے کپڑا، قالین. شطرنجی، بچھونا، بوریا، اور جو چیزان کی مثل ہو. مگر مذروعات میں شرط یہ ہے کہ اگر صفت کو بیان کرنے سے معین ہو سکے یعنی لمبائی۔ چوڑائی اور موٹائی کو بیان کرنے سے معین ہو سکے تو اس میں سلم درست ہوگا۔ اور اگر صفت کو بیان کرنے سے متعین نہ ہو سکے تو اس میں سلم درست نہ ہوگا۔

فائدہ سلم میں جو شخص بیچنے والا ہے اسے مسلم الیہ کہتے ہیں اور خریدنے والے کو مسلم اور ربُّ السلم کہتے ہیں، اور جو چیز پہلے دی جاتی ہے اُس کو راس المال کہتے ہیں اور جو چیز بعد میں لینے کی ہے اسکو مسلم فیہ کہتے ہیں.

فائدہ کئی شرطیں ہیں کہ اُن کا بیان سلم کے وقت ہونا ضروری ہے۔

ایک تو جنس یعنی ذات کا بیان کہ گیہوں یا غلہ لگا ہوا یا جَو یا دھان یا چاول وغیرہ۔

دوسری نوع یعنی قسم کا بیان کہ برسات کے پانی سے یا کنوئیں کے پانی سے سینچا ہو۔

تیسری صفت کا بیان کہ اچھا ہو یا بُرا۔

چوتھی مقدار کا بیان کہ ناپ یا تول میں اتنا ہو۔

پانچویں مدت کا بیان کہ اتنے دنوں کے بعد لیں گے اور اس کی مدت ایک ماہ سے کم نہ ہو زیادہ جہاں تک ہو سکے۔

چھٹی راس المال کے اندازے کا بیان کہ کتنا دیا جائے گا۔

ساتویں راس المال کی جنس کا بیان کہ راس المال درہم ہے یا دینار یا ان کے علاوہ کوئی اور شے۔

آٹھویں راس المال کی قسم کا بیان کہ ہرات کا ہے یا کلکتے کا یا کسی اور مقام کا.

نویں راس المال کی صفت کا بیان کہ بہتر دے گا یا خراب .

دسویں راس المال کو پرکھ لینا اگر راس المال کیلی یا وزنی یا عددی النقادہ ہو۔

گیارہویں اس جگہ کے نام کو بیان کرنا کہ جہاں سلم کی چیز ادا کی جائے. اور اگر

اس جگہ تک لے جانے میں بار برداری کا خرچ نہ پڑتا ہو تو جگہ کے نام کی ضرورت نہیں۔ جہاں معاملہ ہوا ہے اس جگہ پر سلم کی چیز حوالہ کی جائے۔

بارہویں یہ کہ قبضہ پا جانا مسلم الیہ کا راس المال پر کہ جہاں عقد سلم کیا ہے ورنہ سلم باقی نہیں رہے گا۔

تیرہویں یہ کہ موجود رہنا مسلم فیہ کا عقد کے وقت سے ادا کرنے کی مدت تک۔ پس جو مسلم فیہ عقد کے وقت موجود نہ ہو، اور ادا کرنے کے وقت موجود ہو۔ یا عقد کے وقت موجود نہ ہو اور ادا کرنے کے وقت بھی موجود نہ ہو تو سلم درست نہ ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص نے عقد سلم میں یوں کہا کہ میں تم کو دس روپے دیتا ہوں تم دو ماہ کے بعد مجھ کو بیس من گیہوں یا جَو یا دھان دینا۔ اور دوسرے نے اُسے قبول کیا لیکن پہلے شخص اس کو کچھ قیمت نہ دی اور دونوں الگ ہو گئے تو یہ سلم جاتا رہا۔ اور اگر کچھ روپے دیدئے اور دونوں الگ ہو گئے ہوں تو جس قدر روپیہ دیا ہے اسی قدر کا سلم باقی رہے گا۔ اور جس قدر نہیں دیا ہے اُس قدر میں سلم باقی نہ رہے گا۔

مسئلہ سلم میں اگر کوئی اس طرح کہے کہ میں فلاں شخص کے ہاتھ یا فلاں کے کیل سے ناپ یا تول کر لونگا تو اس بات سے سلم درست نہ ہوگا کیونکہ اگر وہ شخص معیّن مر جائے یا وہ کیل معین نقصان ہو جائے تو آپس میں فساد ہونے کا احتمال ہے۔

مسئلہ حیوانوں میں سلم درست نہیں ہے ایسا ہی حیوان کے کیڑے اور انتڑی اور معدہ اور کلیجی اور تلی اور پائچہ میں سلم درست نہیں۔

مسئلہ حیوان کے چمڑے میں سلم درست نہیں کیونکہ وہ معدود متفاوت ہے اور معدود متفاوت میں سلم درست نہیں ہے۔

مسئلہ اگر مسلم فیہ ادا کرتے وقت منقطع ہو جائے تو ربّ السّلم کو اختیار ہے چاہے عقد سلم کو فسخ کرے، یا مسلم فیہ کے پھر موجود ہونے تک انتظار کرے۔

مسئلہ گوشت میں سلم کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہیں ہے۔

مسئلہ مسلم فیہ میں تصرّف کرنا مال والے کا اور دوسرے کا راس المال میں قبضہ کرنے سے پہلے درست نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے ایک چیز میں سلم کیا اور سلم کے بعد مسلم فیہ ہاتھ آنے سے پہلے مسلم فیہ کو چاہا کہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے۔ یا کسی کو شریک کرے یا بیع تولیہ کرے تو جب تک وہ چیز ہاتھ نہ آئے یہ سب تصرّف کرنا درست نہیں۔

مسئلہ جس چیز کی صفت اور قدر ضبط ہو سکے اس میں سلم درست ہے۔ اور اگر صفت اور قدر ضبط کرنا ممکن نہ ہو سکے تو اس میں سلم درست نہیں ہے۔

مسئلہ پیسے میں سلم اگر گنتی کے حساب سے ہو تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک درست ہے۔ امام محمدؒ امام مالکؒ امام احمدؒ کے نزدیک پیسے میں سلم درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ثمن ہے اور ثمن میں سلم درست نہیں۔ (ہدایہ)

لیکن عنایہ میں لکھا ہے کہ جامع صغیر میں مذکور ہے کہ سلم پیسے میں درست ہے۔ بلا اختلاف آئمہ۔ اور نہایہ میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

لیکن اس زمانہ میں پیسے کے سلم میں بہت سے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ کہ عوام الناس سلم کی شرائط سے ناواقف ہوتے ہیں اور اپنی نادانی کی وجہ سے اس طرح کرتے ہیں کہ ایک روپیہ کسی کو دیتے ہیں اس شرط پر کہ ایک ماہ کے بعد تجھ کو اٹھارہ یا بیس گنڈے پیسے دینا ہوگا۔ وہ اس بات کو قبول کر کے لے جاتا ہے۔ ایک ماہ کے بعد ایک روپیہ اور ۲ دو آنہ یا چار آنہ جو مقرر ہوا تھا لا دیتا ہے اور دوسرا لے لیتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ یہ تو سلم نہیں بلکہ ۲ دو چار ۴ آنے سُود کھانے کا حیلہ نکالا ہے۔

اور عینی میں لکھا ہے کہ جو پیسہ بازار میں مروّج ہے امام محمدؒ کے نزدیک

اُس میں سلم درست نہیں۔ کیونکہ جو پیسہ بازار میں مروّج ہے وہ ثمن میں داخل ہے اور ثمن میں سلم کسی کے نزدیک درست نہیں ہے۔ جیساکہ سونا اور چاندی ثمن ہونے کی وجہ سے اس میں سلم درست نہ ہوگا۔ اسی طرح پیسے میں ثمن ہونے کی وجہ سے سلم درست نہ ہوگا۔ اور وہ پیسہ جس کا بازار میں رواج نہیں جیسے کھوٹا پیسہ تو اس میں سب کے نزدیک سلم درست ہے۔

پس اس مقام سے سمجھا جاتا ہے جو جامع صغیر میں مذکور ہے کہ پیسے میں سلم بلا اختلافِ آئمہ درست ہے۔ غالباً یہی مقصود ہوگا یعنی جو پیسہ غیر مروّج ہے اُس میں اماموں کا کچھ اختلاف نہیں ہے اس کے علاوہ جس مسئلے میں اماموں کا اختلاف ہو اور اس کے کرنے سے حرمت میں گرفتار ہونے کا خوف ہو تو ایسے مسئلہ پر عمل نہ کرنا بہتر ہے

اور جناب مولانا امام الدین صاحب مرحوم و مغفور موداراوی برّد اللہ تعالیٰ مضجعہٗ فرماتے تھے جس پیسے کا بازار میں رواج ہے اس میں سلم درست نہیں ہے۔ پس عوام الناس کے عمل کے لیے مرحوم و مغفور کا قول بھی حجّت قوی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصّواب والیہ المرجع والمآب۔

فصل فی بیع الصّرف

بیع صَرف اس کو کہتے ہیں کہ مبادلے کی دونوں اشیاء ثمن ہوں یعنی سونا یا چاندی ہوں۔

پس اس بیع کی صحت کے لیے ۲ دو شرطیں ہیں۔ اوّل یہ کہ جس مجلس میں معاملہ ہو اسی مجلس میں ایک دوسرے کو اپنی اپنی چیز حوالے کر دے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ مبادلے کی اشیاء اگر ایک ہی جنس کی ہوں تو وزن میں برابر ہونی چاہیئے۔

مسئلہ سونے کو سونے کے عوض یا چاندی کو چاندی کے عوض بیچے تو وزن میں برابر ہونی چاہئیں۔ مثلاً اگر کوئی ایک اشرفی کو سونے کے عوض بیچے

تو بیچنا درست ہے لیکن لازم ہے کہ اشرفی وزن میں جس قدر ہو اسی قدر سونا دے۔ اور اس سے کمی دبیشی کرنا درست نہیں ہے، یعنی ایک اشرفی کو دس آنے سونے کے عوض یا ایک اشرفی کو گیارہ آنے سونے کے عوض بیچنا درست نہیں۔

مسئلہ بیع صرف میں بہتر اور خراب کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ اگر سونے کو چاندی کے عوض یا چاندی کو سونے کے عوض بیچے تو زیادتی کے ساتھ بیچنا درست ہے لیکن قبضہ دونوں کا اسی مجلس میں ہونا شرط ہے۔

مسئلہ مبادلے کی چیزیں قبضہ کرنے سے پہلے اگر دونوں یا ایک مجلس سے الگ ہو جائیں تو عقدِ صرف باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ عقدِ صرف میں ثمن کو اپنے اختیار میں لانے سے پہلے اس ثمن میں کچھ تصرف کرنا جیسے بیچنا یا ہبہ کرنا درست نہیں ہے (ہدایہ)

مسئلہ اگر کوئی شخص سونے کو سونے کے عوض یا چاندی کو چاندی کے بدلے بیچے اور ایک کم ہو دوسرے سے۔ لیکن اس کم کے ساتھ دوسری کوئی چیز ایسی ہو کہ اس چیز کی قیمت سے وہ کمی پوری ہو سکے تو اس صورت میں بدون کراہت کے وہ بیع جائز ہوگی۔ اور اگر اس چیز کی قیمت سے وہ کمی برابر نہ ہو سکے تو بیع کراہت کے ساتھ درست ہوگی۔ اور اس چیز کی کچھ قیمت نہیں جیسے مٹی وغیرہ تو اصلاً بیع درست نہ ہوگی۔

(ہدایہ)

فصل فی مسائل شتّٰی

مسئلہ کُتّا اور درندوں کو بیچنا درست ہے شکاری ہو یا نہ ہو۔ ایسا ہی ہاتھی بندر اور بلّی کو بیچنا درست ہے۔

مسئلہ سانپ اور بچھو اگر دوا کے لیے ہو تو بیچنا درست ہے۔

مسئلہ ذمّی بیع کے حکم میں مثل مسلم کے ہے۔ یعنی جیسا کہ مسلم کے لیے خیارِ شرط، خیارِ رؤیت اور خیارِ عیب وغیرہ ہے ذمّی کے لیے بھی ہے۔ مگر شراب اور سؤر میں، کہ وہ مسلم کو بیچنا درست نہیں اور ذمّی کو بیچنا درست ہے۔

مسئلہ کسی نے درہم یا دینار یا موتی یا چینی کو دولہا دلہن پر نثار کیا اور وہ کسی کے کپڑے پر جا گرا۔ پس جس کے کپڑے پر گرا ہے اگر اس نے اُس کیلئے کپڑا بچھا رکھا ہے تو جو کچھ اس میں گرا کپڑے والا اس کا مالک ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی کی زمین میں چڑیا انڈا یا بچہ دے پس اگر زمین والے نے اپنی زمین کو چڑیوں کے انڈے دینے کے لیے تیار کر رکھا ہے تو وہ انڈا یا بچہ زمین والے کا حق ہوگا۔ اور اگر زمین کو اس کے لیے تیار نہ کر رکھا ہو تو جو شخص اُسے پائے گا اس کا وہی مالک ہوگا۔ ایسا ہی اگر ہرن آ کر رہے تو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ اگر کوئی آدمی جال بچھائے اور اس میں کوئی چڑیا اٹک جائے تو جو شخص اس کو پکڑے گا وہی اس کا مالک ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی کی زمین میں مکھی نے شہد کا چھتا لگایا تو زمین والا اس کا مالک ہوگا۔ (ہدایہ، جامع الرموز، ما کنز)

کتابُ الشفعۃ

شفیع کے معنٰے یہ ہے کہ مشتری نے جتنے کو کوئی زمین یا مکان خریدا ہو اُتنے ہی کو دوسرا کوئی شخص کہ جس کی زمین اُس مبیع سے ملی ہوتی ہے یا وہ شخص اُس مبیع میں شریک ہے۔ یا اس مبیع کے کسی حق میں شریک ہے تو وہ شخص جبراً اس مبیع کو لے سکتا ہے اگرچہ بائع اور مشتری اس کے دینے پر راضی نہ ہوں۔ اس طرح کے لینے والے کو شرع میں شفیع کہتے ہیں۔ اور اسی حق کو حق شفعہ کہتے ہیں۔

شفیع شرع میں تین قسم پر ہے۔

اوّل یہ کہ خود مبیع میں شریک ہو۔ جیسے ایک زمین کے دو مالک ہوں۔ اور اُنکا حصہ تقسیم نہ ہوا ہو۔ پس اس صورت میں اگر ایک اپنا حصہ فروخت کر دے اور دوسرا دعوای شفعہ کا کرے ایسے شفیع کو خلیط فی نفس المبیع کہتے ہیں۔

دوم یہ کہ بچی ہوئی چیز کے کسی حق میں شریک ہو۔ جیسے دو آدمی کہ جن کے گھر جدا جدا ہیں۔ مگر دروازہ اُن کا ایک خاص گلی جو بند ہے واقع ہوا ہے۔ اور راستہ دونوں کا مشترک ہے۔ یا گھر ایک تھا مگر اس کے بیچ میں دیوار اٹھاکر اور دروازہ لگاکر دو گھر کر لیے ہیں۔ اور راستہ مشترک رہنے دیا تو یہ دونوں ایک دوسرے مکان کے شفیع ہیں۔ اسی کو شفیع فی حق المبیع کہتے ہیں۔

سوم یہ کہ فقط ہمسایہ میں رہتا ہے اور دروازہ ایک کا ایک کوچے میں اور دوسرے کا دوسرے کوچے میں ہے یا دروازہ دونوں کا ایک کوچے میں ہے مگر وہ کوچہ بند نہیں ہے سب لوگوں کی آمد و رفت ہے۔ پس ایسے شفیع کو جار ملاصق کہتے ہیں۔ پس ان صورتوں میں پہلے حق خلیط فی نفس المبیع کا ہے بعدہٗ حق خلیط فی حق المبیع کا ہے اس کے بعد حق جار ملاصق کا ہے۔

(ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ اگر کئی شفیع ایک ہی قسم کے اس طرح پر ہوں کہ ایک کی زمین زیادہ اور دوسرے کی کم ہو تو اس صورت میں ان کی گنتی کے موافق حصہ تقسیم کریں گے۔ مثلاً تین شخص ایک زمین کے شریک ہیں۔ ایک کے پانچ حصّے ہیں، اور ایک کے سات حصّے اور ایک کے چار حصّے۔ پس اگر چار حصّے والا اپنے حصّے کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے تو اس صورت میں اگر باقی دونوں شریک اُس میں حق شفعہ کا دعوٰی کریں تو اس زمین کو دو حصّے کر کے دونوں کو دیا جائے گا۔

(ہدایہ، کفایہ)

مسئلہ شفعہ کا طلب کرنا تین طرح پر ہے۔ ایک طلب مواثبۃ دوسری طلب اشہاد تیسری طلب خصومت۔

طلب مواثبۃ اسکو کہتے ہیں کہ جب شفیع سُنے کہ اسکی شرکت کی زمین یا ہمسایہ کی بک گئی تو فوراً سُنتے ہی اسی مجلس میں ایسے الفاظ کہے جن سے معلوم ہو کہ وہ اپنا حق چاہتا ہے۔ مثلاً یوں کہے کہ میں اس زمین کے شفعہ کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کہے کہ میں اس زمین کا شفیع ہوں۔ پس اگر خبر سُنتے ہی طلب نہ کیا تو حق شفعہ باطل ہو گیا۔

طلب اشہاد اس طلب کو کہتے ہیں کہ بعد طلب مواثبہ کے اگر مبیع بائع کے قبضہ میں ہو تو بائع کے سامنے ورنہ مشتری کے سامنے اس مبیع پر طلب شفعہ کا کرے اور لوگوں کو اس طرح پر گواہ کرے کہ فلاں نے اس زمین کو خریدا ہے اور میں اس زمین کا شفیع ہوں اور میں طلبِ مواثبہ کر چکا ہوں اور اس وقت بھی طلب کرتا ہوں تم گواہ رہو۔ اور اگر طلبِ اشہاد کرنے کے بعد ایک ماہ سے زیادہ طلب خصومت میں دیر کر دے تو حق شفعہ امام محمدؒ کے نزدیک باطل ہو گا۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک باطل نہ ہو گا۔ اور فتوٰی اسی پر ہے۔

طلبِ خصومت یہ ہے کہ حاکم کے پاس دعوےٰ کرے کہ فلاں شخص نے فلاں مکان یا زمین کو خریدا ہے جس کے حدود یہ ہیں اور میں اسکا شفیع ہوں اپنے

فلاں مکان یا زمین کے سبب سے جس کے حدود یہ ہیں۔پس آپ حکم کریں کہ وہ زمین مجھ کو دیدے۔اور اس طرح کی طلب میں تاخیر کرنے سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حق شفعہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ شفیع کے لیے خیار شرط اور خیار رؤیت ہے اگر مشتری سے براۃ کی شرط کی ہو۔

مسئلہ شفعہ ثابت ہوتا ہے زمین اور مکان میں۔

مسئلہ مسلم اور ذمیؔ حق شفعہ چاہنے میں برابر ہیں۔

مسئلہ منقولات میں یعنی جن چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر اٹھا کر لے جایا جا سکے جیسے درخت وغیرہ۔اس میں شفعہ نہیں ہوتا۔ایسے ہی کشتی میں بھی شفعہ نہیں ہوتا ہے۔لیکن امام مالکؒ کے نزدیک کشتی میں شفعہ ہوتا ہے۔

اور جو ہبہ بلا عوض ہو یعنی کچھ لیکر نہیں بلکہ یوں ہی ہبہ کیا ہو۔اس میں بھی شفعہ نہیں ہوتا ہے

مسئلہ اگر بائع زمین کو بشرط خیار بیچے تو اس میں شفعہ نہ ہوگا جبتک خیار کو ساقط نہ کرے۔اور بیع فاسد میں بھی شفعہ نہیں ہوتا۔

مسئلہ شفعہ نہیں ہوتا اس شخص کے لیے جو وکیل ہو کر دوسرے کی زمین بیچتا ہو۔اور وہ زمین اس وکیل کی زمین سے ملی ہوئی ہو تو اس صورت میں وہ وکیل اپنی اس زمین کی وجہ سے دعوےٰ شفعہ کا نہیں کر سکتا۔کیونکہ وہ وکیل بائع حکمی ہے۔اور بائع خواہ حکمی ہو یا حقیقی اپنی زمین کی وجہ سے دعوےٰ شفعہ کا نہیں کر سکتا ہے۔

ایسا ہی موکل کو بھی حق شفعہ نہیں پہنچتا۔کیونکہ وہ بائع حقیقی ہے اور بائع اپنی زمین کی وجہ سے دعوےٰ شفعہ کا نہیں کر سکتا ہے۔

مسئلہ اگر شفیع حاکم کے حکم سے پہلے مَر جائے یا کچھ لے کر صلح کر لے

یا بوسیلہ جس زمین کے دعویٰ شفعہ کا کرتا اس کو بیچے یا حق شفعہ کو ساقط کر دے تو ان سب صورتوں میں حق شفعہ باطل ہوتا ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

کتاب الھبۃ

کسی کو کچھ دینا اور اس کے عوض کچھ نہ لینا اسے شرع میں ہبہ کہتے ہیں۔ اور اس طرح کا ہبہ کرنا بڑا ثواب ہے۔ اور رکن اس ہبہ کا ایجاب اور قبول ہے۔ یعنے جب کوئی ہبہ کرے اور دوسرا اُسے قبول کرے یعنی لے لے۔ تو ہبہ صحیح ہوگا اور جس مجلس میں ہبہ کیا ہے اسی مجلس میں قبضہ کرنے سے ہبہ کامل ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ ہبہ کرنیوالے کو واہب کہتے ہیں اور جس کو ہبہ کیا گیا ہے اُسے موہوب لہ کہتے ہیں اور جس چیز کو ہبہ کیا گیا ہے اس کو موہوب کہتے ہیں۔

مسئلہ جس مجلس میں ہبہ کیا ہو اسی مجلس میں قبضہ کرنے سے واہب کی اجازت کی حاجت نہیں رہتی۔ مگر مجلس بدلنے سے بغیر اجازت واہب کے قبضہ کرنا درست نہ ہوگا۔

مسئلہ ہبہ منعقد ہوتا ہے لفظ

وَهَبْتُ :۔ ہبہ کیا میں نے اس چیز کو۔

نَحَلْتُ :۔ بخشا میں نے فلاں چیز کو۔

اَعْطَيْتُ :۔ دیا میں نے فلاں چیز کو۔

سے۔ پس اس طرح کہنے سے ہبہ منعقد ہوتا ہے۔ اسی طرح ہبہ منعقد ہوتا ہے لفظ اَطْعَمْتُكَ هٰذَا الطَّعَامَ۔ میں نے تجھے یہ کھانا کھانے کے لیے دیا۔

جَعَلْتُ هٰذَا الثَّوْبَ لَكَ۔ مباح کیا میں نے تیرے لیے اس کپڑے کو۔ کہنے سے۔

مسئلہ ہبہ عمری درست ہے اور ہبہ عمری اس ہبہ کو کہتے ہیں کہ ہبہ کرنے والا کہے کہ میں نے اپنی فلاں چیز تم کو دی کہ تم جب تک بقید حیات رہو کھاؤ، پیو۔ لیکن تمہارے فوت ہونے کے بعد میں اپنی چیز واپس کر لونگا اس طرح کا ہبہ شرعًا درست ہے۔ مگر شرط باطل ہو گی یعنی موہوب لہ کے فوت ہونے کے بعد وہ چیز واہب پر رد نہیں کی جائے گی۔ بلکہ موہوب لہ کے ورثا کو پہنچے گی۔

مسئلہ ہبہ رقبیٰ درست نہیں یعنی اگر کوئی ہبہ کرے اس طرح پر کہ اگر میں پہلے فوت ہو جاؤں تو ہماری فلاں چیز تمہاری ہے اور اگر تم پہلے فوت ہو گئے تو تمہاری چیز ہماری ہے۔ پس اس طرح کا ہبہ کرنا درست نہیں ہے۔

(ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ اگر کسی نے کوئی چیز ہبہ کی اور وہ چیز مشاع ہے یعنی حصہ نہ کی ہوئی مثلاً ایک ایکڑ زمین سے ایک کٹھا زمین کو ہبہ کیا یا ایک گھر میں سے ایک کمرہ ہبہ کیا تو جب تک زمین اور گھر کو تقسیم نہ کر دے ہبہ درست نہ ہو گا۔ اور جو چیز تقسیم کرنے کے بعد قابل نفع نہ رہے تو اس کا ہبہ کرنا درست نہیں ہے جیسے لونڈی، غلام اور چارپائے وغیرہ

مسئلہ وہ دودھ جو ابھی گائے کے پستان میں ہو، وہ پشم جو ابھی بھیڑ کے بدن پر ہو، اس میوے کا جو ابھی درخت پر ہو اور وہ آٹا جو ابھی گیہوں میں ہو ہبہ کرنا درست نہیں ہے اگرچہ گیہوں کو پیس کر۔ اور دودھ کو دودھ کے اور پشم کو کاٹ کر تسلیم کرے تو بھی درست نہ ہو گا۔ (ہدایہ، جامع الرموز، درمختار)

مسئلہ اگر ایک حصہ دار اپنے اس مال کو جو مشترک ہو (وہ مال جو ۲ دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو) اپنے دوسرے حصہ دار کو ہبہ کر دے تو یہ ہبہ درست نہ ہو گا۔ کیونکہ اس پر بھی مشاع کا حکم دائر ہے۔

مسئلہ اگر باپ اپنے چھوٹے لڑکے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو اس لڑکے

کے قبضہ کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ اور اگر لڑکے کی ماں یا غیر کوئی شخص کچھ چیز لڑکے کو ہبہ کرے تو ان صورتوں میں اگر باپ قبضہ کرے تو ہبہ کامل ہوگا اور خود لڑکے کا قبضہ کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ لڑکی کو ماں باپ کے سوا دوسرا کوئی شخص کچھ چیز ہبہ کر دے تو باپ کے موجود ہوتے ہوئے اس لڑکی کے شوہر کو اس چیز پر قبضہ کرنا درست ہے۔ اگر لڑکی کو شوہر کے گھر بھیجنے کے بعد ہو۔ اور اگر قبل بھیجنے کے ہو تو شوہر کا قبضہ کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے کوئی چیز ہبہ کی اور وہ چیز موہوب کے ہاتھ میں ہو تو قبضۂ جدید کی حاجت نہیں ہے، یوں ہی ہبہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ جب کسی اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو ناراضی طرفین یا حاکم کے حکم سے اُس سے رجوع کرنا یعنی دی ہوئی چیز کو پھیر لینا درست ہے لیکن دے کر پھیر لینا مکروہ ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے

اَلرَّاجِعُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالرَّاجِعِ فِیْ قَيْئِهٖ۔ کسی کو کچھ دے کر واپس کر لینا قے کر کے کھا جانا ہے۔

مسئلہ ہبہ کی ہوئی چیز میں اگر کچھ ملجائے مثلاً کسی نے کتاب کو ہبہ کیا اور موہوب لہٗ نے اس میں نقطہ یا زبر زیر بڑھا دیا یا واہب یا موہوب لہٗ میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے یا ہبہ کرنے والا موہوب کے عوض میں موہوب لہ سے کچھ لے یا موہوب لہ کی مِلک سے موہوب نکل جائے مثلاً بیچ ڈالے یا ہبہ کر دے یا آزاد کر دے یا صدقہ کر دے یا ہبہ کے وقت واہب اور موہوب لہٗ کے درمیان زوجیت کی نسبت ہو۔ جیسے شوہر اپنی بیوی کو کوئی چیز ہبہ کرے۔ یا واہب اور موہوب لہ کے درمیان قرابتِ محرمیت ہو۔ جیسے بھائی بھائی کو کوئی چیز ہبہ کرے یا موہوب لہ ہلاک ہو جائے تو ان سب صورتوں میں رجوع کرنا درست نہیں۔

(ہدایہ، کفایہ، جامع الرموز)

مسئلہ جب کوئی شخص کسی عوض کے بدلے میں کسی چیز کو ہبہ کرے تو اس صورت میں واہب اور موہوب لہ کو اپنے اپنے عوض پر قبضہ کرنا ضروری ہے، اور اس طرح کا ہبہ شیوع سے باطل ہوتا ہے۔ اور اس قسم کا ہبہ ابتدا میں ہبہ کا حکم رکھتا ہے اور عوض لینے کے بعد بیع ہو جاتا ہے پس عیب یا خیار رویت کے سبب سے واپس کرنا درست ہوگا۔ اور اگر وہ عوض زمین یا مکان ہو تو اس میں حق شفعہ بھی ثابت ہوگا۔

مسئلہ جب کوئی شخص کسی چیز کو صدقہ کرے تو اسی مجلس میں اُس کو قبضہ کرنا چاہیئے اگر اسی مجلس میں قبضہ نہ کرے تو صدقہ درست نہ ہوگا۔

مسئلہ جو چیز تقسیم کرنے کے قابل ہو اس کو صدقہ کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ صدقہ کر کے اس چیز کو واپس لینا درست نہیں ہے۔

(ہدایہ، جامع الرموز)

کتاب الاجارات

اجارے کے معنی بیچنا اس نفع کا جو کہ معلوم ہے کسی مثلی چیز کے عوض میں جیسے مکیلات، موزونات اور معدود متقارب۔ یا کسی قیمتی چیز کے عوض میں جیسے کپڑا، چارپایہ وغیرہ۔

نفع معلوم ہونا چاہیئے یا تو مدت کے بیان سے۔ جیسے اجارہ لینا مکان کا رہنے کے لیے ایک برس یا دو برس تک۔ یا اجارہ لینا زمین کا زراعت کے لیے چھ ماہ یا ایک برس تک۔

یا نفع معلوم ہونا چاہیئے کام کے بیان سے یعنی جس کام کو کریگا اسکو بیان کرنے سے۔ جیسے اجارہ لینا رنگریز کا یا درزی کا کپڑا رنگنے یا سینے کیلئے

یا نفع معلوم ہو اشارے سے جیسے لے جانا طعام کا ایک جگہ سے دوسری جگہ پر۔

فائدہ اجارہ لینے والے کو مُستاجر، اجارہ دینے والے کو موجر اور جس چیز کو اجارہ پر دیا گیا ہو اس کو مُستاجَر اور نوکر کو اجیر کہتے ہیں۔

مسئلہ اجارے میں فقط عقد سے اُجرت کا ادا کرنا واجب نہیں ہوتا بلکہ دیر سے یا دیر کی شرط کرنے سے یا نفع کے لینے سے یا نفع کے لینے پر قادر ہونے سے اُجرت کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ مکان یا زمین کو اگر اجارہ پر دے تو موجر ہر روز اُجرت یعنی کرایہ طلب کر سکتا ہے۔ اور اگر چارپائے کو اجارہ پر دے تو ہر منزل میں۔ اور سلائی کرنے اور کپڑا دھونے میں بعد تیار ہونے کے۔ اور روٹی پکانے میں تنور سے نکالنے کے بعد۔ اور اینٹ بنانے میں جب اینٹ کھڑی کر دے تب اُجرت کا طلب کرنا درست ہوگا۔

مسئلہ جس مال کو اجارہ پر لیا گیا ہے اگر اُسے کوئی غصب کر لے تو باندازہ غصب اجرت ساقط ہو جائے گی۔ اور غصب کا بیان انشاءاللہ آئے گا۔

مسئلہ جس چیز میں مستاجر کے کام کا کوئی اثر پایا جائے تو اُجرت کے لیے مستاجر کو اس کا روکنا درست ہے۔ مثلاً کسی نے کپڑا دھونے یا رنگ کرنے کا اجارہ لیا۔ تو جب کپڑے کو دھوئے یا رنگ کرے تو اپنی اُجرت کے لیے اُس کپڑے کو روک سکتا ہے۔

اور جس میں مستاجر کے کام کا اثر نہ پایا جائے جیسا کہ بوجھ ڈھونا یا ملاح گیری کرنا تو اپنی اُجرت کے لیے اس چیز کا روکنا درست نہیں، (ہدایہ، کنز، درمختار)

مسئلہ جس اجارے میں خاص کر دیا جائے کہ یہ کام صرف تجھے ہی کرنا ہوگا تو اس کام کو دوسرے سے کرانا درست نہیں ہے۔ اور اگر خاص نہ کرے تو دوسرے سے کرانا درست ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے کسی کو اجارہ لیا کہ اس کے اہل و عیال کو دوسری جگہ سے لے آئے۔ پس وہ شخص اس جگہ گیا اور کسی کو زندہ پایا اور کسی کو مُردہ اور جن کو زندہ پایا اُنہیں لے آیا تو اس صورت میں اس کو پوری اُجرت نہ ملے گی۔ جتنے آدمی کو لایا ہے اُن کے حساب سے اُجرت ملے گی۔

مسئلہ ایک شخص نے کسی کو اجارہ لیا کہ اس کا خط دوسرے کو پہنچا کر اس کا جواب لے آئے۔ وہ اجیر خط لے گیا اور اسکو مُردہ پایا اور خط بلا جواب کے واپس لے آیا تو اس صورت میں اُسے کوئی اُجرت نہ ملے گی۔ اور اگر خط کو وہاں چھوڑ آیا ہو تو فقط جانے کی اُجرت ملے گی۔ آنے کی نہیں۔

(ہدایہ، کنز وغیرہ)

مسئلہ مکان اور دوکان کو اجارہ پر لینا درست ہے۔ اور اس میں سب طرح کا کام کرنا بھی درست ہے۔ مگر جس کام سے گھر کی بنا سُست ہو جاتے تو اس کام کو کرنا درست نہیں۔

مسئلہ زمین کے اجارے میں ضروری ہے کہ زمین خالی ہو اور کوئی چیز زراعت سے باز رکھنے والی اس میں نہ ہو۔ اور جس قسم کی زراعت کریگا اُسے بھی معیّن کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر تعیّن کے اجارہ درست نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ چارپائے کو سواری یا بوجھ لدوانے کے لیے اگر اجارہ پر لے تو موجر نے جس طرح کہہ دیا ہو اُسکے خلاف کرنا درست نہیں یعنی اگر موجر کہہ دے کہ سوائے تمہارے کوئی دوسرا سوار نہ ہو تو اس صورت میں کسی دوسرے کو سوار کرنا مستاجر کے لیے درست نہیں۔ اگر موجر کچھ نہ کہے تو

مستاجر کو اختیار ہے جس کو چاہے سوار کرائے۔
(ہدایہ، جامع الرموز)

فصل اجارۃ الفاسدۃ

جن شرطوں سے بیع فاسد ہوتی ہے ان ہی شرطوں سے اجارہ بھی فاسد ہوتا ہے۔ جیسے معین نہ ہونے اجارے کی مدت کے۔ اور اُجرت کا معین نہ ہونا۔ اور جس چیز پر عقد اجارہ ہوا ہے اس کا معین نہ ہونا۔ پس اجارۂ فاسدہ میں کام کرنے سے اجر مثل دینا لازم ہوتا ہے۔ یعنی اجارۂ صحیحہ میں اُس کام کو کرنے سے جس قدر اُجرت ہو سکے اُسی قدر لازم آئے گی اگرچہ زیادہ کی شرط بھی کی ہو تو بھی اسی قدر لازم آئے گی۔

مسئلہ اجارہ لینا حمّامی کو غسل دلانے کے لیے اور حجّام کو حجامت بنانے کے لیے اور دایہ کو لڑکے کو دودھ پلانے کے لیے درست ہے۔

مسئلہ عبادت کے لیے اجارہ لینا علمائے متقدمین کے نزدیک درست نہیں ہے۔ جیسے اذان، اقامت، ذکر، درس دینا، حج و عمرہ کرنا، جہاد، قرآن پڑھانا، فقہ سکھلانا وغیرہ۔

لیکن علمائے متاخرین کے نزدیک درست ہے۔ یہاں تک کہ لڑکے کا باپ اگر اُستاد کی اُجرت نہ دے تو حاکم اُسے قید کر کے اُستاد کی اُجرت دلا سکتا ہے۔

ایسا ہی جو چیز کہ قرآن کی بعض سورتوں کے شروع میں اُستادوں کو دینے کی لوگوں میں رسم جاری ہے۔ جیسے حلوا یا مٹھائی دینا یا عید وغیرہ میں اُستاد کو کچھ کپڑا وغیرہ دینا۔ پس یہ سب چیزیں اگر نہ دے تو لڑکے کے باپ سے جبراً لینا درست ہے۔ (جامع الرموز، در مختار)

اور اس زمانہ میں فتویٰ علمائے متاخرین کے قول پر ہے۔ (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ گناہ کے کام کے لیے اجارہ لینا درست نہیں ہے۔ جیسے گیت گانے، نوحہ کرنے، ڈھول، طبلہ، طنبورہ، بربط بجانے، بت تراشنے، تصویر کھینچنے وغیرہ گنہہ کے کام کے لیے۔

مسئلہ دلہن کو سنگارنے کے لیے اجارہ لینا درست نہیں۔ سحر جادو سے تعویذ لکھنے کا اجارہ لینا درست نہیں۔

مسئلہ چارپایوں کو جفت کروانے کی اجرت لینا یعنی سانڈ وغیرہ کو مادہ پر چھوڑنے کے عوض کچھ لینا درست نہیں بلکہ حرام ہے۔

مسئلہ جو چیز مشاع ہے اس کو اجارہ دینا امام ابوحنیفہؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک درست نہیں ہے۔ لیکن صاحبینؒ کے نزدیک درست ہے اور فتویٰ اسی پر ہے۔

مسئلہ اجارہ دینا چکی کو اس شرط پر کہ جو آٹا پیسے گا اس سے کسی قدر چکی کے کرائے میں دینا ہوگا یہ درست نہیں ہے۔ اور جو اس کے حکم میں ہو درست نہیں ہے۔ جیسے دھان کوٹنا عوض میں بعض اسی چاول کے جو کرائے کی ڈھینکلی سے کوٹا ہو، سپاری اور ناریل اتارنا اسی سپاری اور ناریل کے عوض میں۔ کپڑا بننا اسی کپڑے کے بدلے میں، طعام ڈھونا اسی طعام کے بدلے میں، مچھلی پکڑنا اسی مچھلی کے بدلے میں، دھان کاٹنا اسی دھان کے عوض۔

خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ جس چیز میں کام کرے اسی چیز سے اجرت لینا درست نہیں مگر جب شرط نہ کرے یعنی کام شروع کرتے وقت اجرت اسی چیز سے دینے کی شرط نہ کرائے تو جس سے چاہے اس سے اجرت لینا یا دینا درست ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ میت کے غسل دلانے کو اجارہ لینا درست نہیں اسی طرح قبر کھودنے کو بھی اجارہ لینا درست نہیں۔ مگر جب درازی اور چوڑائی

قبر کی بیان کرے تب اجارہ لینا درست ہوگا۔
(فتاوٰی قاضی خاں)

فصل فی الاجیر

اجیر نوکر کو کہتے ہیں۔ اور نوکر دو طرح کا ہوتا ہے ایک مشترک دوسرا خاص۔

اجیر مشترک اُسے کہتے ہیں جس سے سب آدمی کام لینے میں شریک ہوں۔ جیسے رنگریز، دھوبی۔ یہ کسی خاص ایک آدمی کے نوکر نہیں ہوتے بلکہ جو آدمی بھی کپڑا دے اس کا کپڑا دھوئے گا۔ اس طرح کا نوکر کام ختم کرنے سے پہلے اُجرت کا مستحق نہ ہوگا۔

اجیر خاص اُس نوکر کو کہتے ہیں جو خاص ایک ہی موجر کے کام کے لیے معین ہو۔ جیسا نوکر برس، دن یا زیادہ مدت کے لیے بکری چرانے یا اور کسی کام کے لیے مقرر ہو تو اس طرح کا نوکر فقط اتنی مدت تک اپنے نفس کو تسلیم کرنے سے اُجرت کا مستحق ہوگا۔

مسئلہ اگر اجیر مشترک کے ہاتھ میں بغیر اس کے عمل کے مال ہلاک ہو جائے مثلاً چوری ہو جائے یا جل جائے یا غارت ہو جائے تو اُسے اس مال کا بدلہ دینا نہ ہوگا۔ اگرچہ نقصان ہونے کی تقدیر پر قیمت دینے کی شرط کی ہو۔ اور اگر اس کے کام سے ہلاک ہو جائے تو اُسے قیمت دینی ہوگی۔

مسئلہ اجیر خاص کے ہاتھ سے کوئی چیز ہلاک ہونے سے اس کا بدلہ دینا نہ ہوگا اگرچہ اس کے کام سے ہلاک ہوئی ہو۔ مثلاً کپڑے کو دھویا تو پھٹ گیا۔ تو اس صورت میں اُس کو بدلہ دینا نہ ہوگا۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

کتابُ العاریۃ

عاریت کے معنی مالک کر دینا کسی کو منافع کا اور اس کے عوض کچھ نہ لینا پس جو کوئی اپنی چیز عاریت دے تو جب چاہے اسے لے لینا درست ہے۔

فائدہ عاریت دینے والے کو مُعِیر، عاریت لینے والے کو مستَعیر، اور جس چیز کو عاریت دیا گیا ہے اسکو مستعَار کہتے ہیں۔

مسئلہ عاریت کی چیز اگر مستعیر کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے مثلاً کسی نے برتن عاریت لیا اور وہ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا، یا کتاب عاریت لایا اور وہ چوری ہو گئی تو اس صورت میں مستَعیر پر اس چیز کا بدلہ دینا نہ ہوگا۔ اور اگر مستعیر نے قصداً ہلاک کیا ہو تو اس کا بدلہ دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ عاریت کی چیز کو اجارہ دینا درست نہیں ہے۔ پس اگر کوئی اجارہ دے اور مستاجر کے ہاتھ میں وہ چیز ہلاک ہو جائے تو معیر اس چیز کا بدلہ مستعیر سے لے سکتا ہے مستعیر کو اس کا بدلہ مستاجر سے لینا درست نہیں۔ اور اگر چاہے تو معیر اس چیز کا بدلہ مستاجر سے بھی لے سکتا ہے۔ مگر جب معیر مستاجر سے بدلہ لے تو مستاجر اس بدلے کو موجر سے لے لے اگر مستاجر کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ چیز عاریت کی ہے۔ اور اگر مستاجر کو معلوم ہو کہ وہ چیز عاریت کی ہے تو موجر سے اس کا بدلہ لینا درست نہ ہوگا۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ سونا، چاندی، مکیل، موزون اور معدود متقارب کو اگر کوئی عاریت لے تو وہ عاریت نہ ہوگی بلکہ وہ قرض میں داخل ہوگی۔ یہاں تک کہ ہلاک ہونے سے اس کا بدلہ دینا بھی لازم آئے گا۔ اور اگر ان چیزوں کو دکان کی زینت یا کچھ وزن کرنے کو لائے تو عاریت ہوگی۔ پس اس صورت میں اگر

ہلاک ہو جائے تو اس کا نقصان دینا نہ ہو گا۔

مسئلہ زمین کو عاریت دینا گھر بنانے یا درخت لگانے کے لیے درست ہے۔ اس صورت میں مدّت ختم ہونے کے بعد معیر جب چاہے اپنی زمین کو خالی کرا سکتا ہے۔ اور مستعیر اپنا درخت اٹھالے اور درخت اٹھانے میں اگر معیر کی زمین میں کچھ نقصان آ گیا ہو تو اس کی قیمت مستعیر پر ادا کرنا لازم آئے گی اور مدّت گذرنے سے پہلے اگر معیر اپنی زمین لے لے تو اس صورت میں اگر اور زمین میں کچھ نقصان آ گیا ہو تو معیر نقصان کا بدلہ مستعیر کو دے۔

مسئلہ زمین کو جب زراعت کے لیے عاریت دے تو جب تک زراعت نہ کاٹے معیر اپنی زمین کو نہ لے سکے گا مدّت مقرّر کی ہو یا نہیں۔

(ہدایہ)

مسئلہ عاریت کی چیز کو عاریت دینا درست ہے۔

مسئلہ ایک شخص کسی سے چارپایہ عاریۃً لایا اور کام کر کے مالک کے اصطبل میں اُسے پہنچا دیا اور وہاں وہ چارپایہ ہلاک ہو گیا۔ تو اس صورت میں مستعیر پر اس کا بدلہ دینا لازم نہ آئے گا۔

مسئلہ عاریت کی چیز واپس کرتے وقت جس قدر اُجرت باربرداری وغیرہ ہو وہ مستعیر پر لازم آتی ہے۔

(ہدایہ، جامع الرموز)

کتاب الودیعۃ

کسی کے پاس حفاظت کے لیے کوئی چیز رکھنے کو ودیعت اور امانت کہتے ہیں۔

فائدہ امانت رکھنے والے کو مُودِع، جس کے پاس امانت رکھی جائے اسے مستودع اور امین کہتے ہیں۔ اور جس چیز کو امانت رکھا گیا ہے اُسے مُوْدَع کہتے ہیں۔

مسئلہ امانت کی چیز کو اگر امین نے قصداً ہلاک کر ڈالا تو اس کا بدلہ ادا کرنا امین پر لازم آئے گا۔ اور اگر امین کے پاس وہ چیز از خود ہلاک ہو جائے تو امین پر اس کا بدلہ ادا کرنا لازم نہ آئے گا۔

مسئلہ امین کو اگر سفر کا اتفاق ہو اور امانت کے مال کو رکھ جانے میں ہلاکت کا خوف ہو تو اس کو اپنے ہمراہ لے جانا درست ہے۔ اور اگر مودِع نے سفر میں لے جانے کو منع کر دیا اور رکھ جانے میں ہلاکت کا کچھ خوف نہ ہو تو ہمراہ لے جانا درست نہیں۔

مسئلہ امین یا اس کے اہل وعیال کے علاوہ دوسرا کوئی شخص اگر مال کی حفاظت کرے اور اس کے ہاتھ مال ہلاک ہو جائے تو امین پر اس کا بدلہ ادا کرنا لازم ہوگا اور جس کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا ہو اس سے بھی بدلہ لینا درست ہے۔

مسئلہ اگر امین نے مال کو جلنے یا ڈوبنے کے خوف سے دوسرے کے گھر یا کشتی میں رکھ دیا ہو اور وہاں ہلاک ہو گیا تو اس صورت میں امین پر اس کا بدلہ ادا کرنا لازم نہیں اگر اس پر کوئی دلیل لا سکے کہ جلنے یا ڈوبنے

کے خوف سے دوسرے کے گھر یا کشتی میں رکھا تھا اور بلا دلیل کے امین کی بات معتبر نہ ہوگی۔

مسئلہ مودِع جب اپنا مال امین سے طلب کرے اور امین اُسے روک رکھے حالانکہ اُس کے سپرد کرنے پر وہ قادر ہے یا امین نے اُسے اپنے مال کیساتھ ملا کر رکھا ہے اس طرح پر کہ اس مال کو تمیز نہیں کر سکتا ہے تو ان سب صورتوں میں امین پر اس مال کا بدلہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ امین کے مال کے ساتھ اگر ودیعت کا مال از خود مِل گیا ہو مثلاً ایک شخص نے کچھ دینار امانت رکھے اور امین نے اس کو ایک تھیلی میں اور اپنے دینار کو دوسری تھیلی میں بند کر کے صندوق میں رکھ چھوڑے۔ اتفاقاً تھیلی پھٹ گئی اور دونوں مال اکٹھے ہو گئے تو اس صورت میں امین اور مودِع دونوں اس مال میں شریک ہوں گے۔

مسئلہ امین کو ودیعت کے مال پر تصرف کرنا مثلاً چار پائے کو کسی نے امانت رکھا اور امین اس پر سوار ہوا، یا کپڑے کو امانت رکھا اور امین نے اُسے پہنا تو اس صورت میں امین پر اس کا بدلہ ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر کپڑے کا پہننا چھوڑ دے یا چار پائے کی سواری موقوف کر دے تو بدلہ زائل ہو جائے گا۔

مسئلہ دو آدمیوں نے اکٹھا مال امانت رکھا، اس کے بعد ایک نے اپنے حصّے کو طلب کیا تو اس صورت میں امین کو درست نہیں ہے کہ جبتک دوسرا شریک حاضر نہ ہو اس کا حصّہ دے (ابو حنیفہؒ)

لیکن صاحبینؒ کے نزدیک اس کا حصّہ دے دینا درست ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے دو امین کے پاس کچھ مال امانت رکھا۔ پس وہ چیز اگر حصّہ کرنے کے قابل ہو تو اس کو حصّہ کر کے ہر ایک اپنے اپنے حصّہ کی حفاظت کرے گا۔ اور اگر وہ چیز حصّہ کرنے کے قابل نہ ہو تو ہر ایک دوسرے

کی اجازت سے اس چیز کی حفاظت کریگا بغیر اجازت کے حفاظت کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ جن لوگوں کو حفاظت کرنا ضروری ہے جیسے بیوی اور بیٹا وغیرہ اگر مودع انکی حفاظت کرنے کو منع کرے تو اس کے منع کرنے کا کوئی اعتبار نہیں اور ان کو حفاظت کرنا درست ہے۔ اور ان کے ہاتھ سے ہلاک ہو جانے سے بدلہ بھی لازم نہ آئے گا۔

اسی طرح اگر کہے کہ تم اپنے مکان کے فلاں گھر میں مت رکھنا۔ اور امین نے اُس گھر میں رکھا اور ہلاک ہو گیا تو بھی بدلہ دینا نہ ہوگا۔ مگر جب اس گھر کا کچھ نقصان ظاہر ہو۔ مثلاً اس کا دروازہ ٹوٹا ہو، پس ایسے گھر میں رکھنے سے اگر ہلاک ہو جائے تو بدلہ دینا ہوگا۔

مسئلہ اگر امین ودیعت کے مال کو دوسرے کے پاس امانت کے طور پر رکھے اور وہاں ہلاک ہو جائے تو مودَع اس کا بدلہ پہلے امین سے لے لے:۔

(ہدایہ، درمختار، جامع الرموز)

کتابُ الغصب

کسی کا مال بے اذن مالک کے لے لینا اس طرح پر کہ مالک کی اس پر کچھ قدرت نہ رہے۔ اور مالک اس پر تصرّف بھی نہ کر سکے اس کو شرع میں غصب کہتے ہیں۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قصداً غصب کرے تو گنہگار ہوگا اور بدلہ ادا کرنا واجب ہے اور اگر بلا قصد کے ہو تو گنہگار نہ ہوگا۔ مگر بدلہ ادا کرنا واجب ہوگا۔

فائدہ غصب کرنے والے کو غاصب اور جس مال کو غصب

کیا ہو اس کو مغصوب کہتے ہیں۔

مسئلہ اگر کوئی شخص مال مثلی یا کیلی یا وزنی کو غصب کرے اور غاصب کے ہاتھ میں وہ مال ہلاک ہو جائے تو غاصب پر ان چیزوں کا مثل ادا کرنا واجب ہوگا اگر مثل ادا کرنے پر قادر ہو تو ورنہ اس چیز کی قیمت ادا کرنا واجب ہوگی۔ یعنی جس دن مالک اور غاصب کے درمیان خصومت واقع ہو اس دن کو جس قدر قیمت ٹھہرے اس قدر ادا کرنا واجب ہوگا۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے

لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جس دن غصب کیا تھا اس دن جو قیمت تھی اسی قدر ادا کرنا واجب ہوگا۔

اور امام محمدؒ کے نزدیک جس دن مثل ادا کرنے پر قادر نہ ہو اس دن جس قدر قیمت ٹھہرے اسی قدر قیمت ادا کرنا واجب ہوگا۔ اور فتوٰے بھی اسی پر ہے۔

اور جو چیز کہ اصلاً اس کا مثل نہیں ہے جیسے کپڑا یا چارپایہ۔ تو اس کی قیمت جسقدر غصب کے دن تھی اسی قدر ادا کرنا واجب ہوگا

مسئلہ جس چیز کو غصب کیا ہے وہ چیز اگر موجود ہو تو غاصب پر واجب ہے کہ اس چیز کو اس جگہ پر پہنچا دے۔ جہاں سے غصب کیا تھا۔ (ہدایہ، کفایہ، جامع الرموز)

مسئلہ جس چیز کو غصب کیا ہے اس چیز کی صورت اگر غاصب کے کام سے بدل جائے اور اس کا نام اور بڑے منافع بھی زائل ہو جائیں تو وہ چیز مالک کی ملک سے نکل جائے گی اور غاصب کی ملک میں داخل ہو جائے گی۔ اور غاصب پر اس کا بدلہ ادا کرنا واجب ہوگا، اور بدلہ ادا کرنے سے پہلے غاصب کو اس سے فائدہ لینا درست نہیں مثلاً کسی نے بکری کو غصب کر کے ذبح کر ڈالا، یا گیہوں کو غصب کر کے آٹا پیس ڈالا، یا لوہے کو غصب

کر کے اس سے تلوار بنائی یا پیتل کو غصب کر کے اس سے برتن بنایا تو ان سب صورتوں میں جب تک اس چیز کا بدلہ ادا نہ کرے گا اس سے فائدہ حاصل کرنا درست نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی شخص سونا چاندی کو غصب کر کے درہم یا دینار بنا لے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مالک کی ملک اس چیز سے زائل نہ ہوگی مالک بنی ہوئی چیز غاصب سے لے لے۔

لیکن صاحبینؒ کے نزدیک مالک کی ملک اس سے زائل ہو جائے گی، اور بدل ادا کرنے کے بعد غاصب اُس کا مالک ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی کسی کی بکری کو غصب کر کے ذبح کر دے تو مالک کو اختیار ہے چاہے بکری غاصب کو دیدے اور اسکی قیمت لے لے یا اُس مذبوح بکری کو لے لے اور اس بکری کی قیمت میں ذبح کرنے کی وجہ سے جسقدر نقصان آیا ہو اسی قدر غاصب سے لے لے۔

مسئلہ اگر کوئی کسی کے کپڑے کو پھاڑ ڈالے تو اگر تھوڑا پھٹا ہو تو مالک اپنے کپڑے کو لے لے اور نقصان کے مطابق غاصب سے قیمت لے لے، اور اگر زیادہ پھٹا ہو کہ اس کا منافع اکثر باطل ہو گیا تو مالک وہ کپڑا غاصب کو دیدے اور اس کپڑے کی پوری قیمت غاصب سے لے لے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کا بربط یا طبلہ یا مزمار یا دف وغیرہ توڑ ڈالے یا نشے کی چیز جیسے فی یعنی خرمے کا پانی جو گاڑھا ہو اہے یا منصف یعنی انگور کا رس جو جوش دینے کی وجہ سے آدھا رہ گیا ہے، اُسے گرا دے تو ان سب صورتوں میں غاصب پر ان چیزوں کی قیمت ادا کرنا واجب ہوگی، صاحبینؒ کے نزدیک غاصب پر اس کی قیمت ادا کرنا واجب نہیں اور فتویٰ اسی پر ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص ناحق حاکم کے پاس کسی کی چغلی کر کے کچھ جُرمانہ

لگوادے تو بقدرِ جرمانہ چغلی کرنے والے پر اُس جرمانہ دینے والے کو دیدینا واجب ہوگا۔ اور فتویٰ اسی پر ہے۔

اور اگر کوئی موذی انسان کو ایذا دیتا ہے یا کوئی فاسق کہ پند و نصیحت کرنے پر بھی فسق سے باز نہیں رہتا تو اس طرح کے آدمی کی اگر حاکم کے پاس شکایت کرکے کچھ جرمانہ لگوادے تو اس کا بدلہ دینا نہ ہوگا۔

(ہدایہ، جامع الرموز، دُرمختار)

کتابُ الرّہن

کسی کے حق کے بدلے کوئی ایسی چیز کو گرو رکھنا کہ اس سے مرتہن کو اپنا حق واپس لینا ممکن ہو۔ اسی کو شرع میں رَہن کہتے ہیں۔

مسئلہ ایجاب اور قبول سے رہن منعقد ہو جاتا ہے۔ اور مرتہن کو رہن کی چیز کے قبضہ کرنے سے رہن کامل ہوتا ہے۔

فائدہ گرو رکھنے والے کو راہِن، جسکے پاس گرو رکھا جاتا ہے اُسکو مرتہن اور جس چیز کو گرو رکھا گیا ہے اُسے مرہُون کہتے ہیں۔

مسئلہ رہن کی چیز کو اگر راہن ایسی جگہ رکھ دے کہ مرتہن وہاں سے قبضہ کر سکے تو اس سے مرتہن کا قبضہ ثابت ہوگا۔

اسی طرح اگر بائع بیع کو ایسی جگہ رکھ دے کہ مشتری وہاں سے قبضہ کر سکے تو بھی مشتری کا قبضہ ثابت ہوگا۔

مسئلہ گروی چیز جب مرتہن کے سپرد کرے اور وہ چیز مقسوم ہو، اور راہن کی ملک کے ساتھ مشغول نہ ہو، اور دوسری چیز سے ملی ہوئی نہ ہو پس ان تمام شرائط کے پائے جانے سے رہن پکا ہوگا اور مرتہن کے ضمان میں داخل ہوگا۔ یعنی ہلاک کرنے سے مرتہن اس کا بدلہ راہن کو دیگا۔

مسئلہ مرتہن کے قبضہ کرنے سے پہلے اگر راہن اپنے رہن سے رجوع کرنا چاہے تو درست ہے۔ اور قبضہ کرنے کے بعد رجوع کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ رہن کا حکم مثل امانت کے ہے۔ یعنی اس کی حفاظت مرتہن اور اس کے اہل وعیال کر سکتے ہیں۔

مسئلہ مرتہن کو مرہون میں کسی قسم کا تصرّف کرنا درست نہیں اگر مرتہن مرہون میں کسی قسم کا تصرّف کرے جیساکہ اگر مرہون کتاب ہو تو اُسے پڑھے، اور اگر کپڑا ہو تو اُسے پہن لے، اور مرہون چارپایہ ہو تو سوار ہو جائے، تو اس کی تمام قیمت کا بدلہ ادا کرنا مرتہن پر واجب ہوگا۔

مسئلہ رہن کا بدلہ مثل بدلہ غصب کے ہے۔ اور غصب کے بدلے کا بیان کتاب الغصب میں مذکور ہو چکا ہے۔

مسئلہ رہن کی چیز سے مرتہن کو کسی قسم کا نفع لینا درست نہیں۔ خواہ وہ نفع خدمت لینے یا سکونت اختیار کرنے یا پہننے یا اجارہ دینے کا ہو مگر جب راہن اجازت دیدے تب نفع لینا درست ہوگا۔ مگر کراہت کے ساتھ ہوگا۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ مرہون اگر مرتہن کے ہاتھ میں ہلاک ہو جائے تو وہ تین صورتوں کو شامل ہے یا تو قیمت مرہون کی مرتہن کے دَین کے برابر ہو یا زیادہ یا کم اگر قیمت برابر ہو تو مرتہن کے تمام دَین سے ساقط ہوگی۔ اور مرتہن پر کسی قسم کا بدلہ لازم نہیں آئے گا۔ اور اگر قیمت زیادہ ہو تو بقدرِ دَین ساقط ہوگا۔ اور جس قدر زیادہ ہے اُسی قدر مرتہن کے پاس امانت رہے گا۔ اور اگر قیمت کم ہو تو باندازہَ دین ساقط ہو جائے گا۔ اور باقی مرتہن راہن سے لے لے۔ اور یہ ساقط ہونا شرعاً مرتہن کے حق میں اپنے دَین کو سمجھ لینے کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ مرہون میں جو جو خرچ ہو جیساکہ چرواہے کی اُجرت اگر مرہون

چار پایہ ہو۔ اور خوراک اگر مرہون لونڈی یا غلام ہو۔ اور خراج اگر مرہون زمین ہو۔ اور اس کے علاوہ جو جو خرچ ہو سب راہن پر آئے گا۔ اور مرتہن پر کچھ نہ آئے گا۔ (ہدایہ، کنز)

باب ما یجوز بہ الارتہان وما لا یجوز بہ

مسئلہ جو چیز مشاع ہے یعنی حصہ نہ کی ہوئی ہو اس کو رہن رکھنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح شرکت کی چیز کو اپنے شریک کے پاس رکھنا درست نہیں۔

مسئلہ خرما اور کھجور کو رہن رکھنا بغیر درخت کے۔ اور زراعت کو بغیر زمین کے درست نہیں۔ ایسا ہی رہن رکھنا درخت کو بغیر زمین کے۔ اور زمین کو بغیر اس درخت اور زراعت کے جو اس زمین میں ہے، اور درخت کھجور کو سوائے اس کھجور کے جو اس درخت پر ہو درست نہیں۔

مسئلہ زمین، مکان اور گاؤں کو رہن رکھنے سے جو گھر اور درخت اس میں ہوں سب رہن میں داخل ہوں گے۔

مسئلہ مکان کے اندر جتنی چیزیں ہوں انکو مع مکان کے رہن رکھنا درست ہے۔

مسئلہ سلم کے رأس المال اور ثمن صرف اور مسلم فیہ میں رہن رکھنا درست ہے۔

مسئلہ امانت، عاریت، مضاربت اور شرکت کے مال میں رہن درست نہیں۔ ایسا ہی حُر، مکاتب، مدبر، اور امِ ولد میں بھی رہن رکھنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ جو مبیع اب تک بائع کے ہاتھ میں ہے اس کو رہن رکھنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ قصاص اور کفالۃ بالنفس میں رہن درست نہیں۔ ایسا ہی شفعہ میں بھی رہن درست نہیں ہے۔

مسئلہ یتیم کی خوراک اور پوشاک کے لیے اگر کچھ قرض ہو تو وصی کو یتیم کے مال کا رہن رکھنا درست ہے۔ اسی طرح اگر وصی یتیم کے مال میں یتیم کے لیے تجارت کرے تو یتیم کے مال کو رہن رکھنا اور یتیم کے مال کے بدلے رہن قبول کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ وصی نے یتیم کے مال کو یتیم کے قرض کی وجہ سے رہن رکھا اور مرتہن کے قبضہ کے بعد پھر یتیم کی حاجت پر مرہون کو عاریۃً لایا اور وصی کے ہاتھ وہ چیز نقصان ہوگئی تو وہ مرہون رہن سے نکل جائے گا۔ اور یتیم کے مال سے ہلاک ہوگا۔ اور وصی کو اپنے مال سے مرتہن کا دَین ادا کرنا ہوگا اور وہ مال پھر یتیم پر رجوع کریگا یعنی یتیم کے مال سے بقدرِ دَین مرتہن کے لے لیگا۔

اور اگر وصی اپنے کام کے لیے عاریۃً لایا ہو اور ہلاک ہوگیا تو یتیم کو اس مال کا بدلہ[1] دینا ہوگا۔

مسئلہ باپ نے اپنے نابالغ لڑکے کے مال کو رہن رکھا اور بالغ ہونے کے بعد لڑکے کا باپ مرگیا۔ تو اس صورت میں لڑکا اس دَین کو ادا کرنے سے پہلے مرہون کو واپس نہیں لے سکتا۔ خواہ باپ نے اپنی ذات کے لیے رہن رکھا ہو یا لڑکے کے لیے۔ (ہدایہ، کفایہ، جامع الرموز)

مسئلہ جب باپ اپنی ذات کے لیے لڑکے کے مال کو رہن رکھے، پس اگر لڑکا باپ کے دَین کو ادا کرے تو جتنا دَین ادا کیا ہے باپ کے مال سے لے لے۔

---

[1] یعنی وصی کو بدلہ دینا چاہیے یتیم کو ۱۲

مسئلہ درہم اور دینار یعنی سونا اور چاندی اور مکیلات اور موزونات کو رہن رکھنا درست ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے کپڑا یا کسی چیز کو خریدا اور بائع کو کہا کہ تم اس کو رکھ لو، جب تک میں قیمت نہ ادا کر دوں، اس صورت میں وہ چیز رہن میں داخل ہوگی۔

مسئلہ راہن اور مرتہن دونوں متفق ہو کر اگر رہن کی چیز کو کسی عادل کے پاس رکھنی چاہیں تو رکھنا درست ہے۔ پس اگر مرہون عادل کے ہاتھ میں ہلاک ہو جائے تو مرتہن کے ضمان میں ہلاک ہوگا۔ یعنی مرتہن کے پاس ہلاک ہونے سے جیسا اُسے بدلہ دینا ہوتا ہے ویسا ہی عادل کے پاس ہلاک ہونے سے مرتہن کو بدلہ دینا ہوگا۔

مسئلہ عادل اگر جدا جدا راہن یا مرتہن کو رہن کی چیز جو اس کے پاس رکھی ہے اس کو دیدے تو بھی بدلہ دینا ہوگا۔

مسئلہ راہن اگر مرتہن یا عادل یا غیر کو رہن کی مدّت گذرتے وقت مرہون کو بیچنے کے لیے کسی کو وکیل مقرر کرے تو یہ وکالت درست ہوگی۔

مسئلہ رہن کی چیز بیچنے کو اگر راہن کسی کو وکیل مقرر کر کے پھر اُسے معزول کرنا چاہے تو معزول نہیں کر سکے گا اور وکیل راہن کے ورثہ کی غیر حاضری میں بھی فروخت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ راہن زندہ کی غیر حاضری میں فروخت کر سکتا تھا۔

مسئلہ مرتہن اگر کسی کو وکیل مقرر کر کے مَر جائے تو وکیل معزول نہ ہوگا اور اپنی وکالت پر بحال رہے گا۔ (ہدایہ)

مسئلہ وکیل کے مَرنے سے وکالت ختم ہو جاتی ہے۔ اور وکیل کے ورثہ یا وصی قائم مقام اُسکے نہ ہو سکیں گے۔

مسئلہ رہن کی چیز کو بغیر رضائے راہن کے مرتہن کو بیچنا درست

نہیں۔ ایسا ہی راہن کو بغیر رضائے مرتہن کے مرہون کو فروخت کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ راہن اگر مرہون کی چیز کو مرتہن کی اجازت کے بغیر فروخت کرے تو بیع موقوف رہے گی۔ یعنی اگر مرتہن اُس بیچنے کو درست سمجھے تو بیع جائز ہوگی ورنہ ناجائز۔

مسئلہ راہن اگر مرتہن کے دَین کو ادا کر کے مرہون کو فروخت کردے تو بیع جائز ہوگی۔ اور دَین کے ادا کیے بغیر بیع درست نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر مرتہن مرہون کو بیچنے کی اجازت دے تو مرتہن کا حق مرہون کی قیمت کی طرف نقل کرے گا۔ یعنی مرتہن اپنے دَین کو اُس قیمت سے لے لے۔

مسئلہ اگر راہن مرہون کو مرتہن کی اجازت کے بغیر فروخت کردے اور مرتہن اس بیع کو توڑ دے تو اس کا توڑنا درست ہوگا۔ یہ ایک روایت میں ہے۔

لیکن ایک دوسری روایت میں ہے کہ مرتہن کے توڑنے سے بیع نہیں ٹوٹے گی اور یہی درست ہے۔

مسئلہ راہن اگر مرتہن کا دَین ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو راہن کا وصی مرہون کو فروخت کر کے مرتہن کے دَین کو ادا کرے گا۔ اور اگر وصی بھی نہ رہے تو حاکم کسی کو وصی مقرر کر کے حکم دے کہ وہ مرہون کو فروخت کر کے مرتہن کا دین ادا کرے۔

مسئلہ مرہون میں اگر کچھ نفع پیدا ہو تو وہ راہن کا حق ہوگا مگر مرہون کے ساتھ مرتہن کے پاس رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ کسی لونڈی کو رہن رکھا اور اس کے ہاں فرزند پیدا ہوا۔ یا کسی درخت کو رہن رکھا اور اُسے پھل لگا ہو تو فرزند اور میوہ رہن میں داخل ہوگا۔ لیکن مرتہن اس کا مالک نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر نفع ہلاک ہو جائے تو اس کا بدلہ مرتہن پر کچھ بھی لازم نہ آئے گا۔

مسئلہ اگر کسی نے دس درم میں ایک بکری کو گرو رکھا اور بکری کی قیمت بھی دس درم ہے اور راہن نے مرتہن کو کہا کہ اس بکری کا دودھ میں نے تمہارے لیے حلال کیا پس اس صورت میں اگر مرتہن اس بکری کا دودھ پی لے تو کچھ بدلہ لازم نہ آئے گا۔ اور اس کے لیے دودھ پینا حلال ہوگا اور اس کی وجہ سے مرتہن کے دَین سے کچھ ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ رہن میں زیادہ کرنا درست ہے۔ جیسا کہ کسی نے ایک کپڑے کو دس درہم کے عوض رہن کیا اور قیمت بھی اس کپڑے کی دس درہم ہے۔ پھر دوسرے کپڑے کو اس میں زیادہ کیا تو یہ زیادہ کرنا درست ہے اور دَین میں زیادہ کرنا درست نہیں۔

مسئلہ رہن کی چیز کو بدل دینا درست ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ ایک شخص نے دس روپے لے کر ان کے بدلے بیس (۲۰) روپے کی کوئی چیز اُسکو دیدی اس شرط پر کہ اگر اتنے دِن کے اندر اندر (مثلاً دو ماہ یا چار ماہ) تمہارے روپے واپس کر دوں تو وہ چیز ہماری ہے اور اگر روپے ادا نہ کرسکوں تو وہ چیز تمہارے ہاتھ بیچی، پس یہ درست ہے۔ اور اسی کو بیع وفا کہتے ہیں۔ جو لوگ اس کو رہن کہتے ہیں غلط ہے۔ (درمختار، فصول عمادی)

چونکہ رہن کے تمام مسائل کی اس مختصر سی کتاب میں گنجائش نہ تھی اس لیے چند مسائل ضروری لکھ دیئے گئے ہیں۔

کتابُ المزارعۃ

کھیتی کرنا اُس چیز کے بدلے میں جو اس زمین سے حاصل ہو۔ اس کو شرع میں مزارعت کہتے ہیں۔

مسئلہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مزارعت درست نہیں ہے لیکن صاحبینؒ کے نزدیک درست ہے۔ اور فتوائے صاحبین کے قول پر ہی ہے۔

مسئلہ گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، مرغی اور ریشم کے کیڑے میں معاملہ درست نہیں۔ یعنی اگر کوئی گائے یا مرغی وغیرہ کا معاملہ اس طرح پر کرے کہ گائے یا مرغی میری پرورش سے جتنے بچے دے اُن کا نصف یا ربع یا ثلث تمہارا ہے اور باقی ہمارا یا اس طرح پر کرے کہ گائے یا بکری کو پرورش کرنے سے اگر بچہ دے تو دُودھ اور بچہ پرورش کرنے والے کا اور گائے مالک کی۔ یا اس طرح پر کرے کہ اس گائے، مرغی اور بکری کو پالنے کے بعد جس قدر قیمت ٹھہرے اس کا آدھا یا تہائی پالنے والے کا اور باقی مالک کا۔

پس اس طرح کا معاملہ شرعاً درست نہیں۔ کیونکہ جو نفع اس میں ہوا ہے پالنے والے کے کام کا اس میں کوئی اثر نہیں پایا گیا۔ کیونکہ نفع پانی اور گھاس کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور حیوان اپنے اختیار سے یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ دوسرے کی مدد کے بغیر۔ پس حفاظت کرنے والے کے کام کا کچھ اثر حیوان کی ذات میں نہیں پایا جاتا اسی وجہ سے اس میں شرکت درست نہیں ہوتی ہے۔ (ہدایہ، کفایہ)

مسئلہ مزارعت صحیح ہونے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں ان کا معلوم کرنا ضروری ہے۔

پہلی ۱ یہ کہ زمین زراعت کے لائق ہو یعنی اس میں زراعت کرنے سے دھان یا گیہوں وغیرہ پیدا ہو سکے۔

دوسری ۲ یہ کہ زمین والے اور زراعت کرنے والے عقد کے اہل ہوں یعنی عاقل اور بالغ ہوں۔

تیسری ۳ یہ کہ زراعت کی مدّت معلوم ہو کہ ایک برس یا دو برس یا کم و بیش۔

چوتھی ۴ بیان کرنا اس بات کو کہ دانہ زمین والا دے گا یا زراعت کرنے والا دے گا۔

پانچویں ۵ یہ کہ جس نے دانہ نہیں دیا ہے اس کا حصّہ کتنا ہو گا۔

چھٹی ۶ یہ کہ زمین والا اپنی زمین کو خالی کر دے۔

ساتویں ۷ یہ کہ جو چیز زمین سے حاصل ہو اس میں دونوں شریک ہوں۔

آٹھویں ۸ یہ کہ کس قسم کا دانہ زمین میں ڈالے گا اس کی وضاحت کرنا۔

پس ان شرطوں کے پائے جانے سے مزارعت صحیح ہو گی۔

مسئلہ مزارعت چار قسم پر ہے۔

پہلی ۱ یہ کہ دانہ اور زمین ایک طرف کے ہوں اور بیل اور کام دوسری طرف کے۔

دوسری ۲ یہ کہ زمین ایک طرف کی ہو، اور دانہ اور بیل اور کام یہ دوسری طرف کا۔

تیسری ۳ یہ کہ زمین اور دانہ اور بیل ایک طرف کے اور کام دوسری طرف کا۔ پس ان تینوں صورتوں میں مزارعت درست ہے۔

چوتھی ۴ یہ کہ زمین اور بیل ایک طرف کا اور دانہ کام دوسری جانب سے۔

پس اس طرح کی مزارعت درست نہیں۔ مزارعت کی دو قسمیں اور بھی ہیں۔ ان سے بھی مزارعت درست نہیں ہوتی ہے۔

پہلی یہ کہ دانہ ایک طرف کا اور زمین اور بیل اور کام دوسری جانب سے ہوں۔

دوسری یہ کہ دانہ اور بیل ایک طرف کا اور زمین اور کام دوسری جانب سے۔ پس ان دو قسموں کی مزارعت بھی درست نہیں (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ مزارعت میں دونوں کے حصے شائع ہونے چاہئیں۔ یعنی معین نہ ہوں اس طرح پر کہ ایک شخص اپنا حصہ دو من یا چار من یا دس من لے لے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس اندازے سے زیادہ پیداوار نہ ہو، اسی لیے اس طرح کی تعیین کرنا درست نہیں۔

ایسا ہی اگر دانہ دینے والا شرط کرے کہ میں پہلے اپنے دانے کے مطابق حصہ لے لونگا اور باقی کو نصف نصف بانٹ لیں گے۔ پس اس طرح کی شرط کرنے سے مزارعت درست نہ ہوگی، کیونکہ اسمیں احتمال ہے کہ اس مقدار معلوم سے زیادہ پیداوار نہ ہو۔

مسئلہ اگر کوئی یہ شرط کرے کہ میں زمین کی فلاں جگہ کا حصہ لوں گا تو مزارعت درست نہ ہوگی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس جگہ کے علاوہ دوسری جگہ میں کچھ بھی نہ پیدا ہو۔

مسئلہ اگر مزارعت میں کوئی یہ شرط کرے کہ ایک شخص دانہ لے اور دوسرا گھاس لے۔ یا یہ شرط کرے کہ گھاس کو دو حصے کر کے بانٹ لیں۔ اور دانہ سب کا سب ایک لے لے۔ تو اس طرح شرط کرنے سے مزارعت درست نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ اگر شرط کرے کہ دانہ دو حصے کر کے لے اور گھاس کا معاوضہ نہ کرے تو مزارعت درست ہوگی۔ مگر گھاس اس صورت میں دانہ والے کیلئے

ہو گی۔

ایسا ہی اگر شرط کرے کہ دانہ دو حصے کر کے لے اور گھاس دانہ والے کی ہے تو بھی مزارعت درست ہو گی، اور اگر دانہ گھاس والے کے علاوہ دوسرے کسی کے لیے شرط کرے تو مزارعت فاسد ہو گی۔

مسئلہ مزارعتِ صحیحہ میں جو چیز زمین سے پیدا ہو تو جیسی شرط کی ہو وہ چیز ویسی ہی تقسیم ہو گی۔ اور اگر کچھ بھی پیدا نہ ہو تو کام کرنے والے کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔

مسئلہ مزارعتِ فاسدہ میں اگر زمین سے کچھ پیداوار ہو تو وہ دانہ والے کے لیے ہو گا اور کام کرنے والے کو کچھ نہیں ملیگا۔

مسئلہ مزارعتِ فاسدہ میں اگر دانہ زمین والے کی طرف سے ہو تو کام کرنے والے کو اجر ملے گا یعنی وہ کام کرنے سے جس قدر اُجرت لوگوں کے نزدیک ٹھہرے اسی قدر اُجرت اس کو دینا واجب ہو گی۔ اور اگر اجرِ مثل مقدار شرط سے بڑھ جائے تو جس قدر شرط کی تھی اسی قدر ملے گا۔ اور اگر دانہ کام کرنے والے کی طرف سے ہو تو زمین والے کو اجرِ مثل ملے گا یعنی اُس زمین کے برابر زمین کی جس قدر اُجرت ٹھہرے اسی قدر کام کرنے والے پر ادا کرنا واجب ہو گا۔

مسئلہ جب زمین اور بیل ایک جانب کے ہوں اور کام اور دانہ دوسری طرف سے تو اس سے مزارعت فاسد ہو جاتی ہے۔ پس اس صورت میں کام کرنے والے پر اجرِ مثل بیل اور زمین کا زمین اور بیل والے کو دینا لازم ہو گا اور یہی صحیح ہے۔

مسئلہ مزارعت کے عقد کے بعد اگر دانے والا کام کرنے سے باز رہے تو اُس سے جبراً کام نہیں لیا جا سکتا، اگر زمین میں دانہ نہ ڈالا ہو۔ اور اگر زمین میں دانہ ڈال دیا ہو تو جبراً کام لیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ دانہ ڈالنے کی وجہ سے

عقد مزارعت دونوں جانب سے لازم ہوگئی۔

مسئلہ اگر کام کرنے والا زمین میں ہل چلائے اور زمین والا کہ دانہ بھی اسی کی طرف سے ہے اپنی زمین کو مزارعت میں دینے سے باز رہے تو کام کرنے والے کو ہل چلانے کے عوض کچھ نہیں ملے گا۔ یہ قاضی پر منحصر ہے۔ لیکن عند اللہ کام کرنے والے کو کچھ نہ کچھ دے کر راضی کرنا چاہیئے۔

مسئلہ زمین والے یا کام کرنے والے کے مَر جانے سے مزارعت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنی زمین کو تین برس کی شرط پر مزارعت میں دیا اور پہلے ہی برس دانہ ڈالنے سے پہلے زمین والا فوت ہوگیا۔ تو اس صورت میں دانہ ڈالنے تک زمین کام کرنے والے کے ہاتھ میں رہنے دی جائے گی۔ اور کاٹنے کے بعد جس طرح شرط کی تھی اسی طرح تقسیم ہوگی۔ اور باقی دو برس کی عقد مزارعت ٹوٹ جائے گی۔

ایسا ہی کام کرنے والا زمین کو چسے[۱] اور نہر کھود لے لیکن دانہ نہ ڈالے اسی دوران میں صاحب زمین مر گیا تو بھی عقدِ مزارعت ٹوٹ جائے گی۔ اور نہر کھودنے اور زمین چسنے کے عوض کچھ نہیں ملے گا۔

مسئلہ مزارعت کی مدّت ختم ہوئی اور زراعت تیار نہ ہوئی تو عامل پر اجرِ مثلِ زمین کا اس کے حصّے کے انداز پر دانہ پکنے تک کا لازم آئے گا یعنی اتنی مدّت رہنے میں زمین کی جس قدر اجرت ٹھہرے عامل پر زمین والے کو اپنے حصے کے انداز پر اتنا ہی دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ زراعت پر جتنا خرچ ہو اپنے اپنے اندازے کے مطابق حصّہ لازم آئے گا۔ اور اگر ان میں سے ایک دوسری کی اجازت کے بغیر یا حکمِ حاکم

---

[۱] چسے یعنی ہل چلا دے ۱۲

کے بغیر خرچ کر دے تو وہ متطوع ہے۔

مسئلہ مزارعت کی مدت ختم ہونے کے بعد اگر دانہ سبز رہا اور صاحب زمین دانہ سبز کو کاٹنا چاہے تو صاحبِ زمین کو کاٹ لینا درست نہ ہوگا بلکہ دانہ پکنے تک انتظار کرنا لازم ہے۔

مسئلہ دانہ پیدا ہونے کے بعد اگر کام کرنے والا فوت ہو جائے تو اس کے وارث اگر دانہ پکنے تک کام کرنا چاہیں تو کام کرنا درست ہے۔ اور زمین والا ان کے کام سے انکار نہ کر سکے گا۔ لیکن ان کو کسی قسم کی اُجرت نہیں ملے گی۔

مسئلہ اُجرت دانہ کاٹنے، اٹھانے اور خرمن کوبی اور صاف کرنے کی اپنے اپنے حصے کے مطابق دونوں پر لازم آئے گی۔ اور اگر عامل ان سب اخراجات کی شرط کرے تو مزارعت فاسد ہوگی۔

(ہدایہ، کنز، جامع الرموز)

کتاب المضاربۃ

تجارت کے لیے کسی کو کچھ مال دینا اس شرط پر کہ اس مال کی تجارت کرنے سے جو نفع ہو اُسکا آدھا یا تہائی تجارت کرنے والے کا ہے اور باقی مال والے کا۔ اس کو شرع میں مضاربت کہتے ہیں۔

فائدہ مال والے کو رَبّ المال اور تجارت کرنے والے کو مضارِب کہتے ہیں۔

مسئلہ اشرفی، روپیہ اور پیسہ جو مروّج ہے اس کے علاوہ دوسرے مال میں مضاربت درست نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ مضاربت کا مال پہلے امانت ہے یعنی جب مضارب کو سپرد کردے تو وہ مال امانت کا حکم رکھتا ہے اور مضارب اس کا امین ہے۔ اور جب مضارب اس میں کچھ تصرف کرے تب حکم وکالت کا رکھتا ہے۔ اور مضارب اُس میں وکیل ہے کیونکہ مالک کے حکم سے تصرف کرتا ہے۔ اور جب نفع ہو تب حکم شرکت کا رکھتا ہے اس میں شریک ہے۔ اور جب فاسد ہو جائے تب حکم اجارۂ فاسد کا رکھتا ہے۔ پس اس صورت میں مضارب کو اجرِ مثل ملے گا۔ اور اگر مضارب اس مال میں جس مال کو ربّ المال نے دیا ہے خیانت کرے تو غصب میں داخل ہوگا اور مضارب غاصب گنا جائے گا۔

اور اگر تمام نفع مالک کے لیے شرط کرے تو بضاعت میں داخل ہوگا اور اگر تمام نفع مضارب کے لیے شرط کرے تو قرض میں داخل ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی شخص زمین دے کہ اُسے بیچ کر اس کی قیمت سے مضاربت کرے تو مضاربت درست ہوگی۔ ایسا ہی اگر کہے کہ ہمارا مال فلاں آدمی کے پاس ہے لیکر تم مضاربت کرو تو بھی مضاربت درست ہوگی۔

مسئلہ مضاربت میں حصہ غیر معین نہ ہونا چاہیئے یہاں تک کہ اگر کوئی کہے کہ مجھ کو نفع میں سے دس روپے یا زیادہ یا کم دینا ہوگا باقی کو دو حصے کرکے لوں گا۔ تو مضاربت درست ہوگی۔

مسئلہ مضارب کے ساتھ ربّ المال کے کام کی شرط کرے تو مضاربت فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ مضاربت میں مال اس طرح مضارب کو دینا چاہیئے کہ اس میں ربّ المال کا تصرف بالکل نہ رہے۔

مسئلہ جب مضاربت مطلق ہو یعنی جب ربّ المال کوئی جگہ یا متاع یا کام کرکے خاص نہ کردے تو مضارب کا اس مال کو فروخت کرنا اور اس سے کوئی چیز خریدنا، یا سفر میں پہنچانا یا بضاعت کرنا یعنی دوسرے کسی سے

تجارت میں مدد لینا، کسی کو وکیل مقرر کرنا، کسی کے پاس امانت رکھنا نقد یا اُدھار بیچنا، کم یا زیادہ قیمت میں خرید و فروخت کرنا، کسی کے پاس رہن رکھنا، اجارہ دینا، اس کے عوض کسی چیز کو اجارہ لینا، حوالہ قبول کرنا درست ہے۔ اگر ربُ المال تصرف کو خاص کرے اس طرح پر کہ فلاں شہر میں بیچنا ہوگا یا فلاں مال کی تجارت کرنا ہوگی۔ تو مضارب کو اس کی مخالفت کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ مضاربت کے مال کو دوسرے آدمی کو مضاربت میں دینا اور مضاربت کے مال پر کچھ قرض لینا اور کچھ قرض دینا اور اپنے مال سے ملا کر رکھنا درست نہیں مگر جب ربُّ المال اجازت دے یا کہدے کہ تم اپنی مرضی اور رائے سے جو کام پسند کرو سو کرو تو یہ درست ہے۔

(ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ اگر ربُّ المال کوئی وقت معین کر دے تو وقت ختم ہوتے ہی عقد مضاربت باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ اگر مضارب اپنے ملک میں تجارت کرے تو خوراک اپنے مال سے کھانا ہوگا مضاربت کے مال سے کھانا درست نہ ہوگا۔

اور اگر کسی دوسرے ملک میں رہے کہ وہ مدّتِ سفر پر ہو تو کھانے اور پینے کی چیز، لباس، نوکر کی اُجرت، سواری کا کرایہ، سواری کے جانور کا مضاربت کے اصل مال سے بقدرِ کفایت جس قدر تاجروں کے نزدیک خرچ ٹھہرے کرے۔

اور اگر وہ جگہ سفر کی مدّت سے کم ہو جیسے ایک دن یا دو دن۔ تو صبح کو وہاں اپنے کام پر جائے اور ہر دن اپنے اہل و عیال کے ساتھ نہ رہے۔ پس اس صورت میں جس دن اپنے مکان میں رہے اس دن کی خوراک اپنے ہی مال سے کھانا ہوگا۔ اور جس دن کام پر جائے اس دن مضاربت کے مال

سے کھائے گا۔ پس ان صورتوں میں اگر نفع ہو تو مضارب نے جس قدر اصل مال سے خرچ کیا ہے ربُّ المال سے پہلے نفع میں سے اُس قدر لے لے، اس کے بعد جس قدر نفع بچ رہے دونوں تقسیم کر لیں۔

مسئلہ مضاربت کے عقد کے وقت اگر ربُّ المال مضارب کے ساتھ اپنے نوکر کے کام کرنے کی شرط کرے تو مضاربت درست ہوگی۔

مسئلہ مضارب یا ربُّ المال کے مرنے سے مضاربت باطل ہوگی۔ اسی طرح اگر ربُّ المال مرتد ہو جائے تو کفّار کے ملک میں داخل ہو جائے تو بھی مضاربت باطل ہو جائے گی۔ اور مضارب کے مرتد ہونے سے مضاربت باطل نہیں ہوتی بلکہ اصلی حالت پر رہتی ہے۔

مسئلہ ربُّ المال اگر مضارب کو معزول کرے اور مضارب کو یہ خبر معلوم نہ ہو تو جب تک معلوم ہو مضاربت کے مال کی خرید و فروخت کرنا اور اس میں تصرّف کرنا درست ہوگا اور معلوم ہونے کے بعد نہیں۔

اگر کسی چیز کو خریدنے کے بعد معزولی کی خبر معلوم ہو تو خریدی ہوئی چیز کو فروخت کرنا درست ہوگا۔ مگر اس چیز کی قیمت سے کسی دوسری چیز کو خریدنا درست نہ ہوگا۔

مسئلہ مضاربت کے مال سے اگر کچھ مال ہلاک ہو جائے تو ہلاک کو پہلے نفع کی طرف سے گردانے گا اور اگر نفع سے پورا نہ ہو تو اصل مال کی طرف سے گردانے گا اور مضارب پر کچھ لازم نہ آئے گا۔ کیونکہ مضارب امین ہے۔ اور ہلاک ہونے کی وجہ سے امین پر ضمان لازم نہیں آتا ہے۔

(ہدایہ ، کنز ، عینی ، جامع الرموز)

کتابُ الذبائح

مسئلہ ٹڈی اور مچھلی کے علاوہ جتنے جانور کھانے کے ہیں اُن کے حلال ہونے کے لئے ذبح شرط ہے۔ ذبح دو قسم پر ہے ایک اختیاری دوسرا اضطراری۔

ذبح اضطراری یہ ہے کہ ذبح کی جگہ پر کسی عذر کی وجہ سے ذبح کرنے پر قادر نہ ہو۔ جیسے کوئی جانور دیوار یا مٹی کے نیچے دب گیا ہو کہ اس کی گردن اور حلق مٹی کے نیچے ہے یا کوئی وحشی جانور ہے کہ وہ آدمی سے بھاگتا ہے۔ جیسے ہرن وغیرہ۔ تو اس صورت میں حیوان کے بدن پر اگر کسی جگہ میں زخم کر سکے تو اس کو کھانا حلال ہوگا۔

ذبح اختیاری یہ ہے کہ ذبح کی جگہ میں ذبح کرنے پر قادر ہو۔ پس ذبح کی جگہ ٹھڈی کے نیچے جو ایک ہڈی باہر نکلی ہوئی ہے اُس کے نیچے اور جہاں سے سینہ شروع ہوتا ہے اُس کے اُوپر ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

جامع صغیر میں لکھا ہے کہ تمام حلق ذبح کی جگہ ہے خواہ اُوپر ہو خواہ نیچے ہو خواہ درمیان میں ہو۔

مسئلہ ذبح کے وقت جن رگوں کا کاٹنا ضروری ہے وہ چار رگیں ہیں۔
پہلی حلقوم جہاں سے سانس نکلتی ہے۔
دوسری مری ہے۔

تیسری، چوتھی دوجان وہ دو رگیں جو حلق کے دو کناروں پر ہیں اُن سے خون کی آمد و رفت ہوتی ہے۔

مسئلہ حلقوم اور مری اور ایک دو جان کو کاٹنے سے جانور کا کھانا حلال ہوتا ہے۔

مسئلہ ذبح کرنے سے اگر خون نہ نکلے اور حرکت بھی نہ کرے۔ مگر ذبح کے وقت اس قدر معلوم ہو کہ وہ جانور زندہ ہے تو اسے کھانا درست ہے۔ اور اگر ذبح کے وقت اس کی حیات معلوم نہ ہو تو اس میں خون نکلنا یا حرکت کرنا شرط ہے۔ بعض علماء کے نزدیک ہر حال میں خون نکلنا شرط ہے یعنی ذبح کے وقت اس کی حیات معلوم ہو یا نہ ہو مگر ذبح کرتے وقت خون نکلنا چاہیئے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ جو گرہ کہ ٹھوڑی کے نیچے باہر نکلی ہوتی ہے اس کے اُوپر سے ذبح کرنا درست نہیں۔ یہ اکثر علماء کا مسلک ہے۔

لیکن امام مستغفری کے نزدیک اُس گرہ کے اوپر سے بھی ذبح کرنا درست ہے، شاید یہ قول ضعیف ہوگا کیونکہ یہ جمہور علماء کے خلاف ہے۔

مسئلہ ذبح کے لیے شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلم یا کتابی یعنی یہودی یا نصرانی ہو۔ اگرچہ کتابی دار الحرب میں رہتا ہو۔

اور یہ بھی شرط ضروری ہے کہ ذبح کرنے والا اور پکڑنے والا دونوں بِسْمِ اللّٰہ کو جانتے ہوں اور رگوں کے کاٹنے پر بھی قادر ہوں اگرچہ ذبح کرنے والا لڑکا یا عورت یا مجنون یا اقلف یعنی ختنہ نہ کیا ہوا ہو یا گونگا ہو۔

پس ان سب کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ ذبح کے وقت خدا کا نام لے۔

اور اگر رگوں کے کاٹنے پر قادر نہ ہو اور بِسْمِ اللّٰہ بھی نہ جانتا ہو تو اُن کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ آتش پرست، بُت پرست، مُرتد، بِسْمِ اللّٰہ کو قصدًا ترک کرنے والا اور اِحرام باندھنے والا ان تمام کا ذبیحہ کھانا حلال نہ ہوگا۔ اور جس پرندے کو احرام میں ذبح کیا ہے اُسے کھانا بھی درست

نہیں ہے۔ اور اگر احرام باندھنے والا پرندے کے علاوہ کسی دوسرے جانور کو ذبح کرے تو اس کا کھانا درست ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی نے بسم اللہ کو سہواً ترک کیا تو وہ ذبیحہ کھانا درست ہوگا۔

مسئلہ ذبح اختیاری میں شرط یہ ہے کہ بسم اللہ ذبح کے ساتھ متصل ہو یعنی بسم اللہ کہتے ہی ذبح کرے۔ اور کوئی کام بسم اللہ پڑھنے کے بعد اور ذبح کرنے سے پہلے نہ کرے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے بکری کو لٹا کر بِسْمِ اللہ پڑھا اور اُسے ذبح کئے بغیر چھوڑ دیا پھر دوسری بکری کو اسی بسم اللہ سے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ کھانا درست نہ ہوگا۔

مسئلہ شکار کرنے میں شرط یہ ہے کہ باز، کتّا یا تیر چھوڑتے وقت بِسْمِ اللہ پڑھے یہاں تک کہ اگر کسی نے تیر کو ہاتھ میں لے کر بِسْمِ اللہ پڑھا، پھر اس تیر کو رکھ کر دوسرے تیر سے اُسی بِسْمِ اللہِ سے شکار کیا تو وہ جانور حلال نہ ہوگا۔ (ہدایہ، جامع الرموز وغیرہ)

مسئلہ خدا کے نام کے ساتھ دوسرے کسی کا نام ملا کر ذبح کرنا حرام ہے۔ یعنی کوئی کہے کہ میں ذبح کرتا ہوں اس جانور کو اللہ اور فلاں کے نام سے تو یہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ وما اھل بہ لغیر اللہ کے تحت آتا ہے۔ اور اس آیت کی تفسیر مولانا محمدؐ وجیہ صاحب مرحوم نے اپنی کتاب دافع الشرور میں خوب لکھی ہے۔ جسے ضرورت ہو وہ اصل کتاب کو دیکھ لے۔

مسئلہ اگر کوئی ذبح کرتے وقت کہے بسم اللہ اللھم تقبل من فلان تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص جانور کو لٹانے سے پہلے یا بعد بسم اللہ کہنے سے پہلے کہے اللہ تقبّل من فلان یا اور کوئی دعا پڑھے، اور اس کے بعد بِسْمِ اللہ کہکر ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حلال ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی بِسْمِ اللہ کے ارادے سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحٰنَ اللہ کہکر ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حلال ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی نے چھینک مار کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا اور اسی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سے ذبح کر لیا تو وہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ ذبح کرنے والوں کو چاہیئے کہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کہکر ذبح کریں۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ جانور میں سات چیزیں حرام ہیں۔
پہلی:۔ دم مسفوح یعنی جو خون ذبح کرتے وقت اچھل کر نکلتا ہے۔
دوسری:۔ پیشاب کی جگہ۔
تیسری:۔ دونوں خصیے۔
چوتھی:۔ پاخانے کی جگہ۔
پانچویں:۔ غدود یعنی وہ گرہ جو سب گوشت کے اوپر ہوتی ہے۔
چھٹی:۔ وہ جگہ کہ جس میں پیشاب رہتا ہے۔
ساتویں:۔ پتہ۔

(ہدایہ)

کنز میں حرام مغز کو بھی حرام لکھا ہے۔ اور وہ ایک ڈوری سفید مانند دودھ کے پیٹھ کی ہڈی کے اندر کمر سے لے کر گردن تک ہے۔ اسی کو حرام مغز کہتے ہیں۔ اور بعض علمائے کرام نے مقعد پر جو تین گرہیں ہیں ان کو بھی حرام کہا ہے۔

مسئلہ سونا، چاندی اور پیتل اگر تیز ہو اس سے ذبح کرنے سے حلال ہوتا ہے۔ ایسا ہی پتھر اور ٹھیکری جو باریک ہے اور تیز لکڑی سے ذبح کرنے سے بھی حلال ہوتا ہے۔

مسئلہ بانس کے پوست اور جو چیز تیز ہے اس سے بھی ذبح کرنے سے

ذبیحہ حلال ہوتا ہے۔

مسئلہ اکھاڑے ہوئے دانت اور ناخن اور سینگ سے ذبح کرنے سے کھانا درست ہوتا ہے مگر اس طرح ذبح کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ جو دانت یا ناخن جو اب تک بدن سے جدا نہیں ہوا ہے۔ اس سے ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ذبح کے ہتھیار کو خوب تیز کرنا مستحب ہے اور حیوان کو لٹا کر چھری تیز کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ نخاع مکروہ تحریمی ہے۔ اور نخاع حیوان کی گردن کی ہڈی کے اندر جو سفید ڈوری ہے اُسے کاٹ دینے کو نخاع کہتے ہیں۔ اور ذبح کے وقت سَر کو کھینچنا تاکہ ذبح کی جگہ خوب ظاہر ہو بعض علمانے اس کو بھی نخاع کہا ہے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ نخاع حیوان کی گردن کو توڑ دینا سرد ہونے سے پہلے۔ بہرحال ہر طرح کی تعذیب مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ حیوان کو ذبح کرنے کی جگہ تک پکڑ کر کھینچ لے جانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص گردن کی طرف سے ذبح کرے اور ذبح کی رگیں سب کٹ جائیں تو وہ ذبیحہ حلال ہوگا۔ اور اگر رگوں کے کاٹنے سے پہلے مرجائے تو اس کا کھانا حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ جو جانور آدمی سے مانوس ہو یعنی بھاگتا نہ ہو تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہوتا ہے۔

اور جو جانور وحشی ہے یعنی آدمی سے بھاگتا ہے تو اُس کے پاؤں پر چھری یا تلوار وغیرہ مار کر کاٹنے سے یا اس کے بدن پر زخم کرنے سے کھانا اس کا حلال ہوتا ہے۔

مسئلہ اگر کوئی جانور پانی میں گر پڑے اور اُسے فی الفور پکڑنے پر

قادر نہ ہو، اور اُس کے مرجانے کا خوف ہو تو اس کو زخم کرنے سے کھانا حلال ہوتا ہے۔

مسئلہ جو جانور آدمی کو مارنے آتا ہے اور اس کے پکڑنے پر قادر نہ ہو، تو کسی تیز ہتھیار سے بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر اُسے مار کر زخمی کرنے سے کھانا حلال ہوتا ہے۔

مسئلہ اونٹ میں نحر یعنی نیزہ وغیرہ مار کر رگوں کا کاٹنا مستحب ہے اور ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اور گائے اور بکری کو ذبح کرنا مستحب ہے اور نحر مکروہ ہے۔

مسئلہ جانور کو ذبح کرنے سے اگر اُس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلا تو وہ بچہ کھانا درست نہ ہوگا (ابوحنیفہ، زفر، حسن بن زیاد) اور فتوائے بھی اسی پر ہے۔ (ہدایہ، مضمرات)

مسئلہ ذبح کرتے وقت اگر سر کٹ کر علحدہ ہو جائے تو وہ سر اور ذبیحہ کھانا حلال ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ہدایہ)

فصل فیما یحلُّ اکلہ وما لا یحلُّ

مسئلہ جو جانور دانت سے شکار کرتا ہے جیسے شیر، گرگ، پلنگ[۱]، چیتا، کفتار، کُتا، ہاتھی، بلّی، سوسمار، سور، سنجاب[۲]، تیمور، فنک[۳]،

---

[۱] ایک جانور ہے سوائے چیتے کے جسکو عربی میں نمر کہتے ہیں اور چیتے کو فارسی میں یوز کہتے ہیں۔ اور جو لوگ پلنگ کو چیتا کہتے ہیں محض غلط ہے۔ [۲] سنجاب بالفتح وبالکسر نیز ایک جانور ہے کہ اس کے پوست سے شین بناتے ہیں وہ خاکستری ہوتا ہے۔ [۳] فنک بہ فتحتین ایک جانور ہے سفید رنگ کہ اس کے پوست سے شین بناتے ہیں اور اس کے پوست کو بھی فنک کہتے ہیں ۱۲

دلق[1]، بندر، موش وشتی[2] اور گیدڑ اور ان کے علاوہ جتنے جانور دانت سے شکار کرتے ہیں ان کو کھانا درست نہیں ہے۔

اور جو چڑیا پنجے سے شکار کرتی ہے جیسے عقاب، کرگس، چرغ، باز، باشق، شاہین اور چیل اور ان کے علاوہ جتنی چڑیاں پنجے سے شکار کرتی ہوں ان کو کھانا درست نہیں ہے۔

اور وہ کوّا جو سیاہ اور سفید مُردار خور ہے، کچھوا، اور ان کے علاوہ جتنے حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑے ہیں جیسے چوہا، سانپ، مینڈک، گھونس، برغوث[3]، جوئیں، مکھی، مچھر اور کلنی وغیرہ کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ وہ گدھا جو گھروں میں رہتا ہے اس کو کھانا درست نہیں۔ اسی طرح خچر کو کھانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

لیکن امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ خرگوش کو کھانا درست ہے۔

مسئلہ جس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جیسے کتّا اور بلّی وغیرہ تو اس کو بسم اللہ کے ساتھ ذبح کرنے سے اس کا گوشت اور پوست پاک ہوتا ہے۔ مگر کھانا حلال نہیں ہوتا ہے۔

لیکن آدمی اور سُوّر کو ذبح کرنے سے اس کا گوشت اور پوست پاک

---

[1] دلق بہ فتحتین معرب دلہ کا ہے اور وہ ایک جانور ہے کہ اس کے پوست سے بھی پوستین بناتے ہیں۔ [2] موش وشتی یعنی جنگلی چوہا۔ [3] برغوث بالضم جس کو ہندی میں پسو کہتے ہیں۔

نہیں ہوتا۔
مسئلہ کتے اور بکری سے اگر جفت لگ کر بکری کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو اس طرح پر کہ بچے کا سر کتے کے سر کی صورت اور تمام اعضاء بکری کے اعضاء کی صورت پر ہوں تو اس صورت میں بچے کے سامنے گھاس اور گوشت رکھ دینا چاہیئے۔ پس اگر بچہ گوشت کو کھائے تو اُسے کھانا درست نہ ہوگا۔ اور اگر وہ گھاس کھائے تو اس بچے کو ذبح کر کے سر کو پھینک دینا اور باقی اعضا کو کھانا درست ہے اور اگر گھاس اور گوشت دونوں کھائے تو اس کو کھانا درست نہیں مگر جب بکری کی آواز پر آواز کرے تو سر کو چھوڑ کر باقی اعضا کو کھانا درست ہے۔
اور اگر کتے اور بکری دونوں کی آواز کی طرح آواز کرے تو دیکھنا چاہیئے کہ پیٹ میں انتڑی ہے یا معدہ۔ اگر انتڑی ہو تو اُسے کھانا درست نہیں اور معدہ ہو تو اس کے سر کو چھوڑ کر باقی اعضا کو کھانا درست ہے۔
(فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ گاومیش صحرائی ہو یا اہلی اس کو کھانا درست ہے۔
(عالمگیری)

مسئلہ ریگ ماہی کو کھانا درست نہیں۔ کیونکہ وہ حشرات الارض میں سے ہے۔
مسئلہ ہرن کو کھانا درست ہے۔ (سراج الوہاج)
مسئلہ بلبل اور فاختہ کو کھانا درست ہے۔
(حیات الحیوان، عالمگیری)

مسئلہ طوطے کو کھانا درست نہیں ہے۔

لہ ظاہراً طوطے کے عدم حلت کی دلیل معلوم نہیں ہوتی ہے ۱۲

مسئلہ ساہی جس کو فارسی میں خارپشت کہتے ہیں کھانا حرام ہے۔ (تاتارخانیہ)

مسئلہ ہُدہُد کو کھانا درست ہے (عالمگیری) لیکن بزازیہ میں اسے مکروہ لکھا ہے۔

مسئلہ جھینگا جس کو فارسی میں ملخ دریائی اور عربی میں جراد البحر اور بنگلہ میں چنگڑی اور رایجا مچھلی کہتے ہیں اس کو کھانا حلال[1] ہے۔ اور فتویٰ اسی پر ہے۔ (انواع)

مسئلہ جونک کو کھانا درست نہیں ہے (بحر الرائق)

مسئلہ چمگادڑ کو کھانا درست نہیں (خلاصہ، تاتارخانیہ)

مسئلہ گوریا کو کھانا درست ہے۔ (خلاصہ)

مسئلہ چیونٹی کو کھانا درست نہیں (بحر الرائق)

مسئلہ مینا کو کھانا درست ہے (عالمگیری)

مسئلہ چھپکلی اور گرگٹ کو کھانا حرام ہے (کفایۃ المومنین)

مسئلہ سیپ جسکو عربی میں صدف کہتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کھانا حرام ہے۔ لیکن امام محمدؒ کے نزدیک جس سیپ کے اندر موتی پیدا ہوتا ہے اس کے گوشت کا کھانا حلال ہے (سراج الوہاج)

---

[1] بعض حنفیہ کو اس کی حلت میں کلام ہے۔ اس لیے کہ وہ حشرات الارض میں سے ہے۔ اقسام مچھلی سے نہیں۔ پس احتیاط اس کے ترک میں ہے۔ ۱۲

مسئلہ شتر مرغ کو کھانا حلال ہے (جامع الرموز)
مسئلہ شہد کی مکھی کو کھانا حرام ہے (فتاویٰ بزازیہ)
مسئلہ کیڑے جتنے قسم کے ہیں سب حرام ہیں کیونکہ کیڑا خبیث ہے اور ہر خبیث حرام ہے (حیوٰۃ الحیوان)
مسئلہ کیڑا اور کھٹمل اور کھنکھجورے کو کھانا درست نہیں ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

مسئلہ ابابیل کو کھانا درست ہے (تاتارخانیہ)
مسئلہ کینچوا جس کو عربی میں خراطین کہتے ہیں اسکو کھانا حرام ہے۔
مسئلہ گھن جس کو بنگلہ میں سامو ک کہتے ہیں اس کا کھانا حرام ہے۔
مسئلہ مچھلی بڑی ہو یا چھوٹی سب قسم کی حلال ہے مگر چھوٹی مچھلی کا پت جس قدر دور کر سکے دور کرنا چاہیئے اور جس کا دور کرنا چھوٹی ہونے کی وجہ سے ناممکن ہو، اس میں تکلیف مالا یطاق درست نہیں ہے۔ (سراج الوہاج) کلکتہ اور بنگال کے علمار کا بھی اسی پر اجماع ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
مسئلہ پانی میں جتنے جانور رہتے ہیں سب حرام ہیں مگر مچھلی جتنی قسم کی ہوں سب حلال ہیں۔
مسئلہ جو مچھلی پانی پر از خود مر کے بہے اُسے کھانا درست نہیں ہے اور اگر کسی آفت کی وجہ سے مر جائے جیسے تنگی مکان یا سانپ کے کاٹنے یا زخم پہنچنے یا کسی دوا ڈالنے کی وجہ سے مر جائے تو اس کو کھانا درست ہے
مسئلہ مچھلی اگر پانی پر از خود مر کر پھنس جائے پس اگر چت ہو کر پھنسے تو اس کو کھانا درست نہیں اور اگر اوندھی ہو کر پھنسے تو اُس کو کھانا درست اور صحیح ہے۔
مسئلہ اگر کوئی مچھلی اس طرح پر مرے کہ اُس کا سر سوکھے پر اور دُم پانی میں ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک اسکا کھانا درست ہے اور اگر سر پانی میں

اور دُم سوکھے پر ہو تو اس صورت میں اگر سوکھے پر نصف یا نصف سے کم ہو تو کھانا درست نہیں۔ اور اگر نصف سے زیادہ سوکھے پر ہو تو کھانا درست اور جائز ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے مچھلی کو نجس پانی میں چھوڑ دیا اور مچھلی وہاں بڑی ہو گئی تو اس صورت میں اُس کو کھانا درست ہے (اشباہ والنظائر)

مسئلہ مچھلی کے پیٹ میں اگر کوئی مُردہ مچھلی پائی جائے تو اُسے کھانا درست ہے کیونکہ وہ تنگیٔ مکان کی وجہ سے مری ہے۔

مسئلہ جرّیث اور مارماہی حلال ہے۔ جرّیث ایک سیاہ رنگ کی مچھلی ہے اور مارماہی مچھلی سانپ سے مشابہت رکھتی ہے جس کو بنگلہ زبان میں بام اور سلیس کہتے ہیں۔ اور چاٹگام کے بعض لوگ کو جیا کو سلیس کہتے ہیں تو اس کو جیا کو کھانا درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(ہدایہ، قاضی خاں، عینی، جامع الرموز)

جو لوگ کو جیا کو مارماہی کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ وہ مطلقاً مچھلی کی صورت پر نہیں بلکہ دیکھنے میں بعینہٖ سانپ کی طرح نجس اور خبیث معلوم ہوتی ہے اس کے علاوہ طبیعتِ سلیم بھی اُس سے نفرت کرتی ہے۔ اور جو چیز طبیعت سلیم کے نزدیک خبیث معلوم ہو وہ خبیث میں داخل ہے اور خبیث چیز کا کھانا شرعاً درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ ٹڈی کو کھانا درست ہے اگر از خود مَر جائے۔ اور تلّی اور کلیجی کا کھانا بھی درست ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے

اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ وَ دَمَانِ۔	حلال کیے گئے ہیں ہمارے لیے دو مُردے اور دو خون۔

پس دو مُردے مچھلی اور ٹڈی ہے۔ اور دو خون کلیجی اور تلّی ہے۔ اور جو خارجی لوگ سب بُھنگے کو ٹڈی کہتے ہیں یہ سراسر جہالت ہے کیونکہ بُھنگے

کو عربی میں فراش کہتے ہیں۔ اور ٹڈی کو جراد۔

پس نام میں بھی فرق ہے اور صورت میں فرقِ عظیم ہے۔ اب جس کو شک ہو وہ اس آدمی سے دریافت کر لے جس نے ٹڈی اور بھنگے کو دیکھا ہو۔

(ہدایہ)

کتابُ الاضحیۃ

مسئلہ قربانی سال میں ایک دفعہ واجب ہوتی ہے۔ آزاد، مسلمان، مقیم اور صاحبِ نصاب پر۔ اپنی اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے۔

(حسنؒ، ابو حنیفہؒ)

اگر باپ صاحبِ نصاب ہو، اور لڑکا صاحبِ نصاب نہ ہو تو باپ پر اس لڑکے کی قربانی ادا کرنا واجب نہیں۔ اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

(ہدایہ، قاضی خاں)

مسئلہ نابالغ لڑکا اگر صاحبِ نصاب ہو تو اُس کے باپ یا اُس کے باپ کے وصی کو لڑکے کی طرف سے قربانی کرنا چاہیئے۔

(امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ)

لیکن امام شافعیؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک اگر باپ صاحبِ نصاب ہو تو اپنی طرف سے قربانی کرے گا۔ اور لڑکا اگر صاحبِ نصاب ہو تو باپ اس کے مال سے اس کی طرف سے قربانی کرے گا

باپ اور وصی کو لڑکے کے مال سے قربانی کرنا درست ہے۔ اور لڑکا جس قدر کھا سکے کھائے اور باقی کو فروخت کر کے کپڑا یا کوئی ایسی چیز خرید کر دے جو چند روز اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اور وصی کو اور باپ کو لڑکے

کی قربانی کا گوشت کھانا درست نہیں ہے۔

لیکن جامع صغیر میں لکھا ہے کہ والدین کو لڑکے کی قربانی کا گوشت کھانا درست ہے۔ ایسا ہی لڑکے کے خادم اور اہل وعیال کو بھی کھلانا درست ہے (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ مالکِ نصاب کو چاہیئے کہ ایک بکری یا ایک ایک بھیڑ جو ایک برس کی ہو یا ایک گائے یا ایک بھینس جو ۲ دو برس کی ہو یا ایک اونٹ جو پانچ برس کا ہو اپنی طرف سے قربانی کرے۔

مسئلہ جذع کو قربانی کرنا درست ہے بشرطیکہ دیکھنے میں موٹا تازہ ایک برس کی بھیڑ کے برابر ہو۔

جذع چھ ماہ کی بھیڑ کو کہتے ہیں، مگر جذع کی قربانی میں شرط یہ ہے کہ ایک برس کی بھیڑ کے قربانی کرنے سے عاجز ہو تو درست ہے ورنہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ایک گائے، ایک اونٹ میں سات آدمیوں کا شریک ہو کر قربانی کرنا درست ہے۔

اسی طرح تین، چار، پانچ اور چھ آدمیوں کو ایک گائے اور ایک اونٹ میں شریک ہو کر قربانی کرنا درست ہے، بشرطیکہ تمام کے حصے برابر ہوں۔

مسئلہ اونٹ میں ۲ دو آدمیوں کا شریک ہو کر قربانی کرنا درست ہے اگر دونوں کا حصہ برابر ہو۔

مسئلہ آٹھ آدمیوں کا ایک اونٹ یا ایک گائے میں شریک ہو کر قربانی کرنا درست نہیں۔

ایسا ہی اگر چھ یا سات یا پانچ آدمیوں کا شریک ہو کر ایک اونٹ یا گائے کو قربانی کرنا اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو تو کسی کی بھی قربانی ادا نہ ہو گی۔

مسئلہ قربانی کے گوشت کو تول کر تقسیم کرنا چاہیئے تخمیناً حصہ کرنا درست نہیں مگر جب ایک حصے کے ساتھ پائچہ یا چمڑے کو ملا کر حصہ کرے تو تخمیناً کرنا درست ہے (ہدایہ)

مسئلہ اگر کسی نے اپنے لیے ایک بیل یا گائے خرید کی، اس کے بعد اور بھی چھ آدمی کو اُس میں شریک کر کے قربانی کرے تو درست ہے۔ سب کی قربانی ادا ہو جائے گی۔ لیکن خریدتے وقت شریک ہو کر خریدنا مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خریدنے کے بعد شریک کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ فقیر اور مسافر پر قربانی کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ قربانی کا وقت عید کی فجر سے لے کر اس کے بعد دو دن کی عصر تک ہے۔ اور گیارہویں بارہویں تاریخ کی رات کو بھی قربانی کرنا درست ہے۔ مگر رات کو قربانی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ شہر والوں کو عید کی نماز کے بعد قربانی کرنا چاہیئے اور نماز سے پہلے درست نہیں اور جن دیہات میں جمعہ اور عید واجب نہیں وہاں کے لوگوں کے لیے نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہے۔

مسئلہ گائے وغیرہ کو قربانی کی نیّت سے خریدنے کے بعد اگر کسی عُذر کی وجہ سے قربانی کے ایام میں قربانی نہ کر سکے تو اس صورت میں قربانی کرنے والے نے اگر اپنے اوپر نذر مان کر واجب کر لیا ہو یا قربانی کرنے والا فقیر ہو تو اس جانور کو زندہ صدقہ کر دینا چاہیئے۔ اور ذبح کر کے بھی صدقہ کر دینا درست ہے۔ اور اگر خریدنے والا غنی ہو تو اس جانور کی قیمت کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔

مسئلہ جو گائے اور بکری وغیرہ اندھی ہو یا ڈمری[1] ہو یا لنگڑی ہو جو ذبح کی جگہ تک چلنے تک قادر نہ ہو، اور ایسی دبلی ہو کہ جس کی ہڈی کے اندر کا

---

[1] ڈمری یعنی لاغر و دبلی ۱۲

گودا نہ ہو یا تمام کان یا تمام دُم کٹی ہو یا کان اور دُم کا زیادہ حصہ کٹ گیا ہو تو اُس کو قربانی کرنا درست نہیں۔

مسئلہ جس گائے اور بکری کا سینگ بالکل پیدا ہی نہ ہوا ہو یا سینگ ٹوٹ گیا ہو، اور اندر کا گودا سلامت ہو تو ایسی گائے یا بکری کو قربانی کرنا درست ہے اور اگر سینگ کے اندر کا گودا ٹوٹ گیا ہو تو اس کو قربانی کرنا درست نہیں۔ (ہدایہ، کفایہ، جامع الرموز)

مسئلہ خصی، دیوانہ، خارشت والا جو موٹا تازہ ہو، اور وہ گائے یا بکری جس کے دانت نہ ہوں۔ لیکن گھانس کھانے پر قادر ہے تو اُسے قربانی کرنا درست اور صحیح ہے۔

مسئلہ جس جانور کے بالکل کان نہ ہوں تو اسکو قربانی درست نہیں ہے (ہدایہ)

مسئلہ سات آدمیوں نے شریک ہو کر ایک گائے قربانی کے لیے خریدی اور قربانی کرنے سے پہلے اُن میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا مگر میّت کے ورثا نے ان کو اجازت دی کہ تم اُس کی اور اپنی طرف سے قربانی کر دو۔ تو اس صورت میں اگر وہ ان کی اجازت سے میّت اور اپنی طرف سے قربانی کریں تو درست ہوگی اور سب کی قربانی ادا ہوگی۔ اور اگر اس میّت کے ورثہ کی اجازت کے بغیر قربانی کریں تو درست نہ ہوگی اور کسی کی بھی قربانی ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر سات شرکا میں سے کوئی نصاریٰ ہو یا کوئی ان میں سے صرف گوشت کھانے کے ارادے سے قربانی کرتا ہو تو کسی کی قربانی ادا نہ ہوگی۔ (ہدایہ)

مسئلہ قربانی کا گوشت کھانا خود اور مالدار اور فقیر کو دینا اور سکھا کر رکھنا درست ہے۔ اور تین حصے کر کے ایک حصہ صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اور چمڑے کو صدقہ کر دینا، اس سے کچھ چیز مثل مشک یا چھلنی وغیرہ کے بنانا

درست ہے۔ اور چمڑے[1] سے مثل کپڑے اور دیگ وغیرہ کے خریدنا درست ہے یعنی جس چیز سے چند روز نفع لے سکے اس کو خریدنا درست ہے۔

مسئلہ قربانی کرنے والا چمڑے کو مثل درہم یا دینار کے بدلے اگر بیچے تو اس کو اپنے تصرف میں لانا[2] درست نہیں۔ اور اگر صدقے کے ارادے سے بیچے تو درست ہے اور اس کو صدقہ کر دینا چاہیئے۔

(ہدایہ، جامع الرموز، تبیین)

مسئلہ قربانی کے گوشت سے ذبح کرنے والے اور پوست کھینچنے والے کی اُجرت دینا درست نہیں۔

مسئلہ ذبح کرنے سے پہلے قربانی کے جانور کی پشم تراشنا یا اُس سے اَور کسی طرح کا فائدہ لینا مکروہ ہے۔ ایسا ہی قربانی کے جانور کا دودھ پینا یا اَور کسی قسم کا کام لینا مکروہ ہے۔

مسئلہ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا اگر ذبح کے شرائط جانتا ہو تو افضل ہے۔ اور اگر اس کے شرائط سے اچھی طرح واقف نہ ہو تو کسی سے ذبح کرانا درست ہے۔ لیکن دوسرے کے ہاتھ سے ذبح کراتے وقت خود بھی حاضر رہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ کتابی جیسے یہود اور نصاریٰ کے ہاتھ سے ذبح کرانا مکروہ ہے۔ اگر کسی نے کتابی کے ہاتھ سے ذبح کرایا تو قربانی درست ہوگی کیونکہ وہ اہل ذبح میں سے ہے۔

مسئلہ دو شخصوں نے دو بکریوں کو قربانی کے ارادے سے خریدا

---

[1] قربانی کے چمڑے سے کوئی چیز بنا لینا درست ہے اور تبادلہ بھی کسی دوسری چیز سے درست ہے اور تبادلہ دو طرح پر ہے ایک فنا ہونے والی چیز سے اور دوسرا قائم رہنے والی چیز سے جیسے کوئی تانبے کا برتن ہو مثلاً لوٹا وغیرہ تو یہ جائز ہے اور دوسری فنا ہونے والی۔ جیسے روپیہ وغیرہ تو یہ ناجائز ہے۔ ۱۲۔ [2] از روئے حدیث کے کسی طرح سے بیچنا درست نہیں ہے ۱۲

اور بھول کر ایک نے دوسرے کی بکری کو ذبح کر ڈالا تو دونوں کی قربانی درست ہوگی۔ اور کسی پر بدلہ دینا واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی نے کسی کی بکری کو غصب کر کے قربانی کر ڈالا تو قربانی ادا ہو جائے گی اور مالک کو اس بکری کی قیمت دینا واجب ہوگی۔

مسئلہ امانت، بضاعت، مضاربت، عاریت کا جانور، بیوی کو شوہر کا جانور، شوہر کو بیوی کا جانور، اور رہن کی بکری کو قربانی کرنا درست نہیں کیونکہ وہ غیر کی ملک میں ہے۔

مسئلہ قربانی کے لیے جس بکری کو خریدا ہے اُسے بدل دینا مکروہ ہے۔

مسئلہ خصی کو قربانی کرنا درست ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز، کنز)

کتاب الصید

مسئلہ جو جانور دانت سے شکار کرنے والا ہے جیسے کتا، ریچھ شیر، چیتا، راسو۔ اور جتنے جانور دانت سے شکار کرنے والے ہیں اُن تمام نے اگر شکار کرنا سیکھا ہو تو اُن کے شکار کیے ہوئے جانور کو کھانا درست ہے۔ اسی طرح جو جانور پنجے سے شکار کرتے ہوں جیسے باز، بہری، شکرا، چیل وغیرہ اگر شکار کرنا سیکھے ہوں تو اُن کے شکار کیے ہوئے جانور کو بھی کھانا درست ہے۔ پس جو جانور دانت سے شکار کرتا ہے اس کے شکاری ہونے میں یہ شرط ہے کہ اس کو کسی جانور کی طرف چھوڑ دے۔ اگر چھوڑتے ہی شکار کر کے دے اور کچھ نہ کھائے، اس طرح تین مرتبہ چھوڑنے سے اگر چھوڑتے ہی شکار کر کے لا دے اور کھائے کچھ بھی نہ تو وہ جانور شکاری ہوا، اور شکار کرنے کو سیکھا

اور وہ جانور جو پنجے سے شکار کرتا ہے اُس کے شکاری ہونے میں شرط یہ ہے کہ اس کو کسی طرف چھوڑ کر بلانے سے اگر بلانے کے ساتھ پھر آئے اور دیر نہ کرے تو وہ جانور شکاری ہوا، اور شکار کرنے کو سیکھا تو ان جانوروں کو سکھانے کے بعد اگر بسم اللہ پڑھ کر کسی شکار کی طرف چھوڑ دے اور چھوڑتے ہی شکار کر کے لائے اور زخم بھی کرے تو اس شکار کو کھانا درست ہے۔ اگر زخم کی وجہ سے مر بھی جائے تو بھی کھانا درست ہے۔

مسئلہ کتّے کو سکھانے کے بعد اگر کبھی شکار کو کھا جائے تو وہ کتّا جاہل بن گیا اس کے شکار کو کھانا درست نہ ہوگا مگر جب اس کتّے کو پھر از سرِ نو تعلیم دینے کے بعد تین مرتبہ شکار کر کے لائے اور نہ کھائے تو تین مرتبہ کے بعد کتے کے شکار کو کھانا درست ہوگا۔ اور اگر باز شکار کر کے کھا جائے تو اُس باز کے شکار کو کھانا درست ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ باز اپنے مالک سے کچھ عرصہ تک غائب ہو جائے اور اس عرصہ میں کسی جانور کو شکار کر کے لائے تو اس شکار کو کھانا درست نہ ہوگا۔

مسئلہ اگر کتّا کسی جانور کو شکار کر کے اُس کا خون پی لے لیکن شکار کو نہ کھائے بلکہ مالک کو لا دے تو اس شکار کو کھانا درست ہے۔ کیونکہ جو چیز مالک کے لیے حلال تھی کتّے نے اس چیز کو نہ کھایا اور وہ شکار ہے نہ کہ خون۔

مسئلہ جس جانور کو کتّے نے شکار کر کے لا دیا اس سے اگر مالک ایک ٹکڑا کاٹ کر اس کتے کو دے تاکہ کتا بھی اس کو کھائے باقی جس قدر ہے اس کو مالک کے لیے کھانا حلال ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے کتے کو چھوڑا، اس نے ایک جانور کو پکڑ کر اس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر کھا لیا اور دوسرے جانور کو شکار کر کے مالک کو لا دیا تو اس شکار کو کھانا درست نہ ہوگا۔ کیونکہ اس ٹکڑے کو کھانے کے سبب سے وہ کتا جاہل ہو گیا اور جاہل کتے کے شکار کو کھانا درست نہ

ہوگا۔ اور اگر اس کے ٹکڑے کو نہ کھایا بلکہ دوسرا کوئی جانور مالک کو شکار کر کے لادے اس کے بعد اس کے ٹکڑے کو کھائے تو اس شکار کو کھانا درست ہوگا۔ شکاری کتے کو چھوڑنے والا اگر شکار کو زندہ پائے تو اُسے ذبح کرنا واجب ہے۔ اور ذبح نہ کرے اور مرجائے تو اُسے کھانا درست نہ ہوگا۔

ایسا ہی اگر باز شکار کرے اور شکار زندہ ملے یا تیر سے شکار کرے اور شکار زندہ رہے تو اس کو بھی ذبح کرنا واجب ہے۔ اور ذبح کیے بغیر حلال نہ ہوگا کیونکہ وہ ذبح اختیاری پر قادر تھا اور اُسے نہ کیا۔ اور ذبح اختیاری پر قادر ہونے سے ذبح اضطراری کفایت نہیں کرتا ہے (ہدایہ)

مسئلہ ایک شکاری کتے نے کسی جانور کو شکار کر کے زندہ لا دیا اور چھوڑنے والے نے اُسکے پکڑنے میں کچھ توقف کیا اتنے میں وہ شکار مرگیا تو صورتِ مذکورہ میں دیکھا جائے کہ جس قدر عرصہ پکڑنے میں توقف کیا ہے کیا اس عرصہ میں ذبح کر سکتا تھا یا نہیں؟

اگر ذبح کر سکتا تھا تو کھانا درست نہ ہوگا۔ اور اگر ذبح نہیں کر سکتا تھا تو کھانا حلال ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص نے کُتے کو کسی جانور کی طرف چھوڑا اور کتے نے کسی دوسرے جانور کو شکار کر کے لا دیا تو اِس شکار کو کھانا درست ہے۔

لیکن امام مالکؒ کے نزدیک درست نہیں ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے ایک مرتبہ بسم اللہ پڑھ کر چند شکار پر کُتّے کو چھوڑا، اور کتے نے بھی سب جانوروں کو شکار کیا تو سب کو کھانا درست ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص نے ریچھ کو کسی جانور پر چھوڑا۔ اور وہ کہیں جا کر گھات میں جا بیٹھا۔ اس کے بعد اس جانور کو شکار کیا تو اس جانور کو کھانا حلال ہوگا۔ کیونکہ وہ حیلے کے لیے گھات میں بیٹھا تھا نہ کہ آرام کرنے کو۔

ایسا ہی اگر کوئی ریچھ کی عادت کو اختیار کر کے اسی طرح شکار کرے تو اس کے شکار کو بھی کھانا حلال ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص نے کسی جانور کی طرف کتے کو چھوڑا اور کتے نے اُسے بھی اور دوسرے جانور کو بھی شکار کر لیا۔ تو اس صورت میں سب کو کھانا درست ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص نے کتے کو چھوڑا۔ اور وہ شکار کر کے شکار کے سینے پر بیٹھ رہا۔ پھر دوسرے جانور کو شکار کیا تو اس صورت میں پہلے شکار کو کھانا حلال ہوگا اور دوسرے کا کھانا حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص نے بسم اللہ پڑھ کر باز معلّم کو کسی شکار پر چھوڑا۔ اور وہ کسی دوسری چیز پر آگرا، اس کے بعد اس شکار کو شکار کیا تو اس کو کھانا درست ہوگا۔

مسئلہ ایک باز معلّم نے کسی جانور کو شکار کیا مگر معلوم نہ ہوا کہ اُسکو کسی آدمی نے چھوڑا ہے یا نہیں، تو ایسے شکار کو کھانا درست نہ ہوگا۔

مسئلہ ایک شکاری کتے نے کسی شکار کا گلا پکڑا لیکن زخم نہ کیا تو اس شکار کو کھانا درست نہیں۔

مسئلہ ایک شکاری کتے نے دوسرے کسی جاہل کتے کے ساتھ یا اُس کتے کے ساتھ جس کو بسم اللہ پڑھے بغیر چھوڑا ہے یا کسی مجوسی کے کتے کے ساتھ شریک ہو کر شکار کیا تو اس صورت میں اس شکار کو کھانا درست نہ ہوگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ ایک مسلمان نے کتے کو شکار پر چھوڑا، اور دوسرے کسی مجوسی نے اس کتے کو ورغلایا اور کتے نے اس کے ورغلانے پر شکار کیا تو اُس شکار کو کھانا درست ہوگا۔

اور اگر مجوسی نے کتے کو چھوڑا، اور مسلمان نے اُس کو ورغلایا، اور

مسلمان کے ورغلانے پر شکار کیا تو اس شکار کو کھانا درست نہ ہوگا. کیونکہ چھوڑنے والے کا اعتبار ہے۔ اور ورغلانے والے کا کوئی اعتبار نہیں۔

مسئلہ ایک شخص نے بسم اللہ پڑھ کر کتے کو شکار پر چھوڑا، اور اس نے شکار پکڑ کر سست کیا۔ پھر دوسرے شکاری کتے نے اس کو مارا۔ تو اس صورت میں اُس شکار کو کھانا حلال ہوگا۔ ایسا ہی اگر دو۲ شکاری کتوں کو کسی نے شکار پر چھوڑا۔ اور ایک نے شکار کو پکڑ کر ضعیف کیا اور دوسرے نے شکار کو زخمی کر کے مار ڈالا تو اس شکار کو کھانا حلال ہوگا.

مسئلہ اگر دو۲ شخصوں نے دو۲ کتے چھوڑے اور ایک کے کتے نے شکار کو پکڑ کر ضعیف کیا اور دوسرے کے کتے نے زخم کر کے مار ڈالا تو اس صورت میں جس کے کتے نے شکار کو مارا ہے اس کے لیے اُس شکار کو کھانا حلال ہوگا مگر مالک اس شکار کا پہلا کتا چھوڑنے والا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(ہدایہ)

فصل فی الرمی

مسئلہ بسم اللہ پڑھ کر اگر کوئی شخص تیر کو کسی جانورِ وحشی پر مارے اور تیر اُس شکار کے بدن میں گھس کر زخم کرے تو اس شکار کو کھانا درست اور صحیح ہے.

مسئلہ تیر سے شکار کرنے میں شرط یہ ہے کہ تیر چھوڑتے ہی شکار کا پیچھا کرے، تیر چھوڑ کر بیٹھ رہنا درست نہیں.

مسئلہ جس جانور کو تیر سے شکار کیا ہے اس کو اگر زندہ پائے تو ذبح کرنا چاہیئے۔ اور بغیر ذبح کے حلال نہ ہوگا. (جامع الرموز)

مسئلہ ایک شخص نے نرم آواز سُنکر خیال کیا کہ یہ آواز کسی شکار کی ہے۔ پس اُس نے اسی طرف تیر یا کتّے یا باز کو چھوڑا۔ پس تیر وغیرہ نے اس جانور کو شکار نہ کر کے دوسرے جانور کو شکار کیا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ آواز کسی حلال جانور کی تھی۔ پس اس صورت میں جو جانور شکار ہوا ہے اُسے کھانا درست ہے اگرچہ اس کی طرف تیر نہ چھوڑا ہو۔

اور اگر معلوم ہو کہ وہ آواز کسی آدمی یا کسی جانور اہلی کی تھی تو جس جانور کو شکار کیا ہے اس کو کھانا درست نہ ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص نے کسی پرندہ کی طرف تیر چلایا لیکن تیر کسی دوسرے شکار کو لگا۔ اس کے بعد وہ پرندہ اڑ گیا اور معلوم نہ ہوا کہ وہ پرندہ وحشی تھا یا اہلی۔ تو اس صورت میں جس جانور کو شکار کیا ہے اس کو کھانا درست ہوگا۔ کیونکہ اڑ جانے کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پرندہ وحشی تھا۔ اور شرع میں حکم ظاہر پر ہوتا ہے۔

مسئلہ ایک آدمی نے ٹڈی یا مچھلی کی طرف تیر مارا لیکن دوسرے کسی شکار کو لگا۔ اس صورت میں اس شکار کے کھانے میں امام ابو یوسفؒ سے دو قول نقل ہیں۔ ایک قول کے موافق اس کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ ایک شخص نے بِسْمِ اللہ کہکر تیر مارا، اور تیر نے شکار کو زخمی کر دیا اور زخم کی وجہ سے وہ مر بھی گیا تو اس جانور کو کھانا درست ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے کسی شکار کو تیر مارا، اور شکار تیر لیکر بھاگا اور کہیں جاکر مر گیا اور تیر مارنے والا بھی اس کی طلب میں رہا۔ اس کے بعد اُسے مردہ پایا تو اس صورت میں اس مُردہ جانور کو کھانا درست ہوگا۔ اور اگر شکاری پیچھا نہ کرے تو کھانا درست نہ ہوگا۔

مسئلہ جس جانور کو تیر مارا ہو اس میں اگر اُس تیر کے زخم کے علاوہ کوئی دوسرا زخم ملے اور وہ حیوان مردہ ہو تو اس مُردہ جانور کو کھانا درست نہیں

کیونکہ احتمال ہے کہ وہ جانور دوسرے زخم سے مرا ہو۔

مسئلہ تیر مارنے سے اگر جانور پانی میں گرے یا چھت یا پہاڑ پر گر پڑے اور اس کے بعد زمین پر گرے اور مر جائے تو اُسے کھانا درست نہیں کیونکہ وہ متردیہ[1] ہے اور متردیہ کی حرمت قرآن میں آئی ہے۔

اور اگر تیر لگتے ہی زمین پر گرے اور مر جائے تو اس جانور کا کھانا درست اور صحیح ہوگا۔

مسئلہ تیر کا عرض لگ کر جو جانور شکار ہو اس کو کھانا درست نہیں،

مسئلہ جو جانور گولی سے شکار کیا جائے اُسے ذبح کئے بغیر کھانا درست نہیں اگرچہ وہ گولی مٹی یا لوہے یا سیسے یا پتھر کی ہو کیونکہ گولی ثقالت کی وجہ سے اور صدمے کی وجہ سے توڑتی ہے اور شکار کو ہلاک کر دیتی ہے اور جو چیز ثقالت سے توڑتی ہے اس کا شکار بغیر ذبح کے کھانا درست نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو ہتھیار کہ اس کی تیزی سے کٹ جاتا ہے اس کے شکار کو اگرچہ مر بھی جائے تو بھی کھانا درست ہوگا۔ اور جس ہتھیار کے صدمے سے کٹ جاتا ہے اس کے شکار کو ذبح کیے بغیر کھانا درست نہ ہوگا۔

(ہدایہ، جامع الرموز)

اور جو لوگ بندوق کے شکار کو بغیر ذبح کے کھاتے ہیں سراسر حرام کھاتے ہیں کیونکہ حیوان کے اعضاء کو جو توڑتا ہے وہ گولی کا صدمہ ہے نہ کہ اس کی تیزی۔

اگر بندوق میں چھرّے یا بوتل وغیرہ تیز چیز کے ٹکڑے بھر کر شکار کرے تو حلال ہو سکتا ہے۔

مسئلہ تیر وغیرہ کے مارنے سے اگر حیوان کا کوئی عضو کٹ کر الگ

---

[1] جو جانور اُوپر سے گر کر مر جائے اُسے متردیہ کہتے ہیں ۱۲

ہو جائے تو اس حیوان کو کھانا درست ہوگا۔ اور جو عضو جدا ہو گیا ہے اس کو کھانا درست نہیں۔

اگر حیوان کا ایک پاؤں یا ایک ران یا تہائی حصّہ جو پاؤں سے متصل ہے کٹ جائے یا نصف سے کم سَر کٹ جائے تو اس صورت میں اس حیوان کو کھانا درست ہوگا۔ اور جو عضو الگ ہو گیا ہے اس کو کھانا درست نہ ہوگا۔ اور اگر حیوان کا نصف یا تہائی یا اکثر حصہ عضو کا جو ران سے متصل ہے یا آدھا سَر یا زیادہ اس سے کٹ گیا تو اس حیوان کو اور کاٹے ہوئے عضو کو کھانا حلال ہوگا۔

مسئلہ مجوسی، مرتد، بُت پرست کا شکار کھانا درست نہیں۔

مسئلہ جو جانور حلال ہے اسکو شکار کرنا درست ہے اور اُس کا گوشت کھانا بھی حلال ہے۔ اور جو جانور حرام ہے اسکو شکار کرنا درست ہے اور اسکا گوشت کھانا حلال نہیں مگر اس کے چمڑے، بال اور پَر سے فائدہ حاصل کرنا درست اور صحیح ہے۔

مسئلہ اگر کسی شخص نے بکری کو تلوار وغیرہ سے تسمیہ کے ساتھ مار کر سَر کو الگ کر ڈالا تو اس بکری کو کھانا حلال ہوگا۔ مگر اس طرح کاٹنا مکروہ تحریمی ہے۔

(جامع الرموز، ہدایہ، قاضیخاں، درمختار)

کتاب الکراھیۃ

مسئلہ جس کام کو ترک کرنا بہتر ہے اس کو شرع میں مکروہ کہتے ہیں۔ وہ دو طرح پر ہے۔ ایک تحریمی اور دوسرا تنزیہی۔

امام محمدؒ کے نزدیک جو چیز مکروہ تحریمی ہے وہ مثل حرام کے ہے یعنی کوئی حرام کام کرنے سے جیسا کہ دوزخ میں جلے گا اسی طرح اس کام سے جو مکروہ تحریمی ہوتا ہے اس کے کرنے سے بھی دوزخ میں جلنا ہوگا۔

لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی حرام کے نزدیک ہے۔ پس جس سے مکروہ تحریمی ہوتا ہے اس کے کرنے سے بھی مستحق عذاب ہوگا۔

اور مکروہ تنزیہی تمام آئمہ کے نزدیک حلال کے قریب ہے۔ یعنی اس کو ترک کرنے سے مستحق ثواب ہوگا۔ اور اُسے کرنے سے مستحق عذاب نہ ہوگا۔ (جامع الرموز وغیرہ)

فصلٌ فی الاکل والشرب

مسئلہ جان بچانے کی خاطر حرام چیز بقدر ضرورت کھالینا درست ہے اور کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے اور روزہ رکھنے پر قادر ہونے کے اندازہ پر حلال چیز سے کھانا ثواب ہے۔ اور بقدرِ آسودگی حلال چیز سے کھانا مباح ہے اور آسودگی سے زیادہ کھانا حرام ہے۔ اگرچہ حلال چیز ہی ہو۔

لیکن اگلے دِن روزہ رکھنے کے ارادے سے یا مہمان شرم سے نہ کھاتا ہو تو اس کی خاطر آسودگی سے زیادہ کھانا درست ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ گدھے کا گوشت کھانا اور دودھ پینا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا اور اس میں تیل لیکر مالش کرنا اور اس میں عطر لیکر کپڑے وغیرہ میں لگانا مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہے۔

اسی طرح سونے اور چاندی کے چمچے سے کھانا اور ان دونوں کی سلائی اور سُرمہ دانی سے سرمہ لگانا یا اُس سے آئینہ، دوات اور قلم بنانا درست نہیں ہے۔

مسئلہ رنگے ہوئے شیشہ، بلّور اور عقیق کے برتن میں کھانا اور پینا درست ہے۔ اور تانبے، اور پیتل کے برتن میں کھانا مرد اور عورت سب کے لیے مکروہ[1] اور درست نہیں ہے۔

مسئلہ جس برتن میں چاندی کا کام بنا ہو اُس میں کھانا پینا اگر چاندی کی جگہ سے پھیر کر ہو تو درست ہے۔ ایسا ہی زین پوش، کرسی اور تخت جس میں چاندی کا کام کیا ہوا ہے اس پر بھی بیٹھنا اگر چاندی کی جگہ سے پھیر کر بیٹھے تو درست ہوگا۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنے نوکر یا خادم کو جو مجوسی ہے گوشت خریدنے کو بھیجا، نوکر نے گوشت خرید کر کہا کہ میں نے یہ گوشت یہودی یا نصرانی یا مسلم سے خریدا ہے تو مالک کو اس کی بات کا اعتبار کر کے اس گوشت کو کھانا درست ہے۔ اور اگر کہے کہ میں مجوسی یا وثنی یا کسی غیر کتابی سے جس کا ذبیحہ حرام ہے خرید کر لایا ہوں تو اس گوشت کو کھانا مالک کے لیے درست نہیں۔

---

[1] یہ اس صورت میں ہے کہ جب تک قلعی نہ ہو ورنہ درست ہے۔ ۱۲ مصحح

مسئلہ اگر کوئی شخص غلام یا لونڈی یا لڑکے کے ہاتھ کسی کو کچھ ہدیہ بھیجے تو اُسے قبول کرنا درست ہے۔

مسئلہ دنیا کے کاروبار میں فاسق کے قول پر اعتبار کرنا درست ہے اور دین کے کاروبار میں فاسق کے قول پر اعتبار کرنا درست نہیں۔

مسئلہ غلام اور حُر اور لونڈی اگر عادل ہوں تو دین کے کام میں اُن کی بات معتبر ہوگی۔

مسئلہ اگر کوئی آدمی ولیمہ میں ضیافت وغیرہ میں جا کر لہو ولعب یا گانا بجانا دیکھے تو اُسے وہاں بیٹھنا اور ان کے ساتھ کھانا درست ہے۔ اگر وہ شخص سردار یا رئیس نہ ہو، اگر سردار یا رئیس ہو تو اس کو وہاں بیٹھنا اور ان کے ساتھ کھانا درست نہیں

اور اگر ضیافت کی مجلس میں حاضر نے سے پہلے معلوم ہو تو کسی کو ضیافت میں حاضر ہونا درست نہیں ہے۔ (ہدایہ، کنز، درمختار، جامع الرموز)

فصل فی اللبس

مسئلہ مرد کے لیے خالص ریشم کا کپڑا پہننا درست نہیں مگر چار انگل کے اندازے پر چوڑائی اگر سجاف یا حاشیہ ہو تو درست ہے (ہدایہ)

لیکن درمختار میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی انگلی کے چار انگل کے انداز پر اور وہ ہمارا ایک بالشت ہوتا ہے۔ اگر سجاف یا حاشیہ کے لیے ہو تو وہ درست ہے۔

مسئلہ ریشم کے تکیہ پر سونا اور ریشم کے کپڑے سے پردہ یا فرش کرنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہے۔ لیکن صاحبینؒ کے نزدیک درست نہیں۔

مسئلہ جس کپڑے کا تانا ریشم کا اور بانا روئی یا پشم کا ہو تو اس کپڑے کو پہننا مرد کے لیے درست ہے۔ اور اگر تانا روئی یا پشم کا ہو اور بھرنی ریشم کی ہو تو اس کپڑے کو مرد کے لیے پہننا درست نہیں مگر لڑائی کے وقت پہننا درست اور صحیح ہے۔

مسئلہ لڑکے کو سونے اور چاندی کی چیز اور ریشم کا کپڑا پہننا درست نہیں اور اگر کوئی پہنا دے تو پہنانے والا گنہگار ہوگا۔
(ہدایہ ، درمختار)

مسئلہ جو لباس خلافِ سُنّت ہو اُسے پہننا مکروہ ہے۔

مسئلہ پیراہن پہننے میں سنت یہ ہے کہ درازی دامن کی نصف ساق تک ہو۔ اور درازی آستین کی انگلی کے سر تک اور چوڑائی آستین کے منہ کی ایک بالشت کے انداز پر ہو۔ (جامع الرموز)

آستین کے منہ کو ایک بالشت سے زیادہ چوڑا کرنا خلافِ سُنّت ہے۔
(مدارج النبوۃ)

مسئلہ سونے اور چاندی کا زیور مرد کے لیے حرام ہے اور عورت کے لیے حلال ہے۔

مسئلہ ایک مثقال کے مقدار چاندی کی انگشتری پہننا اگر زینت کی غرض نہ ہو، اور عورت کی انگشتری کی وضع پر بھی نہ ہو یعنی دو یا تین نگینے نہ ہوں تو مرد کے لیے درست ہے۔

مثقال شرعی ساڑھے اڑسٹھ جو بھر ہوتا ہے۔ اور سونے کی انگشتری مرد کے لیے مطلقاً درست نہیں ہے۔ مگر سونے کو چاندی کی انگشتری پر ٹھونکنا درست ہے۔

مسئلہ لوہا، پیتل اور پتھر جیسے بلّور، فیروزہ اور یاقوت کی انگشتری پہننا مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہے۔ مگر عقیق کی انگشتری پہننا

سب کے لیے درست ہے بلکہ سُنّت ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

انگشتری سے مراد حلقۂ انگشتری کا نگینہ ہے، کیونکہ یاقوت اور فیروزہ، زمرّد اور عقیق وغیرہ کا نگینہ لگانا درست ہے۔ مگر لوہے اور پیتل کا نگینہ لگانا درست نہیں کیونکہ لوہا دوزخیوں کا زیور ہے۔ اور پیتل سے بُت تراشا جاتا ہے۔ (ہدایہ)

انگشتری پہننے میں چاہیئے کہ بائیں ہاتھ کی خنصر میں پہنے اس طرح کہ نگینہ انگلی کے پیٹ کی طرف ہو۔

فقیہ ابو اللیث ؒ نے جامع صغیر کی شرح میں لکھا ہے کہ داہنے اور بائیں دونوں ہاتھ کی انگلی میں انگشتری پہننا درست ہے (عینی)

مسئلہ زعفرانی، زرد، سُرخ، گل کاجیرہ جسے ہندی میں کُسم کہتے ہیں ان سب سے رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کے لیے حرام ہے۔ ان چار رنگوں کے علاوہ جتنے رنگ ہیں سب رنگوں کا لباس مرد کے لیے حلال ہے۔

(دُرمختار)

لیکن مجتبٰی اور شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ سُرخ رنگ کا لباس مرد کے لیے حرام نہیں ہے۔

مسئلہ بعذرِ گرمی اور وضو کے پانی پونچھنے اور ناک صاف کرنے کے لیے رومال رکھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اس میں ایک قسم کا تکبر پایا جاتا ہے مگر جب کچھ حاجت ہو اور اِترانا منظور نہ ہو تب درست ہوگا۔ اور وضو کر کے منہ نہ پونچھنا مستحب ہے کیونکہ وضو کا پانی قیامت کو اعمالِ حسنہ میں وزن کیا جائے گا۔ (ہدایہ، درمختار، عین العلم)

مسئلہ اگر کسی کا دانت ہلتا ہو تو اس کو چاندی کے تار سے باندھنا درست ہے اور سونے کے تار سے باندھنا درست نہیں۔

مسئلہ کوئی بات یاد رکھنے کے لیے انگلی یا انگشتری میں ڈورا سوت

کا باندھنا درست ہے اس کو عربی میں رتم اور رتیمہ کہتے ہیں۔

اور جو لوگ کسی بات کے یاد رکھنے کے لیے کپڑے کے کنارے میں گرہ دیتے ہیں وہ بھی درست ہو سکتا ہے کیونکہ یہ فعل عبث نہیں۔ واللہ اعلم۔

فصل فی النظر والمسّ

مسئلہ بےگانی عورت کی طرف نظر کرنا درست نہیں مگر منہ اور ہتھیلی کی طرف دیکھنا درست ہے۔ اگر شہوت سے بے خوف ہو، اور اگر شہوت سے بے خوف نہ ہو تو اس کو دیکھنا درست نہیں مگر جب کچھ حاجت ہو۔ جیسا گواہی دینے اور حاکم کو مقدمے کا فیصلہ کرنے کے لیے اگرچہ شہوت سے ہو تو بھی دیکھنا درست ہے۔ منہ اور ہاتھ کو چھونا درست نہیں اگرچہ شہوت سے بے خوف ہو۔

مسئلہ جو عورت بڑھیا ہو، اور شہوت بھی نہ رکھتی ہو تو اس سے مصافحہ کرنا اور اس کا ہاتھ چھونا درست ہے۔

مسئلہ جو لڑکی اب تک شہوت والی نہیں ہوئی اُسے چھونا اور اس کی طرف دیکھنا درست ہے۔

مسئلہ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اُسے دیکھنا درست ہے اگرچہ شہوت کا خوف بھی ہو بلکہ قبل از نکاح دیکھنا سنت ہے۔

مسئلہ مریض کے مرض کی جگہ طبیب کو دیکھنا درست ہے۔ اور طبیب کو چاہیئے کہ کسی عورت اجنبیہ کو عورت کا علاج کرنا سکھا دے تاکہ وہ عورتوں کی دوا کیا کرے۔ اگر کہیں ایسی عورت نہ ملے تو چاہیئے کہ بیمار مرض کی جگہ کے علاوہ تمام اعضا کو چھپائے اور طبیب فقط اسی جگہ کی طرف دیکھے اور حتی الامکان آنکھ بند رکھے۔ ایسا ہی اگر کسی مرد کو حقنہ دے تو فقط اسی جگہ کی طرف نظر

کرنا درست ہے۔

مسئلہ مرد کو تمام بدن دوسرے مرد کا دیکھنا درست ہے مگر ناف سے زانو تک دیکھنا درست نہیں۔ جس جگہ کو دیکھنا درست ہے اس کو چھونا بھی درست ہے۔

مسئلہ عورت اجنبیہ کو مرد کے تمام اعضاء کی طرف دیکھنا اگر شہوت سے بے خوف ہو تو درست ہے۔ اور ناف سے زانو تک کسی حالت میں بھی دیکھنا درست نہیں۔ اور اگر شہوت سے بےخوف نہ ہو تو کسی اعضا کی طرف دیکھنا درست نہیں۔ (ہدایہ)

مسئلہ عورت کو عورت کے تمام اعضا کی طرف دیکھنا درست ہے مگر ناف سے زانو تک دیکھنا درست نہیں۔

مسئلہ اپنی بیوی اور وہ لونڈی جس سے جماع کرنا درست اور حلال ہے اس کے تمام اعضا یہاں تک کہ اس کے اندام نہانی کو دیکھنا بھی درست ہے لیکن یہ اچھی بات نہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اندام نہانی کی طرف دیکھنے سے لڑکے میں فراموشی پیدا ہوتی ہے۔

مسئلہ اپنے محارم یعنی جس سے نکاح کرنا کبھی بھی درست نہیں جیسے ماں، بیٹی، بہن، رضاعی ماں، دودھ کی بہن اور ساس وغیرہ اور جس عورت سے زنا کیا ہو اُسکی ماں ان تمام سے نکاح کرنا کسی حالت میں درست نہیں ہے ان سب کے منہ، سر، سینہ، بازو، ساق، بال، آنکھ، کان، پستان، ہونٹھ، قدم اور گردن کی طرف دیکھنا درست ہے۔

اور پیٹ، پیٹھ، ران، اندام نہانی اور چوتڑ کی طرف دیکھنا درست نہیں ہے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ محارم کے جن اعضا کو دیکھنا درست ہے ان اعضا کو چھونا بھی درست ہے مگر کپڑے کے اوپر سے چھونا بہتر ہے۔

مسئلہ رضاعی بہن اور ساس جو جوان ہے اس کے ساتھ تنہائی کرنا درست نہیں ہے۔ (اشباہ)

مسئلہ محارم کے ساتھ خلوت اور سفر کرنا درست ہے۔

مسئلہ خصی یعنی خایہ بریدہ اور آلہ تراشیدہ اور ہجڑے مردوں کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ عزل[1] کرنا اپنی بیوی سے درست نہیں اور لونڈی سے درست ہے۔ اور عزل کے معنی جماع کرتے وقت جب انزال قریب ہو تب آلت کو باہر نکال کر انزال کرنا ہے تاکہ اولاد نہ پیدا ہو۔ (ہدایہ، جامع الرموز، دُر مختار)

مسئلہ مرد کو دوسرے مرد کا منہ اور ہاتھ یا دوسرے کسی اعضا کو چومنا اور معانقہ[2] کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور مصافحہ کرنا درست ہے۔ ایسا ہی عورت کو بھی رخصت اور ملاقات کے وقت عورت کے منہ اور ہاتھ کو چومنا مکروہ ہے۔ اور بعض علمائے متاخرین نے رخصت دی ہے کہ عالم اور بزرگ کے ہاتھ کو تبرک کے لیے چومنا درست ہے۔

حضرت سفیان سے روایت ہے کہ عالم کا ہاتھ چومنا سُنّت ہے۔

امام صدر الشہیدؒ نے فرمایا ہے کہ یہی مختار ہے۔ اور جو جاہل سب عالموں، پیروں اور بزرگوں کے سامنے زمین کو چومتے ہیں یہ حرام ہے۔ اور چومنے والے، راضی ہونے والے اس کام پر سب گنہگار ہیں۔

مسئلہ سر کو جھکا کر اس طرح سلام کرنا کہ رکوع یا سجدے سے مل جائے مکروہ تحریمی ہے۔ (ہدایہ، کفایہ، جامع الرموز)

---

[1] عزل بالفتح وسکون زائے معجمہ۔ عزل اپنی بیوی سے اجازت لے کر درست ہے۔ کذا ثبت من اقوال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ [2] معانقہ کرنا مسافر سے اور اسی طرح محبت سے جس وقت کہ معانقہ کرنے والے کے بدن پر کپڑا ہو درست ہے۔ حدیث سے ۱۲

فصل فی البیع

مسئلہ گوبر بیچنا اور اس سے نفع حاصل کرنا خشک کر کے جلانے کیلئے ہو خواہ درختوں کی جڑ میں ڈالنے کے لیے درست ہے۔ اور آدمی کا گوہ بیچنا اور اس سے نفع لینا مکروہ ہے اور اگر اُس کے ساتھ مٹی یا راکھ کو ملایا جائے تو بیچنا او فائدہ لینا درست ہے۔

مسئلہ آدمی کے بدن سے جو چیز الگ ہو جاتی ہے جیسے بال اور ناخن وغیرہ ان سب کو بیچنا درست نہیں ہے کیونکہ وہ آدمی کا جز ہے اور آدمی کے جز کو بیچنا درست نہیں۔ جو چیز آدمی کے بدن سے الگ ہو اُسے تعظیماً دفن کر دینا چاہیئے۔

مسئلہ عورت یا مرد جس مٹی کے کھانے کی عادت کریں مثلاً پت کھولا وغیرہ پس اس کا بیچنا درست نہیں ہے۔ اور لوہے اور پیتل کی انگشتری بھی بیچنا درست نہیں۔

مسئلہ حیوان کو خصی کرانا درست ہے۔ مگر شیخ الاسلام نے فرمایا ہے کہ گھوڑے کو خصی کرنا درست[1] نہیں۔

مسئلہ آدمی کو خصی کرنا درست نہیں کیونکہ اس سے نسل قطع ہوتی ہے اور قطع نسل درست نہیں (ہدایہ، کنز، جامع الرموز)

مسئلہ گدھی کو گھوڑے سے جفت لگانا درست ہے اور گدھے کو گھوڑی پر چھوڑنا درست نہیں۔

---

[1] اس میں حکمت یہ رکھی گئی ہے کہ گھوڑے جہاد میں کام آتے ہیں۔ قطع نسل ہوگا اور وہ نفع مفقود ہوگا۔

مسئلہ انگور کا رس اس شخص کے ہاتھ بیچنا کہ وہ اس سے شراب بناتا ہو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک درست ہے۔ لیکن حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک درست نہیں ۔

مسئلہ خواجہ سرا سے خدمت لینا درست نہیں۔

مسئلہ نرد، شطرنج اور جُوا کھیلنا حرام ہے۔ لیکن امام شافعیؒ شطرنج کھیلنا حرام نہیں کہتے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ گیت اور سرود حرام ہے۔ اور جو بدعتی فقیر اور صوفی اس زمانہ میں گایا بجایا کرتے ہیں وہ سراسر حرام ہے یہاں تک کہ ایسے فقیروں اور صوفیوں کے پاس جانا اور انکی مجلس میں بیٹھنا بھی درست نہیں ہے۔

(جواہر)

مسئلہ ہر طرح کا لہو و لعب اور فعل عبث حرام ہے۔ اور بربط، رباب، قانون، مزمار، سرنا، ڈھول، مردنگ، سارنگی، ستار، بیلا، بوق، نوبت، بانسلی اور سارنگ وغیرہ بجانا حرام ہے۔ اور بانس پر بانس کو بجانا بھی درست نہیں ہے۔

مسئلہ مودی کو کچھ روپیہ قرض دینا اس شرط پر کہ جب کچھ سودے کی حاجت ہوگی اس روپے کے عوض جب تک وہ روپے ختم نہ ہوں۔ لیتا رہیگا یہ مکروہ ہے۔ اگر مودی کے پاس کچھ روپیہ امانت رکھے اور جب حاجت ہو اس سے اس روپے کے عوض سودا لے لے تو یہ درست ہے۔

مسئلہ احتکار مکروہ ہے۔ یعنی آدمی اور حیوان کے رزق کو بند رکھنا جس سے اہل شہر اور گاؤں کو ضرر پہنچے۔

ایسا ہی تلقی بھی مکروہ ہے یعنی غلہ دوسری جگہ سے خرید کر بند رکھے۔ تاکہ لوگ خریدنے نہ پائیں۔ اور اگر احتکار اور تلقی سے لوگوں کو ضرر نہ ہوتا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ اور اپنی زمین کے دھان اور چاول کو بند رکھنا مکروہ

نہیں ہے۔

مسئلہ حاکم کو چیزوں کا نرخ مقرر کرنا مکروہ ہے۔ مگر جب تاجر لوگ گراں قیمت سے فروخت کریں تو نرخ مقرر کر دینا درست ہے۔

مسئلہ جس عورت کا شوہر غائب رہے تو اس کو اگر کوئی معتبر آدمی خبر دے کہ اس کا شوہر مر گیا ہے یا اُسے تین طلاق دیدی ہیں۔ یا کوئی غیر معتبر آدمی لکھا ہوا خط دے کہ جس میں اُسے طلاق دینا لکھا ہے اور عورت کو معلوم نہیں کہ یہ خط اس کے شوہر کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے یا کسی دوسرے کا تو اِن دونوں صورتوں میں عورت کو دِل میں سوچنا چاہیئے کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ۔ اگر رائے سچ کی طرف زیادہ ہو تو اُسے جائز ہے کہ عدّت میں بیٹھے اور عدّت گذرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کرے۔ (ہدایہ، جامع الرموز)

مسئلہ اہل فتنہ کے ہاتھ بلوے کے وقت لڑائی کا ہتھیار بیچنا مکروہ ہے۔ (ہدایہ)

فصلٌ فی مسائل المتفرقۃ

مسئلہ قرآن شریف کو سونے سے منقش کرنا درست ہے ایسا ہی مسجد کو سونے سے منقش کرنا درست ہے۔

مسئلہ یہود اور نصاریٰ جو ہمسایہ ہو، اس کی بیمار پرسی کرنا درست اور صحیح ہے۔

مسئلہ اس طرح دعا کرنا کہ اے خدا فلاں اولیا یا بزرگ کے حق[1] سے ہماری دعا قبول کر۔ اس طرح کی دعا کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کسی

---

[1] بلکہ اس طرح کہے کہ فلاں بزرگ کے وسیلے سے میری دعا قبول کر۔ ۱۲

کا کچھ حق نہیں ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ جب کتاب پھٹ جائے اور وہ نفع اٹھانے کے قابل نہ رہے تو چاہیئے کہ اللہ اور رسول اور فرشتوں کے نام کو ہٹا کر آگ میں جلادے یا بہتے پانی میں چھوڑ دے یا کہیں پاک زمین میں دفن کر دے۔

اور اگر قرآن مجید پھٹ جائے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی پاک جگہ میں دفن کر دے کہ جہاں آدمی کے پاؤں پڑنے کا گمان نہ ہو۔ اور آگ میں جلا ڈالنا اور ندی یا دریا میں چھوڑ دینا بھی درست ہے۔ (سراجیہ، زاہدی)

مسئلہ مرغی مر جانے سے اگر اس کے پیٹ میں سے سخت انڈا ملے تو اُسے کھانا درست ہے۔

مسئلہ اگر داڑھی بہت دراز ہو جائے تو اُس کو ایک مٹھی بھر چھوڑ کر باقی کو تراشنا درست ہے۔ اور مٹھی سے کم کرنا درست نہیں ہے۔ (سراجیہ)

اور مطلق نہ تراشنا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ مسجد کے اندر بے ہودہ کلام کرنا، شور اور قضیہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ تازے درخت، پتّے اور گھاس کو بے ضرورت توڑنا مکروہ ہے کیونکہ یہ سب خدا کا ذکر کرتے ہیں۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسرے کسی کے نام کی قسم کھانا شرک ہے۔

مسئلہ شوہر اگر اپنی بیوی سے محبّت نہ رکھے تو بیوی کو شوہر کے لیے تعویذ کرنا حرام ہے۔

مسئلہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں بھنگ پینا حرام ہے۔ اور دوا کے لیے بقدر نشہ نہ آنے کے پینا درست ہے۔

مسئلہ ریشم کا ازار بند مرد کے لیے مکروہ ہے۔

مسئلہ ہر جاندار کو جلانا درست نہیں۔

مسئلہ بالوں کو غبار آلودہ رکھنا اور شانہ نہ کرنا اور تیل نہ لگانا اور نہ ترشنا اور چپٹ دار رکھنا سب بدعت ہے۔ کیونکہ یہ ہنود سے مشابہت اور مماثلت رکھتا ہے۔

مسئلہ شراب اور حرام چیز سے دوا بنانا درست نہیں جب تک اس سے شفا ہونے کا یقین کامل نہ ہو۔ اور اگر کوئی طبیب ثقہ جو مسلمان ہو کہے کہ اس کے علاوہ اس مرض کی دوا نہیں ہے تب اس سے دوا بنانا درست ہے۔ (نصاب الاحتساب)

مسئلہ چونا کھانا درست ہے۔ اور گل ارمنی اور گل مختوم اگر دوا کے لیے ہو تو کھانا درست ہے۔ (سوالاتِ عشرہ، نصاب الاحتساب)

مسئلہ بلا ضرورت حقّہ پینا مکروہ ہے۔ لیکن مرض کے لیے درست ہے ہوائے نفس، آرائش مجلس اور تجمّل کے لیے پینا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فعل عبث ہے۔

مسئلہ سوکھا تمباکو کھانا درست ہے (سوالات عشرہ، درمختار)

مسئلہ موذی بلّی کو تیز چھری سے ذبح کر ڈالنا درست ہے۔ اور کان کاٹنا اور مارنا درست نہیں۔

مسئلہ سرسبز کھیتی میں نظر بد کے لیے سیاہ ہانڈی اور ہڈی وغیرہ کو لٹکا دینا درست ہے (فتاوٰی قاضیخاں)

مسئلہ گھونگھرو، پازیب اور جس زیور سے آواز نکلتی ہو اُس کو پہننا مکروہ ہے۔

مسئلہ حیوانوں کی گردن میں گھنٹا لٹکا دینا مکروہ ہے۔ (مشارق الانوار)

مسئلہ قرآن پاک سے فال نکالنا مکروہ ہے (جامع الرموز)

مسئلہ فرزند کو اپنے والدین کا نام لے کر اور عورت کو اپنے شوہر کا نام لے کر بلانا مکروہ ہے۔

مسئلہ مسجد میں، جنازے کے پیچھے، پاخانہ اور جماع کرتے وقت، اور قرآن شریف پڑھتے وقت اور ذکر کرتے وقت بلا ضرورت دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ عالم جب گاؤں میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لیے نکلے پس اگر لوگ اُسے کچھ دیں تو اسے لینا درست ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص چارپائے سے وطی کرے۔ پس اگر چارپایہ وطی کرنے والے کی ملک میں ہو تو اسے ذبح کر کے آگ میں جلا دینا چاہیئے۔
اور اگر چارپایہ دوسرے شخص کا ہو تو مالک اُس چارپائے کو وطی کرنے والے کے حوالے کرے اور اس سے اسکی قیمت لے لے۔ پس اگر وہ چارپایہ حلال جانور ہو تو فقط ذبح کر دے اور کھانا اچھا نہیں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو واللہ اعلم۔
اور اگر حرام جانور ہو تو اُسے ذبح کر کے آگ میں جلا دینا چاہیئے۔ (فتاوٰی قاضیخاں)

مسئلہ یتیم سے بلا اُجرت خدمت لینا درست نہیں اگرچہ اُستاد یا بھائی ہی کیوں نہ ہو تو بھی اُنہیں یتیم سے خدمت لینا بلا اُجرت درست نہیں۔ مگر ماں کے لیے درست ہے (اشباہ)

مسئلہ اپنی بیوی کو چار صورتوں میں مارنا شوہر کے لیے درست ہے
اوّل:۔ یہ ہے کہ جب شوہر اسکو زینت اور سنگار کرنے کو کہے اور وہ نہ کرے۔
دوم:۔ یہ کہ جب شوہر اس کو سونے کے لیے بلائے اور وہ نہ آئے۔
سوم:۔ یہ کہ جب نماز فرض اور غسلِ جنابت کو ترک کرے۔

چہارم :۔ یہ کہ جب شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں نکل جائے تو ان باتوں کی وجہ سے مارنا درست ہے۔ مگر منہ پر مارنا درست نہیں۔

مسئلہ بکری اگر شراب پی جائے تو پیتے ہی اگر اس کو کوئی ذبح کرے تو اُسے کھانا درست ہے۔ اور اگر ذبح میں کچھ توقف کرے تو اُسے کچھ دن باندھ رکھنا چاہیئے۔ تاکہ شراب کی تاثیر جاتی رہے۔

مسئلہ مناجات کرنے میں دونوں ہتھیلیاں بچھاوے۔ اور دونوں ہاتھوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھنا چاہیئے۔ اور مناجات کے بعد منہ کو دونوں ہاتھوں سے مسح کرنا سنت ہے۔ اور ہاتھ مونڈھے کے برابر اونچا کرنا چاہیئے۔

(قنیہ وغیرہ)

کتابُ الاشربۃ

مسئلہ اوّل خمر یعنی شراب پینا حرام ہے اور یہ وہ شیرہ انگور کا ہے جب جوش کھائے اور کف نکلے اور گاڑھا ہو جائے تو اسی کو نشہ کہتے ہیں۔ اور یہ حرام ہے اگرچہ ایک قطرہ ہی ہو۔

دوم طلا۔ اور یہ شیرہ انگور کا ہے جو جوش دینے کی وجہ سے تین حصے کے دو حصے سے کم اڑ گیا ہو۔

سوم سکر۔ اور یہ شیرہ خرمے کا ہے جو جوش کھا کر گاڑھا ہو گیا ہو۔

چہارم نقیع۔ اور وہ سوکھے انگور کا شیرہ ہے جو جوش کھا کر گاڑھا ہو گیا ہو۔ پس یہ سب نجس اور حرام ہیں۔

مسئلہ خلیطین یعنی جب خرما اور سوکھے انگور کو ملا کر اس کا شیرہ نکالا اور شیرہ شہد، انجیر، دھان، جَو، جوار، چنا، گیہوں کا اگر نشہ نہ لاتا ہو، اور نیّت

لہو ولعب کی بھی نہ ہو تو درست ہے۔ اور اگر لہو ولعب کی نیّت سے ہو تو حرام ہوگا۔

مسئلہ گانجے کا بھی یہی حکم ہے اگر نشہ نہ لاتا ہو تو پینا درست گا، اور اگر نشہ نہ لائے تو پینا درست نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ شیرۂ انگور کو اگر جوش دیا ہو اس طرح پر کہ اسکے تین حصّے کے دو حصّے اُڑ جائیں اور ایک حصہ باقی رہے۔ اگرچہ جوش کھانے سے گاڑھا ہوگیا ہو، اگر نشہ نہ لاتا ہو تو پینا حلال ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کا مسلک ہے۔

لیکن امام محمدؒ، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک حرام ہے۔ اور اگر لہو ولعب کے ارادے سے پیے تو سب کے نزدیک حرام ہوگا۔

مسئلہ خرما اور سوکھے انگور کا شیرہ اگر تھوڑا جوش دیا ہو، اور مستی بھی نہ لاتا ہو تو بلا نیّت لعب کے پینا درست ہے۔

مسئلہ شراب اگر از خود سرکہ ہوجائے یا نمک وغیرہ ڈال کر سرکہ بنایا جائے تو اُسے پینا حلال ہے۔

مسئلہ شراب کو سرکہ بنانا مکروہ نہیں۔

مسئلہ شراب کی گاد سے سر ملنا اور کنگھی کرنا اور اُسے پینا مکروہ ہے۔

مسئلہ شراب کی گاد دوا کے لیے چارپائے اور لڑکوں کو پلانا مکروہ ہے۔ ایسا ہی اس سے آدمی اور حیوان کے زخم کی دوا کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ شراب کو ذکر کے سوراخ میں ڈالنا یا اُس سے حقنہ لینا مکروہ ہے۔

کتاب الوصیّۃ

اپنی زندگی میں کسی کا یوں اقرار کرنا کہ فلاں شخص ہماری موت کے بعد فلاں شے کا مالک ہو یا فلاں کام کرے۔ اسی کو شرع میں وصیت کہتے ہیں۔

فائدہ وصیت کرنے والے کو موصی، جس کے لیے وصیت کیجائے اس کو موصیٰ لہٗ، جس کو وصیت کرتا ہے اس کو وصی، جس چیز کی وصیت کرتا ہے اس کو موصیٰ بہ کہتے ہیں۔

مسئلہ وصیت کرنا مستحب ہے۔ اور مال کی تہائی حصہ سے زیادہ وصیت کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی شخص ثلث مال سے زیادہ کی وصیت کرے۔ اور اُس کے مرنے کے بعد ورثا اگر بالغ اور عاقل ہوں اور اس کو جائز رکھیں تو وصیت درست ہوگی اور اگر وہ جائز نہ رکھیں تو ثلث مال سے زیادہ کی وصیت صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر ورثا موصی کی زندگی میں اس وصیت کو جائز رکھیں تو وہ جائز رکھنا معتبر نہ ہوگا۔

مسئلہ اپنے کسی وارث کے لیے وصیت کرنا درست نہیں مگر جب باقی ورثا اُسکو جائز رکھیں تو درست ہوگی۔ اور اگر بعض ورثا جائز رکھیں اور بعض ورثا ردّ کردیں تو جس نے جائز رکھا اس کے حصے سے درست ہوگی۔ اور ردّ کرنے والے کے حصے سے درست نہ ہوگی۔

مسئلہ مُسلم کو ذمّی کے لیے وصیت کرنا درست ہے۔ ایسا ہی ذمّی کو بھی مُسلم کے لیے کسی چیز کی وصیت کرنا درست ہے۔

مسئلہ جامع صغیر میں لکھا ہے کہ اہل حرب کے لیے وصیت کرنا باطل ہے۔

مسئلہ موصی کی موت کے بعد وصیت کو قبول کرنا چاہیے۔ پس اگر موصٰی لہٗ موصی کے حین حیات میں قبول یا رد کرے تو یہ ردّ اور قبول کرنا باطل ہوگا۔

مسئلہ موصٰی بہ یعنی جس چیز کو وصیّت کیا گیا ہے موصی کے مرنے کے بعد موصٰی لہٗ کو اُسے قبول کرنے سے وہ چیز موصٰی لہٗ کی مِلک میں داخل ہوگی۔

مسئلہ ایک شخص کسی کو کسی چیز کی وصیت کر کے فوت ہوگیا۔ اور موصٰی لہٗ بھی قبول کرنے سے پہلے فوت ہوگیا تو اس صورت میں موصٰی بہ موصٰی لہٗ کے ورثہ کی ملک میں داخل ہو جائے گا اور وہ اس کے مالک بھی ہوں گے۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنے مال کی کسی قدر وصیّت کی لیکن اُس پر دَین اس قدر ہے کہ اس کے تمام مال کو گھیر لیتا ہے تو یہ وصیت درست نہ ہوگی کیونکہ ادائے دَین وصیت پر مقدم ہے مگر جب قرض خواہ اپنے دَین کو معاف کر دے تو وہ وصیّت درست ہوگی۔

مسئلہ نابالغ لڑکے کی وصیت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ عبد مکاتب کی وصیت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ جو لڑکا یا لڑکی اب تک پیٹ میں ہے اس کے لیے وصیّت کرنا درست ہے۔ ایسا ہی جو بچہ کہ اب تک پیٹ میں ہے اس کی وصیّت کرنا درست ہے۔ پس ان دونوں صورتوں میں شرط ہے کہ حمل وصیّت کے وقت سے چھ ماہ سے کم میں جنے مثلاً ایک لونڈی کو حمل غلام کی طرف سے تھا یا کسی چارپائے کے پیٹ میں بچہ تھا اور مالک نے کسی کے لیے وصیّت کی تو درست ہوگی۔

مسئلہ موصی کو اپنی وصیت سے رجوع کرنا درست ہے خواہ وہ

رجوع صراحۃً ہو یا دلالۃً یعنی کوئی ایسا کام کرنا کہ اُس سے رجوع کرنا سمجھا جائے اگر موصی وصیّت سے انکار کرے اس طرح پر کہ میں نے وصیّت نہیں کی۔ تو اس انکار سے رجوع نہ ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس سے رجوع ہوگا۔

مسئلہ اگر کوئی کہے کہ فلاں کے لیے جو چیز میں نے وصیت کی ہے وہ حرام یا سُود کے مال سے ہے تو اِس سے رجوع نہ ہوگا۔ (ہدایہ)

بابُ الوصیّت بثلث المال

اگر کوئی شخص ثلث مال کو ایک کے لیے اور دوسرے ثلث کو دوسرے کے لیے وصیت کرے تو اس صورت میں اگر موصی کے ورثا دوسرے ثلث کو جائز نہ رکھیں تو ایک ثلث دونوں موصیٰ لہٗ پر نصف نصف تقسیم ہوگا۔ اور ایک کے لیے ثلث اور دوسرے کے لیے سُدس مال کی وصیّت کرے۔ پس اگر ورثا ثلث سے زیادہ کی وصیّت کو جائز نہ رکھیں تو ثلث مال کو تین حصّے کر کے ثلث والے کو ۲ دو حصّے اور سُدس والے کو ایک حصّہ دیا جائے گا۔

مسئلہ ایک شخص نے اگر اقرار کیا کہ فلاں عورت کا مجھ پر دَین ہے یا اس عورت کے لیے میں نے کسی چیز کی وصیّت کی ہے یا اس کو کچھ ہبہ کر دیا۔ اسکے بعد اس عورت سے نکاح کر لیا اور مر گیا۔ تو اس صورت میں اس کے دَین کا اقرار صحیح ہوگا۔ اور ہبہ اور وصیت باطل ہوگی۔

مسئلہ اگر کوئی شخص خدا کے چند حقوق یعنی فرض، واجب اور نفل کو ادا کرنے کی وصیّت کرے۔ پس فرض کو واجب پر اور واجب کو نفل پر مقدم کیا جائے گا۔ اور اگر سب حقوق برابر ہوں۔ جیسے نماز، روزہ اور زکوٰۃ۔ تو اس صورت میں اگر سب حق کو ثلث مال سے ادا کرنا مشکل ہو تو اس صورت میں موصی نے جس حق کو مقدم کیا ہے وصی بھی اُسے ادا کرنے میں مقدم کرے اور

اگر وصیت کرے اس حق کی جو واجب نہیں ہے جیسا اپنے لیے سو روپے صدقہ کرنے کو وصیت کی یا اپنی طرف سے نفل حج کرنے کی وصیت کی تو اس صورت میں موصی نے جس کو مقدم کیا ہے وصی بھی اسکو مقدم کرے۔

مسئلہ اگر کوئی حج کو جائے اور راہ میں وفات پائے اور مرتے وقت اپنی طرف سے حج کرنے کی کسی کو وصیت کرے تو وصی موصی کے شہر سے حج کرنے جائیگا۔ (ہدایہ)

مسئلہ ایک وصی اپنے اور موصی کے مال کے لیے دوسرے کسی کو وصی مقرر کر کے فوت ہو گیا تو یہ وصی جدید پہلے موصی کے مال کا بھی وصی ہوگا۔

مسئلہ وصی کا صغیر کے لیے اس مال کو جس میں نقصان ظاہر ہے اس نقصان کے ساتھ بیچنا اور خریدنا درست نہیں۔

مسئلہ وصی کا صغیر کے لیے مال کو تجارت کے لیے شرکت اور بضاعت میں دینا درست ہے اور قرض دینا درست نہیں۔

مسئلہ صغیر کے مال میں باپ کے وصی دادا سے زیادہ مستحق ہے اور اگر باپ نے وصی نہ کیا ہو تو دادا باپ کی جگہ میں ہوگا۔ (ہدایہ ، جامع الرموز)

کتاب الخُنثیٰ

جس آدمی کے پیدا ہوتے وقت مرد اور عورت دونوں کے پیشاب کی جگہ ہو اس کو شرع میں خنثیٰ کہتے ہیں۔

مسئلہ خنثیٰ اگر مرد کے پیشاب کی راہ سے پیشاب کرے تو وہ مرد ہے۔ اگر عورت کی پیشاب کی راہ سے پیشاب کرے تو وہ عورت ہے۔ اور اگر دونوں راہ سے پیشاب کرے تو دیکھنا چاہیئے کہ کس راہ سے پہلے نکلتا ہے اگر مرد کے

پیشاب کی راہ سے پہلے نکلے تو وہ مرد ہے اور اگر عورت کے پیشاب کی راہ سے پہلے نکلے تو وہ عورت ہے اور اگر دونوں راہ سے ایک ساتھ نکلے اور مقدم اور مؤخر نہ ہو تو وہ خنثیٰ مشکل ہے یعنی ایسے آدمی پر نہ مرد کا حکم دیا جا سکتا ہے نہ عورت کا۔

ایسا ہی اگر خنثیٰ سنِ بلوغ کو پہنچے اور مرد اور عورت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو وہ بھی مشکل ہے۔

مسئلہ اگر خنثیٰ کی داڑھی بالغ ہونے کے بعد نکلے یا عورت سے جماع کر سکے یا اُسے احتلام ہو مثل احتلام ہونے مرد کے یا پستان ہو مثل پستان مرد کے تو وہ خنثیٰ مرد ہے۔

اور اگر بالغ ہونے کے بعد پستان اٹھے مثل پستان عورت کے یا پستان میں دُودھ اُتر آئے یا حیض آئے یا اُس سے دخول کر سکے تو وہ خنثیٰ عورت ہے۔

(ہدایہ، جامع الرموز)

فصل فی احکام الخنثیٰ المشکل

مسئلہ خنثیٰ مشکل نماز میں اگر عورت کی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو اس خنثیٰ کو چاہیئے کہ اپنی نماز کو دہرائے۔ اور اگر مرد کی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو جتنے شخص اس خنثیٰ کے داہنے اور بائیں اور پیچھے اور برابر کھڑے ہوئے ہیں وہ سب اپنی نماز دُہرائیں۔ اور خنثیٰ کی نماز درست ہوگی۔

مسئلہ خنثیٰ مشکل کو نماز میں عورت کی بیٹھک پر بیٹھنا چاہیئے۔ اگر بدون سر بند عورت کے پڑھے تو نماز کو دُہرانا چاہیئے۔

مسئلہ خنثیٰ کو ختنہ دینے کے لیے اگر خنثیٰ کا مال رہے تو ایک لونڈی خریدے تاکہ وہ اس کا ختنہ دے۔ اور اگر مال نہ رہے تو بیت المال

سے لے کر ایک لونڈی خرید کر ختنہ دلایا جائے اس کے بعد اُس لونڈی کو بیچکر اس کی قیمت بیت المال میں داخل کر دے۔

مسئلہ حُر کو مرد ہو یا عورت انہیں خنثےٰ کا ختنہ دلانا مکروہ ہے۔

مسئلہ خنثےٰ مشکل کو زیور اور ریشمی کپڑا پہننا اور کسی مرد اور عورت کے سامنے ستر کھولنا اور کسی غیر محرم مرد اور عورت کے ساتھ خلوت اور سفر کرنا درست نہیں۔ اگر علامت ظاہر ہونے سے پہلے خنثےٰ مر جائے تو عورتوں کو جائز نہیں ہے کہ اس کو غسل دیں۔ اُسے فقط تیمم کرانا چاہیئے

مسئلہ خنثےٰ اگر قریب البلوغ ہو تو اُسے کسی مرد اور عورت کے غسل کرتے وقت حاضر ہونا درست نہیں ہے۔

مسئلہ اگر مرد اور عورت اور خنثےٰ پر اکٹھا نماز جنازہ پڑھنے کی حاجت ہو تو اس صورت میں سب کے سامنے مرد کی لاش کو رکھنا چاہیئے اس کے پیچھے خنثےٰ کی لاش کو اُس کے پیچھے عورت کی لاش کو رکھنا چاہیئے اور اگر مرد اور خنثےٰ کو کسی عذر کی وجہ سے ایک قبر میں دفنانا ہو تو خنثےٰ کو مرد کے پیچھے رکھنا چاہیئے اور دونوں کے درمیان میں مٹی سے فصل کر دے اور اگر خنثےٰ اور عورت کو ایک قبر میں دفنانے کا اتفاق ہو تو عورت کو خنثےٰ کے پیچھے رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ خنثےٰ کی قبر کو دفن کے وقت کپڑے سے چھپانا مستحب ہے اور تخت پر رکھنے اور کپڑا پہنانے میں عورت کے طور پر کرنا بہتر ہے۔

(ہدایہ، جامع الرموز، درمختار وغیرہ)

مسائلِ شتیٰ

گونگے کا کہدینا اور اشارہ کرنا سر یا ابرو یا آنکھ یا ہاتھ سے جواس سے نکاح، طلاق، شرا، بیع اور قصاص کا سمجھا جاتا ہو وہ منہ کے کہنے کی طرح ہے۔

مسئلہ جب بکری مذبوح اور مردہ اکٹھا مل جائیں تو اس صورت میں اگر مردہ مذبوح سے کم ہو تو دل میں تحرّی کرنا چاہیئے۔ پس جس بکری پر اطمینان ہو کہ یہ بکری مذبوح ہے تو اُسے کھانا درست ہے۔ اور اگر مُردہ اور مذبوح دونوں برابر ہوں تو پھر ان کو کھانا درست نہیں ہے۔

(ہدایہ)

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ کتاب مستطاب جامع مسائل فقہیہ حاوی فتاویٰ ضروریہ احکام معاملات پر شامل مسمّٰی بہ "خلاصۃ المسائل" تالیف فاضل عریف وماہر مولانا عبد القادر انتخاب نایاب کتب مستندہ شرح وقایہ، ہدایہ، کنز، درمختار، جامع الرموز، فتاوےٰ عالمگیری اور قاضی خاں وغیرہ کا بزبان اردو عام فہم ترجمہ جو پہلے مجیدی پریس کانپور سے شائع ہوا تھا اب بعد صحتِ ضروریہ اسے ایجوکیشنل پریس کراچی میں طبع کرایا

فتاویٰ عزیزی

حضرت شاہ عبد العزیزؒ
علم دین کے ستون تھے
آپ کے فیض کا دریا
ہر خاص و عام کے
لئے جاری تھا
لوگ آتے اور اپنی علمی
اور مذہبی معلومات کی
پیاس اس چشمے سے بجھاتے

فقہ حنفی اور
مسائل مذہبی کا ذخیرہ
قیمت: ستر روپے

فتاویٰ رشیدیہ

مولانا
رشید احمد گنگوہیؒ کا
مجموعہ استفتاء

آج بھی علمائے کرام
مولانا گنگوہی کے فقہی
ارشادات کو بطور سند
پیش کرتے ہیں اور عام مسلمین
اس سے اپنی دینی ضروریات
پوری کرتے ہیں۔
قیمت: 10/50

ایچ ایم سعید کمپنی
مالکان ایجوکیشنل پریس
ادب منزل۔ پاکستان چوک۔ کراچی

4
67.